قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما انزل اللہ آیۃ الا لہا ظہر وبطن رواہ ابو عبید

چوں حدیث مزبور دال ست بر اشتمال قرآن بر معانی خفیہ + کاشتمالہ علی المعانی الجلیہ + ویکے از مصادیق نیز مسائل دقیقہ تصوف ست + لکون احد مصادیقہا المسائل الغامضۃ الفقہیہ + لاشتراکہما فی الاحتیاج فی المدلولیۃ الی الرویہ + وہو صحیح تفاسیر قول خیر البریہ + علیہ الصلوۃ والتحیۃ +

ورسالہ مسمے بہ

مسائل السلوک من کلام ملک الملوک

فی العربیۃ

رفع الشکوک ترجمہ مسائل السلوک

فی الہندیۃ

باحسن بود از حلیہ کافیہ ازین چنین مسائل مع تقریر استنباطہا من الآیات الفرقانیہ التی ہی علیہا دلائل باز تالیفات المتحلی بالفضائل + المتخلی عن الرذائل + جمیل الشمائل + حمید الخصائل + حضرت مولانا الحاج الحافظ القاری الشاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی لازال بالفیض والبرکات الجلائل + پس بنظر افادہ طالبین خصوصاً سالکین بسعی

احقر محمد عثمان عفی عنہ

مالک کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی

در ہندوستان پرنٹنگ ورکس دہلی طبع شد

مختصر فہرست تالیفات سیدی و مرشدی حکیم الامۃ محی السنۃ حضرت مولانا مولوی قاری حافظ شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی

نشر الطیب فی ذکر النبی الحبیب صلی اللہ علیہ وسلم

جناب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک حالات میں نہایت جامع و مستند کتاب اردو میں اپنی ثانی نہیں رکھتی یہ ہی مبارک کتاب ہے جسکے زمانہ تالیف میں باوجودیکہ اطراف و جوانب میں وبا پھیل رہی تھی مگر تھانہ بھون اسکی برکت سے بالکل محفوظ رہا اور زمانہ وبا میں جس مکان میں یہ پڑھی جاتی ہے اسکی برکت سے وہ مکان محفوظ رہتا ہے اور کیوں نہو بیان اس ذات مقدس کے حالات میں ہے جو رحمت ہی رحمت ہیں۔ قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ)

تفسیر بیان القرآن

اس تفسیر کی خوبی پورے طور پر بیان کرنا مشکل ہے مولانا مدظلہم نے اسمیں ان امور کا التزام کیا ہے ترجمہ با محاورہ۔ مگر تحت اللفظ کی رعایت مدنظر ہے توضیح کیلئے ف کے نشان سے تفسیر کی ہے ضروری مضامین اور روایات صحیحہ لکھی ہیں اتباع سلف کا التزام ہے مسائل فقہیہ کلامیہ بھی حسب ضرورت بحث کی ہے جن آیات کی تفسیر احادیث مرفوعہ میں وارد ہوئی ہے اسکو مقدم رکھا ہے ربط آیات کا خاص اہتمام سے بیان فرمایا ہے ہر صفحہ کے ہر حصہ زیرمتن میں جدول، ذیل میں اختلاف قرأۃ حل لغات ضروری ترکیب۔ وجوہ بلاغت۔ توجیہ ترجمہ مختصرا ہے۔ یہ پوری تفسیر بارہ جلدوں میں ہے قیمت فی جلد ایکروپیہ چودہ آنہ۔ کامل عہ

قصہ معراج اور معتبر واقعات

شب معراج کے واقعات جتنے عجائب و غرائب اور بیشمار معجزات کو شامل ہیں وہ کسی سے مخفی نہیں۔ لیکن انقلاب زمنہ اور دوسروں کے افراط و تفریط سے جہاں اور بہت امور تختہ مشق بنگئے ہیں معراج شریف کے واقعات بھی اس سے خالی نہیں ہے اگر ایک شخص اسمیں سینکڑوں جھوٹی روایتیں منظوم کرتا ہے تو دوسرا تمام قصہ ہی کو یکسر اڑا دیتا ہے اس انقلاب کو دیکھتے ہوئے حضرت اقدس جامع الشریعت والطریقت حکیم الامۃ مجدد الملۃ حضرت مولانا مولوی شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم العالی نے اس ضرورت کو ملحوظ رکھ کر تنویر السراج فی لیلۃ المعراج تالیف فرمائی جسمیں افراط و تفریط کو چھوڑ کر اپنی عادت شریفہ کے موافق اعتدال کے ساتھ واقعات کو کتب احادیث و سیر سے جمع فرمایا ہے حضرت ممدوح کے انتساب کے بعد کتاب کی اہمیت اسکی تعریف اسکی خوبیوں کے اظہار کی ضرورت نہیں رہتی۔ قیمت دس آنے۔ (۱۰؍)

مجموعہ تحذیر الاخوان عن الربوا فی ہندوستان

جسمیں ہندوستان میں بنک وغیرہ سے سود لینے کی بحث۔ رشوتوں کی حقیقت۔ جھاڑ پھونک کے متعلق ضروری تحقیق۔ نکاح خوانی کی اجرت کا حکم۔ متعارف چندوں کے بعض مفاسد کا بیان ہے قیمت پانچ آنے۔ (۵؍)

قال النبي صلى الله عليه وسلم ما انزل الله آية الا لها ظهر وبطن

چوں حدیث مزبور دال ست بر اشتمال قرآن بر معانی خفیه، کا شتماله علی المعانی الجلیه، و یکے از مصادیقش نیز مسائل دقیقهٔ تصوف ست، بکون احدی مصادیقها المسائل الغامضة الفقهیه، لاشتراکهما فی الاحتیاج فی المدلولیة الی الرویه، و بمواضع تفاسیر قول خیر البریه، علیه الصلوة والتحیه،

و رساله مسمیٰ

مسائل السلوك من كلام ملك الملوك

في العربية

رفع الشكوك ترجمة مسائل السلوك

في الهندية

باحث بود از جمله کافیه از تخمین مسائل مع تقریر استنباطها من الآیات الفرقانیة التی هی علیها دلائل، از تالیفات المتحلی بالفضائل، المتخلی عن الرذائل، جمیل الشمائل، حمید الخصائل، حضرت مولانا الحاج الحافظ القاری الشاه محمد اشرف علی صاحب تھانوی لازال بالفیوض و البرکات الجلائل، پس بنظر افادهٔ طالبین خصوص سالکین باهتمام

احقر محمد شبیر علی عفی عنه

در مطبع اشرف المطابع واقع تھانه بھون طبع شد

(معین الدین پرنٹنگ پریس)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اما بعد الحمد والصلوۃ فان من العلوم القرآنیۃ کثیر مسائل التصوف مما ذکرہ الصوفیۃ قدست اسرارھم فی کتبھم مستندین الی القرآن وجملۃ ماذکروہ قسمان قسم دل علیہ القرآن بوجوہ الدلالات المعتبرۃ عند اھل العلم والاجتھاد تنصیصاً ویسمی تفسیراً او استنباطاً ویسمی فقھاً ولا کلام فی کون ھذا القسم مدلولا للقرآن اما التنصیص فظاھر واما الاستنباط فلما تقرر من ان القیاس مظھر لا مثبت وقسم لادلالۃ للقرآن علیہ بعینہ ولا علی مایشارکہ فی العلۃ الشرعیۃ لکن لہ دلالۃ علی مایناسبہ بنحو من المناسبۃ ویسمی اعتباراً وھذا القسم مما تکلموا فی کونہ مدلولا لہ فکم من مثبت لہ وھو ظاھر صنیع کثیر من الصوفیۃ وکم من ناف لہ وھو ظاھر کلام حملۃ العلوم الظاھرۃ والقول الفصل فی الباب ان النفی حق ان ارید بالدلالۃ کون ذلک المعنی مقصوداً بلا واسطۃ کالمنصوص او بواسطۃ کالثابت بالقیاس یقیناً والاثبات حق منقول من السلف ان ارید بالدلالۃ ماھو اعم من ثبوتہ بلحاظ النظر المذکورین ومن ثبوت الشیء مواصلہ بنحو من الاصالۃ من غیر ان یقصد مع القول بارادۃ المعنی الظاھری قطعاً فان ابطال ھذا المعنی باطل وذھاب الی مذھب الباطنیۃ الضالۃ ولنسمعک مایدل علی جمیع ما ادعینا اما ان لھذا الصنیع اصلاً من السلف فقد روی رزین عن ابن عباس فی قولہ تعالیٰ اعلموا ان اللہ یحیی الارض بعد موتھا قال یلین القلوب بعد موتھا مخبتۃ منیبۃ یحیی القلوب المیتۃ بالعلم والحکمۃ والا فقد علم احیاء الارض مشاھدۃ (تیسیر ص فقرہ)

عہ یہ ترجمہ الگ شائع ہو کر بطور ضمیمہ ملحق ہے اسی لئے اسکی اور اصل کی مقدار کہیں کہیں متفاوت بھی ہو اور تمہید میں یہ تفاوت اتفاق سے زیادہ تھا اسلئے اُس میں تو کالم برابر بھی نہیں رہ سکے مگر آگے کالم برابر رکھے گئے اور تفاوت کے موقع پر ترجمہ کے لئے دوسرے کالم سے جگہ لے لی گئی ۱۲ مدیرہ

رفع الشکوک فی ترجمۃ مسائل السلوک

(جلد اول)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد الحمد والصلوۃ احقر نے آخر رجب سنہ ۱۳۳۵ھ میں ایک کتاب مسمّٰی بہ **مسائل السلوک من کلام ملک الملوک** لکھنا شروع کی تھی جس کا حاصل بعض مسائل مہمہ تصوف کا قرآن مجید سے اثبات ہے جس طرح اس کے قبل ایک کتاب مسمّٰی **حقیقۃ الطریقۃ من السنۃ الانیقۃ** میں مسائل تصوف کا حدیث سے اثبات کیا گیا ہے۔ چونکہ یہ کتاب مسائل السلوک عربی میں ہے جو کہ عام فہم نہیں ہے اس لئے افادۂ عامہ کی غرض سے اُس کا اردو میں ترجمہ کردینا مناسب معلوم ہوا اور وہ ترجمہ یہی ہے جو آپ کے ہاتھوں میں ہے اور یہ کتاب مسائل السلوک دو حصوں پر مشتمل تھی ایک متن

بن عباس صریح فی صحة تاویل الارض بالقلب فهل هذا الا الذی یسلکه الصوفیة
ل ظاهرة ینفی ظاهر التفسیر لکن لما کان هذا التفسیر یقینیا یصرف قوله عن المتبادر
الی ان مرادة ایقاظ السامع ان لا یکتفی من الآیة علی ظاهرها وان کان مقصودا
بل یعتبر به وینتقل الی حال القلب هذا ما بدا لی فی اعتبار علم الاعتبار وابلغ
من هذا ما قرره شیخ مشائخنا الشاه ولی الله المحدث الدهلوی قدس سره
فی کون هذا الفن معتبرا فی کتابه الفوز الکبیر فی اصول التفسیر حیث قال
باللسان الفارسی واما اشارات صوفیه واعتبارات ایشان بحقیقت از فن تفسیر
نیست بلکه نزدیک استماع قرآن چیزہا بر دل سالک ظاہر میگردد ودر میان نظم قرآن و
حالتے کہ آں سالک دارد یا معرفتیکہ او را حاصل ست متولد میشود چنانکہ کسے قصہ مجنون و
لیلی شنود معشوقہ خود را یاد کند ومعاملہ کہ درمیان وی ومحبوب وی میگذرد مستحضر سازد
ودرینجا فائدہ ایست اہم آنرا باید دانست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فن اعتبار را معتبر
داشتہ اند ودر آں راہ سلوک فرمودہ اند تا سنت باشد علمائے امت را وفتح طریقے باشد
علوم موہوبہ ایشاں را مانند آنکہ آیہ فاما من اعطی واتقی در مسئلہ قدر تمثیلاً خواندند
اگرچہ معنی منطوق آیہ آنست کہ ہر کہ ایں کارہا کردہ است او را راہ جنت ونعیم تمایم وہر کہ
اضداد آں بعمل آوردہ است او را راہ دوزخ وتعذیب بکشایم لیکن بطریق اعتبار تواں دانست
کہ ہر کسے را برائے حالتے آفریدہ اند وآں حالت بروے جاری میکنند من حیث یدری اولا
یدری پس بایں اعتبار آیہ را بمسئلہ قدر ربطے واقع شد وہمچنیں آیہ ونفس وما سواها
معنی منطوقش آنست کہ بر بر وآثم مطلع ساخت لیکن خلق صورت علمیہ بر وآثم را باں
بر وآثم اجمالاً در وقت نفخ روح مشابہتے ہست پس باعتبار می تواں بایں آیہ در مسئلہ
استشہاد کرد (قلت ولو قیل اعتضاد مکان استشہاد کان اولی ۱۲) واللہ اعلم
(ص ۲۴ و ۲۵) وقلت والحدیثان اللذان اشار الیهما الشیخ هما هذان
فالاول ما عن علی رضی قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ما منکم من احد
الا وقد کتب مقعده من النار ومقعده من الجنة قالوا یا رسول الله افلا
نتکل علی کتابنا وندع العمل قال اعملوا فکل میسر لما خلق اما من کان من اهل
السعادة فسییسر لعمل السعادة واما من کان من اهل الشقاوة فسییسر لعمل
الشقاوة ثم قرأ فاما من اعطی واتقی وصدق بالحسنی الآیة متفق علیه
(مشکوة باب القدر) والحدیث الثانی ما عن عمران بن حصین ان رجلین

جس میں خاص وہ مسائل ہیں
جو باعتبار وجوہ معتبرہ دلالت
مدلول قرآنی ہیں دوسرا حصہ
حاشیہ جس میں وہ مسائل ہیں
جو درجہ رموز واعتبار میں ہیں جسکا
استعمال رباوجودیکہ سلف سے
بلکہ سنت سے بھی انکی اصل ثابت ہے،
جیسا کہ اصل کتاب کی تمہید میں مذکور
ہے مگر صرف صوفیہ ہی کرتے ہیں
علماء ظاہر میں وہ طریق مسلوک
نہیں ہے چونکہ یہ حصہ حاشیہ کا حال
عوام کے زیادہ مناسب نہیں اسلئے
ترجمہ کے لیئے صرف حصہ متن کو لیا
گیا۔ الا تا دزا اور عربی میں اُن کا
رہنا اس لئے مضر نہیں کہ وہ مخصوص
ہے اہل علم کے ساتھ جو کہ اکثر اہل
فہم ہوتے ہیں۔ خصوص جبکہ اُنکی
تمہید میں اُس دلالت کا درجہ
بھی مفصل ذکر کر دیا گیا اور جب
ترجمہ میں یہ حصہ نہیں لیا گیا
تو اُس تمہید کے ترجمہ کی بھی حاجت
نہیں سمجھی گئی پس اب متن مقصود
ہی سے ترجمہ شروع کیا جاتا ہے
اور تمہید وحواشی کو حذف کیا
جاتا ہے البتہ استیعاب مسائل
کے لیئے اُن حواشی کے بھی بعض
مسائل ضروریہ کی محض اجمالاً تقریر

من مزينة قالا يا رسول الله أرأيت ما يعمل الناس ويكدحون فيه أشئ قضى
عليهم ومضى فيهم من قدر سبق أو فيما يستقبلون به مما أتاهم به نبيهم
وثبتت الحجة عليهم فقال لا بل شئ قضي عليهم ومضى فيهم وتصديق ذلك في
كتاب الله عز وجل ونفس وما سواها فألهمها فجورها وتقواها رواه مسلم (مشكوٰة
كتاب القدر) فثبت بهذا التقرير كون ذلك الطريق له اصل واما كون ابطال المعنى
الظاهر باطلاً ففي روح المعاني تحت آية انزل من السماء فسالت اودية الخ من سورة
الرعد ما نصه قال ابن عطية روى عن ابن عباس انه قال في قوله تعالى انزل من السماء
ماء الخ يريد بالماء الشرع والدين وبالاودية القلوب ومعنى سيلا انها بقدرها اخذ
النبيل بحظه والبليد بحظه ثم قال وهذا قول لا يصح والله تعالى اعلم عن ابن
عباس لانه ينحو الى قول اصحاب الرموز وقد تمسك به الغزالي واهل ذلك الطريق
وفيه اخراج اللفظ عن مفهوم كلام العرب بغير داع الى ذلك وان صح ذلك عن ابن
عباس فيقال فيه انما قصد ان قوله تعالى كذلك يضرب الله الحق والباطل مثال
الحق يتقرر في القلوب والباطل الذي يعتريها آه ونحن نقول ان صح ذلك فمقصود
الحبر منه الاشارة وان كان يريد غير ظاهر فيه وحجة الاسلام الغزالي عليه
الرحمة اشد الناس على اهل الرموز القائلين بان الظاهر ليس مراد الله تعالى كما لا
يخفى على متتبع كلامه اه ولقد اتى الامام الغزالي بالقول الصراح والنص البوح
في المسئلة في كتابه مشكوٰة الانوار حيث قال ولا تظن من هذه الانموذج و
طريق ضرب المثال رخصة مني في رفع الظواهر واعتقادا في ابطالها حتى اقول
مثلاً لم يكن مع موسى عليه السلام نعلان ولم يسمع الخطاب بقوله اخلع نعليك
حاشا لله فان ابطال الظواهر رأي الباطنية الذين نظروا بالعين العوراء الى
احد العالمين ولم يعرفوا الموازنة بينهما ولم يفهموا وجهه كما ان ابطال الاسرار
مذهب الحشوية فالذي يجرد الظاهر حشوي والذي يجرد الباطن باطني والذي
يجمع بينهما كامل ولذلك قال صلى الله عليه وسلم ظاهر وباطن وحد ومطلع
وربما نقل هذا عن علي موقوفا عليه بل اقول فهم موسى عليه السلام من خلع النعلين
اطراح الكونين فامتثل الامر ظاهرا بخلع نعليه وباطنا باطراح العالمين فهذا هو الاعتبار
اي العبور من الشئ الى غيره ومن الظاهر الى السر وفرق بين من يسمع قول رسول
الله صلى الله عليه وسلم لا تدخل الملئكة بيتا فيه كلب فيقتني الكلب في بيته ويقول

کردی گئی ہے مع نشان اس
آیت کے جسکے ذیل میں
وہ اصل میں مذکور ہے
تاکہ اگر کوئی صاحب علم ترجمہ
کے حصہ کو دیکھکر اسکی
مفصل تقریر دیکھنا چاہے
تو اس آیت کے پتہ سے
اصل میں دیکھ سکے اور نام
اس ترجمہ کا

رفع الشکوک فی ترجمۃ مسائل السلوک

رکھا جاتا ہے۔ عام ناظرین سے
عرض ہے کہ باوجود ایضاح
کے پھر بھی اس مضمون میں
نزاکت باقی ہے اس کے
مطالعہ میں اپنی رائے سے
کام نہ لیں اگر کوئی محقق
میسّر آجاوے تو اس سے
سمجھ لیں اور اگر میسر نہ ہو
یا اس کے سمجھانے پر بھی
سمجھ میں نہ آوے یا
کسی مقام کو وہ محقق کسی
ناظر کے فہم سے باہر بتلاوے
تو اس مقام کو چھوڑدیں
مولانا نے خوب فرمایا ہے

ع

نکتہ ہا چوں تیغ پولاد ست تیز
چوں نداری تو سپر واپس گریز

ليس الظاهر مرادًا بل المراد تخلية بيت القلب عن كلب الغضب لأنه يمنع المعرفة
التي هي من أنوار الملائكة إذ الغضب غول العقل ويبين من يمتثل الأمر في الظاهر
ثم يقول الكلب ليس كلبًا بصورته بل بمعناه وهو السبعية والضراوة فإذا كان
حفظ البيت الذي هو القلب عن الجوهر الحقيقي الخالص عن سر الكلبية أولى فإنا
أجمع بين الظاهر والسر جميعًا فهذا هو الكامل وهو المعني بقولهم الكامل من لا
يطفئ نور معرفته نور ورعه ولذلك ترى الكامل لا تسمح نفسه بترك شيء من
حدود الشرع مع كمال البصيرة اه (تحفة الإخوان في التفرقة بين الكفر والإيمان
ص ۳۲) وقريب منه في روح المعاني وأما كلام السادة الصوفية من القرآن
فهو من باب الإشارات إلى دقائق تنكشف على أرباب السلوك ويمكن التطبيق
بينها وبين الظواهر المرادة وذلك من كمال الإيمان ومحض العرفان لا أنهم
اعتقدوا أن الظاهر غير مراد أصلًا وإنما المراد الباطن فقط إذ ذاك اعتقاد
الباطنية الملاحدة توصلوا إلى نفي الشريعة بالكلية وحاشا سادتنا من
ذلك كيف وقد حضوا على حفظ التفسير الظاهر وقالوا لا بد منه أولًا إذ لا يطمع
في الوصول إلى الباطن قبل إحكام الظاهر ومن ادعى فهم أسرار القرآن قبل إحكام
التفسير الظاهر فهو كمن ادعى البلوغ إلى صدر البيت قبل أن يجاوز الباب اه
(ج ۱ ص ۶) وقد أتيت بهذا التقرير مع زيادة تحقيق حديث إن لكل آية ظهرًا
وبطنًا مما علقت ثم تمم من غيري في الجلد الأول من كليد مثنوی (ص ۸۳)
إن اشتقت إليه فاطلع عليه. وبمجموع ما نقلنا ظهر مجموع ما أوعدنا سابقًا من
اعتبار فن الاعتبار مع بقاء الظاهر على ما هو عليه ولطالما أحدث نفسي
بجمع جملة كافية من جنس تلك المسائل من القرآن لكن كل أمر مرهون بوقته
فحان الآن أن وفقت له وقد جعلت تفسير روح المعاني في هذا المقصد أصلًا
أصيلًا لجمعه القدر الكافي منه وحيث ما أضم إليه شيئًا من غيره ابتدئه
بقولي قال العبد الضعيف وأختمه بقولي انتهى القول ولقد كنت كتبت
قبل هذا في هذا الباب رسالة مختصرة بالغة غاية الاختصار وسميته بتائيد
الحقيقة من الآيات العتيقة وكأنها كانت كالمقدمة لهذا ولقد اقتصرت
من الباب على القسم الأول في المتن وأضفت بعض الأشياء من القسم الثاني
في الحاشية ليتضح الفرق بين الأصل والتابع كما أني كنت ألحقت في قريب

پیش این الماس بے اسپر میا
کز بریدن تیغ را نبود حیا
اور مجمع عوام میں
ان تقریرات سے اپنی
مجالس کو گرم کرنے سے تو
بہت سختی کے ساتھ
احتیاط واحتراز لازم سمجھیں
مولانا نے اس باب میں
بھی فرمایا ہے ؎
حرف درویشاں بدزدد مرد دوں
تا بہ پیش جاہلاں خواند فسوں
ظالم آں قومیکہ چشماں دوختند
از سخنہا عالمے را سوختند
خصوص جبکہ خود بھی ناقص ہو
اس کو بھی مولانا فرماتے
ہیں ؎
لقمۂ و نکتہ است کامل را حلال
تو نۂ کامل مخور میباش لال
اور قریب زمانہ ہوا کہ
ایک چھوٹا رسالہ اسی
طرز کا لکھا گیا تھا جسکی
اصل سے **تائید الحقیقہ**
من الآیات العتیقہ
عربی میں تھی اور ترجمہ
مرقومہ مولوی شاہ لطف رسول
فتحپوری اردو میں۔ سو اُس
رسالہ کا ترجمہ بھی اس کتاب

سه انظر ما في الحاشية على اسم سعقاً آل عمران سورة النساء وسورة الأنبياء وسورة الحج من القرآن العظيم في هذا الالتزام ۱۲ منه

من الزمان جزء من قبیل القسم الثانی مسمیً بالنکت الدقیقة بآخر رسالتی حقیقة
الطریقة بهذا الفرق بعینه وقصدی انما هو القسم الاول وانما اتیت ببعض
الاشیاء من الثانی لئلا یخلو الکتاب عن نموذج منه ولانها مسائل مفیدة
فی نفسها وان لم تکن مدلولة فتجتمع المسائل بهذا التقریب نعم لم التزم للحاشیة
هیئتها المتعارفة لعدم الحاجة الیها ولعدم خلوها من الضیق والصعوبة
وانما اکتفیت فی التمایز بینهما بتصریح لفظ المتن والحاشیة متعاقبین فلو
اراد احد تغییر هیئتها لداعٍ الیه او حذفها بالکلیة لامکنه بسهولة وقد زدت
للربط والتوضیح فی بعض المواضع کلمةً او جملة احطتها بقوسین ایضًا لم آت بها
کان من الصراحة بمثابة لا یحتاج فیها الی التنبیه وهو اکثر الاعمال التی تسمی
بالمقامات کالحب والذکر والشکر والصبر والزهد والتوکل وغیرها التی امتلأ
القرآن منها اوضح من الشمس فی نصف النهار ولقد رأیت الحاق الرسالة
المذکورة آنفا المسماة بتائید الحقیقة فی آخر هذا الکتاب کل سورة سورة منها
بکل سورة سورة منه اجدر واحری لیطلع الشائق علیهما مجتمعین وینتفع باحدهما
مع الاخری هذا والمامول من الله الکریم الوهاب ان یجعل هذا الکتاب کافیا
شافیا فی القدر الضروری من الباب والله اعلم بالصواب والیه المرجع والمآب
فی کل ذهاب وایاب وصلی الله تعالی علی خیر خلقه محمد سید اولی الالباب مع
آله والاصحاب وجمیع اتباعه والاحباب الی یوم النشور والحساب۔

تمقه العبد الحقیر اشرف علی عفی عنه الصغیر والکبیر فی الثانی
والعشرین من رجب المکین ۱۳۳۵ھ من هجرة سیدنا النبی
الامین

رفع الشکوک کے ساتھ
اس طرح ملحق کردیا گیا
کہ ہر سورت کے ختم
پر اس رسالہ کے
ترجمہ کا ایک حصہ
اسی سورت کے متعلق
بعنوان **اضافہ**
منضم کردیا گیا
تاکہ دونوں کتابوں کی
تقریرات ناظرین کو
مجتمعاً میسر ہوسکیں۔
واللہ الموفق فی کل باب
و ہو المیسر لکل صعاب
واللہ اعلم بالصواب
فقط

کتبہ
اشرف علی
۸ر شوال ۱۳۳۵ ہجری
(یعنی بعد انقضای دو نیم ماہ
از تحریر تمہید اصل)

بسم الله الرحمن الرحيم
سورة الفاتحة

المتن المشابه بالحاشية ان مقام السالكين ينتهي عند قوله اياك نعبد وبعده يطلب التمكين وذلك ان الحمد [ف۱] مبادي حركة المريد فان نفس السالك اذا تزكت ومرآة قلبه اذا انجلت فلاحت فيها انوار العناية الموجبة للولاية تجردت النفس الزكية للطلب فرأت آثار نعم الله تعالى عليها سابغة والطافه غير متناهية فحمدت على ذلك واخذت في الذكر فكشف لها الحجاب من وراء استار العزة عن محيّا رب العلمين فشاهدت [ف۲] ماسوى الله سبحانه على شرف الفناء مفتقرا الى المبقي محتاجا الى التربية فترقت بطلب الخلاص من وحشة الادبار وظلمة السكون الى الاغيار فهبت لها من نفحات جناب القدس نسائم الطاف الرحمن الرحيم فعرجت بلمعات بوارق الجلال من وراء سجاف الجمال الى المالك الحقيقي فنادت بلسان الاضطرار في مقام لمن الملك اليوم لله الواحد القهار اسلمت نفسي اليك و اقبلت بكليتي عليك وهنالك خاضت لجة الوصول و انتهت الى مقام العين فحققت [ف۳] نسبة العبودية فقال اياك نعبد وههنا انتهاء مقام السالك الا ترى الى سيد الخلق وحبيب الحق كيف عبر عن مقامه هذا بقوله سبحان الذى اسرى بعبده ليلا [ف۴] فطلب التمكين بقوله واياك نستعين واهدنا الصراط المستقيم واستعاذ عن التلوين بقوله غير المغضوب عليهم ولا الضالين فصعد مستكملا ورجع مكملا وكانه لهذا سميت الصلوة معراج المؤمن۔

بسم الله الرحمن الرحيم
سورة الفاتحة

سالکین کا مقام ایاک نعبد (ترجمہ ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں) پر تمام ہوجاتا ہے اس کے بعد ایاک نستعین (ترجمہ آپ ہی سے درخواست اعانت کی کرتے ہیں) سے تمکین کا طالب ہوتا ہے بیان اس کا یہ ہے کہ مرید کی ابتدائی حرکت حمد ہے کیونکہ جب سالک کا نفس مزکی اور اس کا قلب مجلی ہوجاتا ہے پھر جس انوار عنایت جو کہ مقام ولایت کا موجب ہے درخشاں ہوتے ہیں تو یہ نفس مزکی طلب (مقصود) کے لئے خالص ہوجاتا ہے پس اپنے اوپر انعامات الٰہیہ کے آثار کو کامل اور اس کے الطاف کو غیر متناہی دیکھتا ہے سو اس پر وہ حمد کرتا ہے اور ذکر کو اختیار کرتا ہے پس سراپردہائے عزت کے پیچھے سے اس کے لیے رب العلمین (ترجمہ مربی ہیں ہر ہر عالم کے) کے چہرہ کا حجاب مکشوف ہوجاتا ہے اس وقت وہ ماسوی اللہ کو محل فنا میں اور اپنے کو تربیت میں لقا دہندہ کا محتاج دیکھتا ہے پس وہ وحشت اعراض اور ظلمت سکون الی الاغیار سے خلاصی حاصل کرنیکی طلب کے لئے ترقی کرتا ہے پس اس پر درگاہ مقدس کی جلووں سے رحمان رحیم (ترجمہ بڑے مہربان نہایت رحم والے ہیں) الطاف کے جھونکے چلتے ہیں پھر وہ سر پردہائے جمال کے آگے سے برق ہائے جلال کی چمک کے واسطے مالک حقیقی کیطرف رجوع کرتا ہے پھر وہ مقام لمن الملک الیوم للہ الواحد القہار میں (یعنی مقام توحید میں) بلسان اضطرار پکارتا ہے کہ میں نے اپنا نفس آپ کو سپرد کر دیا اور میں تن من سے آپ کیطرف متوجہ ہوگیا اور اس مقام میں پہنچکر وہ لجہ وصول میں گھس گیا اور مقام عین تک گھس گیا جس سے اس نے نسبت عبدیت کو محقق کر لیا اور کہنے لگا ایاک نعبد (ترجمہ ہم آپ ہی کی عبادت کرتے ہیں) اور یہاں مقام سالک کی انتہا ہے (جیسا شروع تقریر میں کہا گیا) کیا سید الخلق وحبیب حق صلی اللہ علیہ وسلم کیطرف نظر نہیں کرتے ہو کہ آپ کو اس مقام کو کس طرح اس قول سے تعبیر کیا سبحان الذی اسری بعبدہ لیلا اسکے بعد بدرجہ ایاک نستعین تمکین کی درخواست کی جیسا شروع

[illegible]

الحاشیہ ومن باب الاشارة (فی نکتة الخطاب فی ایاک نعبد بعد الغیبة فی مالک یوم الدین) ان یوم الدین تلویح الی مقام الفناء لانه موت النفس عن شهواتها وخروجها عن جسل تعلقها بالاغیار ومن مات فقد قامت قیامته فعند ذلک یحصل البقاء فی جنة الشهود ویتحقق الجمع من مقام صدق عند الملیک المعبود (فنا سبب الخطاب) قوله تعالیٰ اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیهم قال العبد الضعیف فی هذا البدل اشارة الی ان الصراط المستقیم لا یتأتی بدون متابعة اهل الصراط المستقیم ولا یکفی فیه الزبر والاوراق انتهی القول وایضا قال العبد الضعیف فیه اشارة الی ان المطلوب هو الصراط المستقیم التشریعی المختص بالمنعم علیهم لا التکوینی العام لکل مخلوق غیر مختص بالمنعم علیهم انتهی القول

تفسیر میں اس کا بھی ذکر ہے) اور اهدنا الصراط المستقیم الخ (ترجمہ بتلا دیجئے ہم کو رستہ سیدھا) سے بھی (اسی تمکین کا طالب ہوا) اور اس قول سے کہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین (ترجمہ نہ رستہ ان لوگوں کا جن پر آپ کا غضب کیا گیا اور نہ ان لوگوں کا جو رستہ سے گم ہو گئے) تلوین سے پناہ مانگی پس طالب کامل ہو کر اس نے صعود کیا اور کامل ہو کر اس نے رجوع و نزول کیا اور گویا اسی (لطیفہ) کے سبب نماز کو معراج مومنین کہا گیا ہے قولہ تعالیٰ ایاک نعبد الخ اس خطاب میں مقام فنا کی طرف اشارہ ہے تقریر اصل رسالہ میں ہے۔

قولہ تعالیٰ۔ اهدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔ صراط الذین الخ میں اشارہ اس طرف ہو کہ صراط مستقیم بدوں اسکے میسر نہیں کہ اہل صراط مستقیم کا اتباع کیا جاوے جن کو الذین انعمت علیہم سے تعبیر کیا ہے) اور اس کے لئے صرف کتب و اوراق کافی نہیں نیز اشارہ ہے اس طرف کہ مطلوب صراط مستقیم تشریعی ہے نہ کہ تکوینی جو صرف منعم علیہم کے ساتھ خاص نہیں بلکہ تمام مخلوق کو عام ہے

سورة البقرة

المتن قوله تعالیٰ ومما رزقناهم ینفقون۔ قال العبد الضعیف قیل ومما رزقناهم من انوار المعرفة یفیضون تعمیما للرزق والانفاق وهو کثیر وقالوا الرزق هو الحظ وفیه مجاز کما قالوا فی قالوا هذا الذی رزقنا من قبل وسیأتی وقد سمی صلی الله علیه وسلم کثیرا من الاعمال البدنیة صدقة

قولہ تعالیٰ ومما رزقناهم ینفقون (ترجمہ اور جو کچھ دیا ہے ہم نے ان کو اس میں سے خرچ کرتے ہیں) اسکے عموم میں یہ بھی احتمال ہے کہ جو انوار معرفت عطا فرمائے ہیں وہ اُن کا طالبین پر افاضہ کرتے ہیں۔

المتن قوله تعالیٰ۔ والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک قال العبد الضعیف یقاس علیه انه ینبغی الاعتقاد مع جمیع المشائخ المحققین مثل الاعتقاد مع شیخه نعم الاتباع لا یکون الا لشیخه کما فی المقیس علیه بعینه انتهی القول۔

قولہ تعالیٰ۔ والذین یؤمنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک (ترجمہ اور وہ لوگ ایسے ہیں کہ یقین رکھتے ہیں اس کتاب پر بھی جو آپکی طرف اُتاری گئی اور اُن کتابوں پر بھی جو آپ سے پہلے اُتاری جا چکی ہیں) اسی پر یہ قیاس کیا جاوے گا کہ

(باقی آئندہ)

المتن قوله تعالیٰ یخادعون اللہ والذین آمنوا قال العبد الضعیف فی ذکر اسم اللہ مع استحالۃ کونہ مخادعا اشارۃ الی ان المعاملۃ مع اھل اللہ کھی مع اللہ انتھی القول۔

قوله تعالیٰ یخادعون اللہ والذین آمنوا (ترجمہ چالبازی کرتے ہیں اللہ سے اور اُن لوگوں سے جو ایمان لا چکے ہیں) اسمیں اشارہ ہے کہ اہل اللہ کے ساتھ کوئی معاملہ کرنا (مثلاً عداوت و مخادعت وغیرہ) ایسا ہی ہے جیسے حق تعالیٰ کے ساتھ کرنا۔

المتن قوله تعالیٰ فی قلوبهم مرض الآیۃ قال العبد الضعیف فیہ اثبات الامراض للقلب وھی المعاصی کما شاع فی اطلاقات الصوفیۃ انتھی القول۔

قوله تعالیٰ فی قلوبهم مرض (ترجمہ اُن کے دلوں میں بڑا مرض ہے) اسمیں اثبات ہوا امراض قلب کا اور وہ معاصی ہیں حضرات صوفیہ کے اطلاقات میں شائع ہے۔

المتن قوله تعالیٰ واللہ محیط بالکافرین قال العبد الضعیف فیہ دلیل لما یقول بہ الصوفیۃ من احاطتہ تعالیٰ بخلقہ ذاتا من غیر اتصال ولا کیفیۃ لا علما فقط انتھی القول۔

قوله تعالیٰ واللہ محیط بالکافرین (ترجمہ اور اللہ تعالیٰ احاطہ میں لئے ہوئے ہیں کافروں کو) اسمیں دلیل ہے قول صوفیہ کی کہ حق تعالیٰ اپنی مخلوق کو ذاتاً محیط ہے بدون اتصال اور کسی کیفیت کے نہ محض علم ہی سے محیط ہے۔

الحاشیۃ قوله تعالیٰ کلما اضاء لهم مشوا فیہ واذا اظلم علیهم قاموا ومن البطون تشبیہ من ذکر بذوی صیب فیکون۔ قوله تعالیٰ کلما اضاء لهم الخ اشارۃ الی انهم کلما وجدوا من طاعتهم حلاوۃ وغرضا عاجلا مشوا فیہ واذا حبس علیهم طریق

قوله تعالیٰ کلما اضاء لهم مشوا فیہ واذا اظلم علیهم قاموا (ترجمہ جہاں ذرا ان کو بجلی کی چمک ہوئی تو اسکی روشنی میں چلنا شروع کیا اور جہاں ان پر تاریکی ہوئی پھر کھڑے کے کھڑے رہ گئے) یہی حال اُس شخص کا ہے جو بسط میں طاعات بجالاتا ہے اور قبض میں چھوڑ بیٹھتا ہے۔

الکرامات ترکوا الطاعات وقال الحسین اذا اضاء لهم مرادهم من الدنیا فی الدین الزموا فی تحصیلہ واذا اظلم علیهم قاموا متحیرین۔

الحاشیہ قوله تعالیٰ الذی جعل لکم الارض فراشا والسماء بناء وانزل من السماء ماء فاخرج بہ من الثمرات رزقا لکم ومن باب الاشارۃ انہ تعالیٰ مثل البدن بالارض والنفس بالسماء والعقل بالماء وما افاض علی القوابل من الفضائل العلمیۃ والعملیۃ المحصلۃ بواسطۃ استعمال العقل والحس وازدواج القوی النفسانیۃ البدنیۃ بالثمرات المتولدۃ من ازدواج القوی السماویۃ الفاعلۃ والارضیۃ المنفعلۃ باذن الفاعل المختار۔

المتن قوله تعالیٰ کلما رزقوا منها من ثمرۃ رزقا قالوا ھذا الذی رزقنا من قبل واتوا بہ متشابها وفی الآیۃ محمل آخر یمیل الیہ القلب بان یکون ما رزقوہ قبل ھو الطاعات والمعارف التی یستلذ ھا اصحاب الفطرۃ والعقول

قوله تعالیٰ کلما رزقوا منها من ثمرۃ رزقا قالوا ھذا الذی رزقنا من قبل واتوا بہ متشابها (ترجمہ جب کبھی دیئے جاویں گے وہ لوگ اُن بہشتوں میں سے کسی پھل کی غذا تو ہر بار میں یہی کہیں گے یہ تو وہی ہے جو ہمکو ملا تھا اس سے پیشتر اور ملیگا بھی اُن کو دونوں بار کا پھل ملتا جلتا) ایک محمل اس

السلیمة وھذا اجزاء مشابه لما فیما ذکر من اللذة کالجزاء الذی فی ضدھا فی قوله تعالیٰ ذوقوا ما کنتم تعملون ای جزاءہ فالذی رزقناہ مجاز مرسل عن جزائه باطلاق اسم المسبب علی السبب ولا یضر فی ذلك ان الجنة وما فیھا من فنون الکرامات من الجزاء کما لایخفی او ھو استعارة بتشبیه الثمار والفوائد بالطاعات والمعارف فیما ذکر وقیل ارض الجنة قیعان یظھر فیھا اعمال الدنیا کما یشیر الیه بعض الآثار فثمرة النعیم ما غرسوہ فی الدنیا فتدبر

آیت میں یہ ہو کہ مرزوق سے مراد طاعات ومعارف ہوں جنکو اصحاب فطرت وعقول سلیمہ (رزق ظاہری سے زیادہ) لذیذ سمجھتے ہیں اور (جنت میں اُن کی عوض میں) اُن کو جو جزا ملے وہ ان طاعات ومعارف کے ساتھ لذت میں مشابہ ہو (اسلئے وہ اس طرح کہیں) جیسا اسکی ضد کی جزار (ابھی اس ضد کے مشابہ ہوگی جو) اس آیت میں (مذکور ہے) ذوقوا ما کنتم تعملون مراد یہ ہے کہ ذوقوا اجزاء ما کنتم تعملون پس جزار مرزوق کو بطور مجاز مرسل کے مرزوق کہدیا بطور اطلاق اسم مسبب کے سبب پر یا اسکو استعارہ کہا جاوے اس طرح سے کہ ثمار وفوائد کو طاعات ومعارف کی ساتھ لذت میں تشبیہ دیجاوے اور بعض نے کہا ہے ارض جنت صاف میدان ہو آمیں اعمال دنیا (باشکال خاصہ) ظاہر ہونگے جیسا بعض روایات میں ہے پس ثمرۂ نعیم وہی ہے جسکو دنیا میں بویا تھا (اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ بالفعل جنت خالی ہے بلکہ مطلب یہ ہے کہ عامل کے حق میں گویا کہ خالی ہے اور چونکہ اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے کہ فلاں شخص سے فلاں عمل صادر ہوں گے اسلئے جنت کو اُن اعمال کی صور مثالیہ اشجار وثمار وغیرہا سے فی الحال بھی آباد کر رکھا ہے)۔

المتن قوله تعالیٰ ان الله لا یستحیی ان یضرب مثلا ما بعوضة قال العبد الضعیف فیه اصل لصنیع الصوفیة فی الامثلة حیث یأتون منھا بما ظاھرہ ینافی الحیاء من غیر مبالاة انتھی القول۔

قوله تعالیٰ ان الله لا یستحیی الخ (ترجمہ ہاں واقعی اللہ تعالیٰ تو نہیں شرماتے اس بات سے کہ بیان کردیں کوئی مثال بھی) اسمیں اصل ہے عادۂ صوفیہ کی کہ مثالیں لاتے ہیں حیاء عرفی کی پروا نہیں کرتے۔

المتن قوله تعالیٰ واذ قال ربك للملٰئکة انی جاعل فی الارض خلیفة قالوا اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفك الدماء ونحن نسبح بحمدك ونقدس لك قال انی اعلم ما لا تعلمون وعلم آدم الاسماء کلھا ثم عرضھم علی الملٰئکة فقال انبؤنی باسماء ھؤلاء ان کنتم صٰدقین ۰ قالوا سبحٰنك لا علم لنا الا ما علمتنا انك انت العلیم الحکیم قال یا آدم انبئھم باسمائھم قال العبد الضعیف فیه دلیل علی ان مدار الخلافة ھو العلم والفھم بشرط ان لا ینافیه عمله لا الاجتھاد فی العمل وھو عین ما یراعیه مشایخ الطریق فی الاستخلاف

قوله تعالیٰ واذ قال ربك للملٰئکة الخ (ترجمہ اور جس وقت ارشاد فرمایا آپ کے رب نے فرشتوں سے کہ ضرور میں بناؤں گا زمین میں ایک نائب فرشتے کہنے لگے کیا آپ پیدا کریں گے زمین میں ایسے لوگوں کو جو فساد کریں گے اسمیں اور خوں ریزیاں کرینگے اور ہم برابر تسبیح کرتے رہتے ہیں اور تقدیس کرتے رہتے ہیں آپ کی حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میں جانتا ہوں اس بات کو جسکو تم نہیں جانتے اور علم دیدیا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سب چیزوں کے اسمار کا پھر وہ چیزیں فرشتوں کے روبرو کردیں پھر فرمایا کہ بتلاؤ مجھکو اسمار ان چیزوں کے اگر تم سچے ہو فرشتوں نے عرض کیا کہ آپ تو پاک ہیں ہمکو علم نہیں مگر وہی جو کچھ ہمکو آپنے علم دیا

انتهى القول۔

بے شک آپ بڑے علم والے ہیں حکمت والے ہیں حق تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے آدم تم بتلاؤ ان کو ان چیزوں کے (اسماء) ۔ دلیل ہے اسکی کہ مدار خلافت علم وفہم ہے بشرطیکہ بد عملی نمونہ مجاہدہ اعمال میں اور مشائخ طریقت خلیفہ بنانے کے وقت اسی کی زیادہ رعایت کرتے ہیں۔

المتن قوله تعالىٰ ولا تقربا هذه الشجرة الخ قال العبد الضعيف فيه اصل لعادة المشائخ المحققين في النهي عن بعض المباحات مخافة جرة الى المعصية فان هذا القرب لم يكن ممنوعًا عنه في نفسه انتهى القول۔

قوله تعالىٰ ولا تقربا هذه الشجرة (ترجمہ اور نزدیک مت جائیو اس درخت کے) اس میں اصل ہے مشائخ محققین کی اس عادت کی کہ بعض مباحات سے اسلئے روک دیتے ہیں کہ غیر مباح کی طرف منجر نہ ہو جاے چنانچہ قرب شجرہ فی نفسہ ممنوع نہ تھا صرف اکل ممنوع تھا۔

المتن قوله تعالىٰ فازلهما الشيطن الآية قال العبد الضعيف فيه دليل على انه لا يأمن المنتهي ايضًا من مكر الشيطان فانه لا شك في كون آدم عليه السلام كاملا ومع هذا فبينه وبين غيره فرقان احدهما انه يحفظه الله تعالىٰ من الكفر وان ابتلى بالمعصية والثاني ان معصيته ليست كمعصية غيره لكونه موفقا لدرجة من التوبة لا يوفق غيره لها انتهى القول۔

قوله تعالىٰ فازلهما الشيطان (ترجمہ پس لغزش دیدی آدم و حوا کو اس درخت کی وجہ سے شیطان نے) اس میں دلیل ہے کہ منتہی بھی مکر شیطان سے مامون نہیں چنانچہ آدم علیہ السلام کے اس وقت کامل ہونے میں کوئی شک نہیں مگر باوجود اس کے ان میں اور دوسروں میں دو فرق ہیں ایک یہ کہ وہ کفر سے محفوظ تھے دوسرے یہ کہ ان کی غلطی دوسروں کی معصیت کے مثل نہیں کیونکہ انکو توبہ کے ایسے درجہ کی توفیق ہوئی کہ دوسروں کو نہیں ہوتی۔

المتن قوله تعالىٰ اوفوا بعهدي اوف بعهدكم ولا يخفى ان للوفاء عرضا عريضا فاول المراتب الظاهرة منا الاتيان بكلمتي الشهادة ومنه تعالىٰ حقن الدماء والمال وآخرها منا الفناء حتى عن الفناء ومنه تعالىٰ التحلية بانوار الصفات والاسماء فما روي من الآثار على اختلاف اسانيدها صحة وضعفا في بيان الوفاء بالعهدين فبالنظر الى المراتب المتوسطة وهي بعمري كثيرة وللك ان تقول اول المراتب منا توحيد الافعال واوسطها توحيد الصفات وآخرها توحيد الذات ومنه تعالىٰ ما يفيضه على السالك في كل مرتبة مما تقتضيه تلك المرتبة من المعارف والاخلاق۔

قوله تعالىٰ اوفوا بعهدي اوف بعهدكم (ترجمہ پورا کرو تم میرے عہد کو پورا کرونگا میں تمہارے عہد کو) مراتب وفا میں نہایت وسعت ہے پس ہماری جانب سے اول مرتبہ اداے کلمہ شہادت ہے اور حق تعالیٰ کی طرف سے جان و مال کی حفاظت اور اخیر مرتبہ ہماری طرف سے فنا ہے یہانتک کہ فنا سے بھی فنا ہو جانا اور حق تعالیٰ کی طرف سے صفات و اسماء کے انوار سے آراستہ کر دینا بس جو آثار مختلف آئے ہیں وہ باعتبار مراتب متوسط کے ہیں اور وہ بکثرت ہیں اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اول مرتبہ ہماری طرف سے توحید افعال ہے اور اوسط توحید صفات اور آخر توحید ذات اور حق تعالیٰ کی طرف سے وہ معارف و اخلاق ہیں جو ہر مرتبہ میں مناسب اس مرتبہ کے سالک پر فائض کیے جاتے ہیں۔

الحاشية واطلبوا المدد والعون ممن له القدرة الحقيقية بالصبر على ما يفعل بكم لكي تصلوا الى

مقام الرضاء والصلوٰة التی ھی المراقبة حضور القلب لتلقی تجلیات الرب وان المراقبة شاقة الا علی المنکسرة قلوبھم اللینة افئدتھم لقبول انوار التجلیات اللطیفة واستیلاء سطواتھا القھریة فھم الذین یتیقنون انھم بحضرة ربھم وانھم الیه راجعون بفناء صفاتھم ومحوھا فی صفاته فلا یجدون فی الدار الا شئون الملک اللطیف القھار۔

المتن قوله تعالیٰ واستعینوا بالصبر والصلوٰة لما امرھم سبحانه وتعالیٰ بترک الضلال والاضلال والتزام الشرائع وکان ذلک شاقا علیھم لما فیه من فوات محبوبھم وذھاب مطلوبھم عالج مرضھم بھذا الخطاب[۲۰] قال العبد الضعیف وفی الجلالین وقیل الخطاب للیھود لما عاقھم عن الایمان[۲۱] الشرہ وحب الریاسة فامروا بالصبر وھو الصوم لانه یکسر الشھوة والصلوٰة لانھا تورث الخشوع وتنفی الکبر اھ انتھی القول۔

قوله تعالیٰ واستعینوا بالصبر والصلوٰة (ترجمہ اور مدد لو صبر اور نماز سے) جب اُن کو ترک ضلال واضلال و التزام شرائع کا حکم فرمایا اور یہ اُن کو شاق تھا چونکہ اس میں اُن کا محبوب و مطلوب فوت ہوتا تھا پس اُن کے اس مرض کا[۲۰] اس خطاب سے علاج فرمایا اور جلالین میں اس طرح تقریر ہے کہ جب اُن کو حرص مال اور حب جاہ[۲۱] نے ایمان سے روکا تو اُن کو صبر یعنی صوم کا حکم ہوا کہ وہ شہوت کو توڑتا ہے اور صلوٰة کا حکم ہوا کہ وہ مورث خشوع اور مزیل کبر ہے۔

المتن قوله تعالیٰ وانھا لکبیرة الا علی الخاشعین الذین یظنون انھم ملاقوا ربھم وانھم الیه راجعون قال العبد الضعیف دل علی ان الخشوع سبب لسھولة الصلوٰة وعلی ان استحضار اللقاء والرجوع سبب لحصول الخشوع فانظر کیف ارشد[۲۲] الی طریق سھولة العبادة وحصول الخشوع فیھا سائغا للذائقین انتھی القول۔

قوله تعالیٰ وانھا لکبیرة الا علی الخاشعین الذین یظنون انھم ملاقوا ربھم وانھم الیه راجعون۔ (ترجمہ اور بے شک وہ نماز دشوار ضرور ہے مگر جن کے قلوب میں خشوع ہے ان پر کچھ دشوار نہیں وہ خاشعین وہ لوگ ہیں جو خیال رکھتے ہیں اسکا کہ وہ بے شک ملنے والے اور اس بات کا بھی خیال رکھتے ہیں کہ وہ بے شک اپنے رب کی طرف واپس جانے والے ہیں) یہ آیت دال ہوا اسپر کہ خشوع سبب ہے سہولت صلوٰة کا اور اسپر بھی کہ لقاء و رجوع کا استحضار سبب ہے حصول خشوع کا سو دیکھئے[۲۲] حق تعالیٰ نے کس طرح سے سہولت عبادت و حصول خشوع کا خوشگوار طریقہ بتلا دیا ہے۔

المتن قوله تعالیٰ یبنی اسرائیل واتقوا یوما لا تجزی نفس عن نفس الخ قال العبد الضعیف فیه دلیل علی ان النسبة المحضیة[۲۳] الی المقبولین لا یجدی نفعا من غیر ایمان ولا عمل فانھم کانوا ابناء الانبیاء ثم قرعھم بما قرعھم انتھی القول۔

قوله تعالیٰ یبنی اسرائیل واتقوا یوما الخ (ترجمہ اور ڈرو تم ایسے دن سے کہ نہ تو کوئی شخص کسی شخص کیطرف سے کچھ مطالبہ ادا کر سکتا ہے اور نہ کسی شخص کی طرف سے کوئی سفارش قبول ہو سکتی ہے) اسمیں دلالت[۲۳] ہے اسپر کہ محض مقبولین کی طرف منسوب ہونا بدون ایمان وعمل صالح کے نافع نہیں کیونکہ یہ لوگ ابنیاء علیھم السلام

ف ۲۰: علاج الحرج بالصبر والصلوٰة
ف ۲۱: علاج حب المال والجاہ
ف ۲۲: طریق تسہیل العبادة وتحصیل الخشوع
ف ۲۳: عدم کفایة الانتساب الی المقبولین

کی اولاد تھے پھر دیکھئے ان پر کسقدر لتاڑ ہوئی ہے ۔

المتن قوله تعالیٰ واذ واعدنا موسیٰ اربعین لیلة
قال العبد الضعیف الاٰیة اصل للاربعین ف ۲۴ من اعمال
السالکین وهی وان کانت قصة موسیٰ عم لکن لما لم ینکر
علیها کانت حجة لنا لاسیما وقد ورد به الحدیث
انتهی القول ۔

قوله تعالیٰ واذ واعدنا موسیٰ اربعین لیلة (ترجمہ اور
وعدہ کیا تھا ہم نے موسیٰ سے چالیس رات کا) یہ آیت اہل سلوک ف ۲۴
کے چلہ کی اصل ہے اور گو یہ موسیٰ علیہ السلام کا قصہ ہے لیکن جب
اسکو نقل کرکے اسپر انکار نہیں کیا گیا تو یہ ہمارے لئے حجت ہو گیا
خصوص جبکہ اس باب میں حدیث بھی آئی ہے ۔

الحاشیه ۔ واذ واعدنا موسیٰ اربعین لیلة الخ وقد یقال من طریق الاشارة ان ذکر اللیلة للرمز الی ان هذه المواعدة کانت بعد تمام السیر الی الله تعالیٰ ومجاورة بحر العوائق والعلائق وهناك یکون السیر فی الله تعالیٰ الذی لا تدرك حقیقته ولا تعلم هویته ولا یری فی بیداء جبروته الا الدهشة والحیرة وهذا السیر متفاوت باعتبار الاشخاص والازمان ولی مع الله تعالیٰ وقت یشیر الی ذلك ۔

الحاشیه ۔ واذ اتینا موسیٰ الکتاب والفرقان لعلکم تهتدون واذ قال موسیٰ لقومه یقوم انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل فتوبوا الی بارئکم فاقتلوا انفسکم ذلکم خیر لکم عند بارئکم فتاب علیکم انه هو التواب الرحیم ۰ وحظ العارف من هذه القصة ان یعرف ان هواه بمنزلة عجل بنی اسرائیل فلا یتخذه الها افرأیت من اتخذ الهه هواه وان الله سبحانه قد خلق نفسه فی اصل الفطرة مستعدة لقبول فیض الله تعالیٰ والدین القویم ومتهیئة سلوك المنهج المستقیم والترقی الی جناب القدس وحضرة الانس وهذا هو الکتاب الذی اوتیه موسیٰ القلب والفرقان الذی یهتدی بنوره فی لیالی السلوك الی حضرت الرب فمتی اخلدت النفس الی الارض واتبعت هواها واثرت شهواتها علی مولاها امرت بقتلها بکسر شهواتها وقمع مشتهیاتها لیصح لها البقاء بعد الفناء والصحو بعد المحو ولیست التوبة الحقیقیة سوی محو البشریة باثبات الالوهیة وهذا هو الجهاد الاکبر والموت الاحمر ؎

لیس من مات فاستراح بمیت || انما المیت میت الاحیاء

وهذا اصعب لا یتیسر الا لخواص الحق ورجال الصدق والیه الاشارة بموتوا قبل ان تموتوا وقیل اول قدم فی العبودیة اتلاف النفس وقتلها بترك الشهوات وقطعها عن الملاذ فکیف الوصول الی شئ من منازل الصدیقین ومعارج المقربین هیهات ذاك بمعزل عنا ومناط الثریا منا ؎

تعالوا نقم ماتما للهموم || فان الحزین یواسی الحزینا

المتن قوله تعالیٰ انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل
قال العبد الضعیف فیه دلیل علی امتناع ف ۲۵ الحلول
علی الله تعالیٰ فانه لو کان جائزاً لکان بنو اسرائیل
معذورین لخطائهم فی موضع الخطاء وقد کانوا

قوله تعالیٰ انکم ظلمتم انفسکم باتخاذکم العجل (ترجمہ
اے میری قوم بے شک تم نے اپنا بڑا نقصان کیا اپنے اس گوسالہ
کی تجویز سے) اسمیں دلیل ہے کہ حق تعالیٰ ف ۲۵ کی جناب میں حلول محال
ہے ورنہ بنی اسرائیل چونکہ عمل میں حق تعالیٰ کے حلول کے معتقد

ف ۲۴ اصل الاربعین الصوفیة

ف ۲۵ امتناع الحلول

اعتقدوا حلول اللّٰہ تعالیٰ فی العجل انتہی القول۔

المتن قولہ تعالیٰ وظللنا علیکم الغمام الیٰ قولہ کانوا انفسہم یظلمون قال العبد الضعیف فیہ دلیل علیٰ ان تواتر النعم مع العصیان استدراج وخطر وکثیر من جہلۃ الصوفیۃ فی غرور منہ حیث یزعمون کثرۃ المال والجاہ امارۃ للقبول انتہی القول۔

تھے معذور ہوتے کیونکہ ان کی غلطی موقع غلطی میں ہوتی۔

قولہ تعالیٰ وظللنا علیکم الغمام الیٰ قولہ کانوا انفسہم یظلمون (ترجمہ اور سایہ افگن کیا ہمنے تم پر ابر کو اور پہونچایا ہم نے تمہارے پاس ترنجبین اور بٹیریں کھاؤ نفیس چیزوں سے جو کہ ہم نے تمکو دی ہیں اور انھوں نے ہمارا کوئی نقصان نہیں کیا لیکن اپنا ہی نقصان کرتے تھے) اسمیں دلیل ہے کہ باوجود معاصی کے نعمتوں کا جاری رہنا یہ استدراج اور خطر ہے اور بہت سے جاہل صوفی اسبارہ میں دہوکہ میں ہیں کہ وہ کثرت مال وجاہ کو مقبولیت کی علامت سمجھتے ہیں۔

الحاشیہ قولہ تعالیٰ واذ استسقیٰ موسیٰ لقومہ فقلنا اضرب بعصاک الحجر فانفجرت منہ اثنتا عشرۃ عینا قد علم کل اناس مشربہم کلوا واشربوا من رزق اللّٰہ ولا تعثوا فی الارض مفسدین وحظ العارف من الآیۃ ان یعرف ان الروح الانسانیۃ وصفاتہا فی عالم القلب بمثابۃ موسیٰ وقومہ وہو مستسق ربہ لارواۂہا بماء الحکمۃ والمعرفۃ وہو مامور بضرب عصا لا الٰہ الا اللّٰہ ولہا شعبتان من النفی والاثبات تتقدان نورا عند استیلاء ظلمات النفس وقد حملت من حضرۃ العزۃ علیٰ حجر القلب الذی ہو کالحجارۃ او اشد قسوۃ فانفجرت منہ اثنتا عشرۃ عینا من میاہ الحکمۃ لان کلمۃ لا الٰہ الا اللّٰہ اثنا عشرۃ حرفا فانفجر من کل حرف عین قد علم کل سبط من اسباط صفات الانسان وہی اثنا عشر سبطا من الحواس الظاہرۃ والباطنۃ ومن القلب والنفس وکل واحد منہم مشربہ من عین جریہ من حرف من حروف الکلمۃ وقد علم مشربہ ومشرب کل واحد حیث ساقہ رائدہ وقادہ قائدہ فمن مشرب عذب فرات ومشرب ملح اجاج والنفوس ترد مناہل التقی والطاعات والارواح یشرب من زلال المکشوف والمشاہدات تردی من عیون الحقائق بکأس تجلی الصفات عن ساقی وسقاہم ربہم شرابا طہورا للاضمحلال فی حقیقۃ الذات کلوا واشربوا من رزق اللّٰہ بامرہ ورضاہ ولا تعثوا فی ہذا القالب مفسدین بترک الامر واختیار الوزر وبیع الدین بالدنیا وایثار الاولیٰ علی العقبیٰ وتقدیمہا علی المولیٰ۔

المتن۔ قولہ تعالیٰ واذ قلتم یموسیٰ لن نصبر علیٰ طعام واحد فادع لنا ربک یخرج لنا مما تنبت الارض من بقلہا وقثائہا وفومہا وعدسہا وبصلہا قال اتستبدلون الذی ہو ادنیٰ بالذی ہو خیر اہبطوا مصرا فان لکم ما سالتم ۔ وضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ وباؤ بغضب من اللّٰہ وحظ العارف من ہذہ

قولہ تعالیٰ واذ قلتم یموسیٰ لن نصبر علیٰ طعام واحد الیٰ قولہ تعالیٰ ضربت علیہم الذلۃ والمسکنۃ وباؤ بغضب من اللّٰہ (ترجمہ اور جب تم لوگوں نے کہا کہ اے موسیٰ ہم ایک ہی قسم کے کھانے پر کبھی نہ رہیں گے آپ ہمارے واسطے اپنے پروردگار سے دعا کریں کہ وہ ہمارے لئے ایسی چیزیں پیدا کریں کہ جو زمین میں اگا کرتی ہیں ساگ ککڑی گیہوں مسو۔

الایات الاعتبار فی حال ھٰؤلاء الذین لم یرضوا بالقضاء ولم یشکروا علی النعماء ولم یصبروا علی البلوا کیف ضرب علیھم ذل الطغیان قبل وجود الاکوان قد تم بلطمة المسکنة فی بیداء الخذلان والبس قلوبھم حب الدنیا واھبطھم من الدرجة العلیا۔

پیاز آپ نے فرمایا کیا تم عوض میں لینا چاہتے ہو ادنی درجہ کی چیزوں کو ایسی چیز کے مقابلہ جو اعلیٰ درجہ کی ہے کسی شہر میں اترو البتہ تمکو وہ چیزیں ملیں گی جنکی تم درخواست کرتے ہو اور جم گئی اُن پر ذلت اور پستی اور مستحق ہو گئے غضب الٰہی کے) عارف کو اس قصہ سے یہ حصہ لینا چاہئے کہ ان لوگوں کے حال سے عبرت پکڑے جو قضا پر راضی نہیں ہوے اور جنھوں نے نعمت پر شکر اور بلا پر صبر نہیں کیا دیکھیئے کس طرح ان پر ذلت طغیان لگا دی گئی اور ان کے قلوب میں حب دنیا جما دی گئی اور اُن کو درجہ علیا سے گرا دیا۔

المتن قوله تعالیٰ قال اتستبدلون الذی ھو ادنی الی قوله تعالی وضربت علیھم الذلة قال العبد الضعیف فیه دلیل علی ان تغیر العبد معاملة الله تعالیٰ معه من ابتغاء المتوکل لکسب او المکتسب ترك الکسب بلا ضرورة یجلب القت فانھم یاتیھم رزقھم من غیر الکسب فطلبوا الاسباب انتھی القول۔

قوله تعالیٰ قال اتستبدلون الذی ھو ادنی الی قوله تعالی وضربت علیھم الذلة اسمیں دلیل ہے اسپر کہ حق تعالیٰ کے ساتھ جو بندہ کا معاملہ ہے اُسکو بدلنا مثلاً متوکل کا کسب کی تلاش کرنا اور صاحب کسب کا بلا ضرورت ترک کسب کرنا حق تعالیٰ کی ناخوشی کا سبب ہوتا ہے جیسا ان لوگوں کو بلا کسب رزق ملتا تھا مگر انھوں نے اسباب کو طلب کیا۔

المتن قوله تعالیٰ ذلك بما عصوا وکانوا یعتدون اشارة الی الکفر والقتل الواقعین سببا لما تقدم والمعنی ان الذی حملھم علی الکفر بایات الله تعالیٰ وقتلھم الانبیاء انما ھو تقدم عصیانھم واعتدائھم ومجاوزتھم الحدود والذنب یجر الذنب حتی الی الکفر فلا تحقرن ذنبا کما فی الحدیث عن عائشة قال لنا النبی صلی الله علیه وسلم ذلك)

قوله تعالیٰ ذلك بما عصوا وکانوا یعتدون (ترجمہ اور یہ اسوجہ سے کہ ان لوگوں نے اطاعت نہ کی اور دائرہ سے نکل نکل جاتے تھے) ذلک کا مشار الیہ کفر اور قتل ہے جو اپنے ما تقدم کا سبب ہیں اور معنی یہ ہوئے کہ جو امر اُن کو کفر بالآیات و قتل انبیاء پر باعث ہوا وہ اُن کا عصیان اور تجاوز حدود تھا اور ایک گناہ دوسرے گناہ کا سبب ہو جایا کرتا ہے حتی کہ کفر تک کا بس کسی گناہ کو خفیف نہ سمجھے۔

الحاشیة۔ قوله تعالیٰ واذ قلتم یموسیٰ لن نصبر علی طعام واحد الی قوله تعالیٰ ذلك بما عصوا وکانوا یعتدون ومن باب الاشارة الطعام الواحد ھو الغذاء الروحانی من الحکمة والمعرفة وما تنبت الارض ھو الشھوات الخبیثة واللذات الخسیسة والتفکھات الباردة الناشئة من ارض النفوس فی مصر البدن الموجبة للذلة لمن ذاقھا والمسکنة لمن لاکھا والھلاك لمن ابتلعھا وسبب طلب ذلك الاحتجاب عن آیات الله تعالیٰ وتجلیاته وتسوید القلوب بدرن الذنوب فقطع وریدھا بقطع واردھا والذی یجر الی ھذہ الغفلة عن المحبوب والاعتیاض بالاغیار من ذلك المطلوب نسأل الله تعالیٰ لنا

ولکم العافیة ۔

المتن قوله تعالىٰ ولقد علمتم الذين اعتدوا منكم في السبت فقلنا لهم كونوا قردة خاسئين ○ فجعلناها نكالاً لما بين يديها وما خلفها وموعظة للمتقين و

حظ العارف من هذه القصة ان يعرف ان الله سبحانه وتعالى خلق الناس لعبادته وجعلهم بحيث لو اهملوا وتركوا وخلوا بينهم وبين طباعهم لتوغلوا وانهمكوا في اللذات الجسمانية والغواش الظلمانية فوضع الله تعالى العبادات او فرض عليهم تكرارها في الاوقات المعينة ليزول عنهم بها درن الطباع المتراكم في اوقات الغفلات وظلمة الشواغل العارضة في ازمنة ارتكاب الشهوات وجعل يوماً من ايام الاسبوع مخصوصاً للاجتماع على العبادة وازالة وحشة التفرقة ودفع ظلمة الاشتغال بالامور الدنيوية فمن لم يراع هذه الاوضاع المراقيات اصلاً زال نور استعداده وطفئ المصباح فؤاده ومسخ كما مسخ اصحاب السبت فمن غلب عليه وصف من اوصاف الحيوانات ورسخ فيه بحيث ازال استعداده وتمكن في طباعه وصار صورة ذاتية له كالماء الذي منبعه معدن الكبريت مثلاً اطلق عليه اسم ذلك الحيوان حتى كان صار حين طباعه طباعه ونفسه نفسه فليجهد المرء على حفظ انسانيته وتدبير صحته بشراب الادوية الشرعية والمعاجين الحكمية وليحث نفسه بالمواعظ الوعدية والوعيدية ۔

قوله تعالىٰ ولقد علمتم الذين اعتدوا منكم في السبت الیٰ قوله وموعظة للمتقين (ترجمہ اور تم جانتے ہی ہو اُن لوگوں کا حال جنہوں نے تم میں سے تجاوز کیا تھا دربارہ یوم ہفتہ کے سو ہم نے اُن کو کہدیا کہ تم بندر ذلیل بن جاؤ پھر ہم نے اسکو ایک عبرت بنا دیا اُن لوگوں کیلئے بھی جو اُس قوم کے معاصر تھے اور اُن لوگوں کے لئے بھی جو مابعد زمانہ میں آتے رہے اور موجب نصیحت ڈرنے والوں کیلئے) اس قصہ سے عارف کو یہ سمجھنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے عبادات کو خاص اوضاع پر خاص اوقات میں معین فرمایا ہے تاکہ ان کی ظلمات طبعیہ دور ہوں سو جو شخص ان اوضاع کی رعایت نہیں کرتا اُس کا نور استعداد زائل ہو جاتا ہے اور وہ اصحاب سبت کی طرح مسخ ہو جاتا ہے اور جس جانور کے اوصاف اسمیں راسخ ہوں اسی کی طبیعت اسمیں پیدا ہو جاتی ہے (گو اس امت میں مسخ صورت نہو) سو انسان کو ادویہ شرعیہ سے اپنی انسانیت کے محفوظ رکھنے کی کوشش کرنا چاہیئے

الحاشية قوله واذ قال موسىٰ لقومه ان الله يأمركم ان تذبحوا بقرة الى قوله ويريكم اٰياته لعلكم تعقلون ○ ومن باب الاشارة ان البقرة هي النفس الحيوانية حين زال عنها شره الصبا ولم يلحقها ضعف الكبر وكانت معجبة رائقة النظر لا تثير ارض الاستعداد بالاعمال الصالحة ولا تسقي حرث المعارف والحكم التي فيها بالقوة بمياه التوجه الى حضرة القدس والسير الى رياض الانس وقد سلمت لترعى ازهار الشهوات ولم تقيد بقيود الآداب والطاعات فلم يرسخ فيها مذهب واعتقاد ولم يظهر عليها ما اودع فيها من انوار الاستعداد وذبحها قمعهوا ها ومنعها عن افعالها الخاصة بها بسفرة سكين الرياضة فمن اراد ان يحيا قلبه حياة طيبة ويتحلى بالمعارف الالهية والعلوم الحقيقية وينكشف له حال الملك والملكوت وتظهر له اسرار اللاهوت والجبروت ويرتفع ما بينه وبين عقله ووهمه من التدارء والنزاع الحاصل بسبب الالف للمحسوسات فليذبحها وليوصل اثره الى قلبه الميت

فصّالک یجزیہ المکتوم وتفیض بحار العلوم وھذا الذبح ھو الجھاد الاکبر والموت الاحمر وعقباہ الحیاۃ الحقیقیۃ والسعادۃ الابدیۃ ؎

ومن لم یمت فی حبہ لم یعش بہ + ودون اجتناء النحل ماجنت النحل

الحاشیۃ ۔ قولہ تعالیٰ انھا بقرۃ صفراء الخ قال العبد الضعیف مثل الصوفیۃ النفس بھذہ البقرۃ ویزید فی التناسب بینھما کون البقرۃ صفراء وکذلک یکون نور النفس فیما یکاشفون بہ انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ انھا بقرۃ صفراء الخ (ترجمہ ایک زرد رنگ کا بیل ہے) صوفیہ نے نفس کو اس بقرہ سے تشبیہ دی ہے اور اس سے اور مناسبت بڑھجاتی ہے کہ یہ گائے اصفر تھی اور اہل کشف نور نفس کو بھی اصفر بتلاتے ہیں۔

المتن قولہ تعالیٰ وان منھا لما یھبط من خشیۃ اللہ قال العبد الضعیف فیہ دلیل لما قالت بہ الصوفیۃ من اثباتھم الشعور للجمادات حسبما تطیع بہ للہ تعالیٰ انتھی القول

قولہ تعالیٰ وان منھا لما یھبط من خشیۃ اللہ (ترجمہ اوران ہی پتھروں میں بعضے ایسے ہیں جو خدا تعالیٰ کے خوف سے اوپر سے نیچے لڑھک آتے ہیں) اسمیں دلیل ہے قول صوفیہ کی کہ جمادات کے لئے اتنا شعور ثابت کرتے ہیں جس سے وہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت کرتے ہیں۔

المتن قولہ تعالیٰ افکلما جاءکم رسول بما لا تھوی انفسکم استکبرتم ففریقا کذبتم وفریقا تقتلون فیہ دلالۃ علی ان الاستکبار ھو الاصل لاکثر المعاصی فان اللہ تعالیٰ قد رتب التکذیب والقتل علی استکبارھم انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ افکلما جاءکم رسول الی قولہ تقتلون۔ (ترجمہ کیا جب کبھی کوئی پیغمبر تمہارے پاس ایسے احکام لائے جنکو تمہارا دل نہ چاہتا تھا۔ اسمیں دلیل ہے اسپر کہ کبر اکثر معاصی کی اصل ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے تکذیب اور قتل کو استکبار پر مرتب فرمایا ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ ان ینزل اللہ من فضلہ علی من یشاء قال العبد الضعیف فیہ دلیل علی ان الاحوال الموھوبۃ ھو بمحض الفضل والمشیت من اللہ تعالیٰ لا مدخل فیھا للمجاھدۃ انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ ان ینزل اللہ من فضلہ علی من یشاء من عبادہ (ترجمہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جس بندہ پر اسکو منظور ہو نازل فرماوے) اسمیں دلیل ہے اسپر کہ احوال موہوبہ محض فضل و مشیت سے میسر ہوتے ہیں ان میں مجاہدہ کو کچھ دخل نہیں۔

المتن قولہ تعالیٰ قل ان کانت لکم الدار الاخرۃ عند اللہ خالصۃ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صدقین۔ قال العبد الضعیف دل علی ان من امارات الولایۃ حب الموت طبعا او عقلا علی تفاوت الاحوال انتھی القول

قولہ تعالیٰ ۔ قل ان کانت لکم الدار الاخرۃ عند اللہ خالصۃ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صدقین (ترجمہ آپ کہدیجئے کہ اگر عالم آخرت محض تمہارے ہی لئے نافع ہے بلا شرکت غیرے تو تم موت کی تمنا کرو اگر تم سچے ہو) یہ دلالت کرتا ہے اسپر کہ منجملہ علامات ولایت کے حب موت ہے خواہ طبعاً یا عقلاً حسب تفاوت احوال۔

المتن قولہ تعالیٰ من کان عدوا للہ وملئکتہ ورسلہ

قولہ تعالیٰ من کان عدوا للہ وملئکتہ الی قولہ فان

وجبریل ومیکٰل فان اللہ عدو للکفرین قال العبد الضعیف فیہ دلالۃ علے ان عداوۃ اھل اللہ تجلب عداوۃ اللہ انتھی القول۔

اللہ عدو للکفرین (ترجمہ جو شخص خدا تعالیٰ کا دشمن ہو اور فرشتوں کا اور پیغمبروں کا اور جبریل کا اور میکائیل کا تو اللہ تعالیٰ دشمن ہے ایسے کافروں کا) اسمیں دلالت ہے اسپر کہ اہل اللہ کی عداوت اللہ کی عداوت کا سبب بنجاتی ہے۔

المتن۔ قولہ تعالیٰ یایھا الذین اٰمنوا لا تقولوا راعنا الاٰیۃ قال العبد الضعیف فی الاٰیۃ تعلیم ادب الشیخ من التحرز عما یوھم الاخلال بادب الشیخ انتھی القول

قولہ تعالیٰ یایھا الذین اٰمنوا لا تقولوا راعنا (ترجمہ اے ایمان والو تم راعنا مت کہا کرو) اس آیت میں ادب شیخ کی تعلیم ہے کہ جس امر میں ادب شیخ میں خلل پڑنیکا شبہہ بھی ہو اس سے بھی بچنا چاہیے

الحاشیۃ قولہ تعالیٰ ما ننسخ من اٰیۃ او ننسھا نأت بخیر منھا او مثلھا قال العبد الضعیف ویفھم من الاٰیۃ ایضاً الاشارۃ الی ان کل وارد یذھب او یغلب بلا اختیار العبد یھب اللہ تعالیٰ خیرا منہ او مثلہ فلا یتحسر العبد علیہ انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ ما ننسخ من اٰیۃ او ننسھا نأت بخیر منھا او مثلھا (ترجمہ ہم کسی آیت کا حکم جو موقوف کر دیتے ہیں یا اس آیت کو فراموش کر دیتے ہیں تو ہم اس آیت سے بہتر یا اس ہی کی مثل لے آتے ہیں) اس آیت سے اس طرف بھی اشارہ سمجھا جاتا ہے کہ جو وارد بلا اختیار عبد زائل یا مغلوب ہو جاوے حق تعالیٰ اس سے بہتر یا اسکی مثل عطا فرما دیتا ہے پس بندہ کو اس پر حسرت نہ کرنا چاہیے۔

المتن قولہ تعالیٰ وقالوا لن یدخل الجنۃ الی قولہ تعالیٰ بلیٰ من اسلم قال العبد الضعیف یستنبط منہ ان الفوز بالاکساب لا بالانساب فان مبنی دعاوی الفریقین کان معظمہ مثل ھذا الانتساب کاولاد المشائخ فی زماننا انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ وقالوا لن یدخل الجنۃ الا من کان ھودا او نصاریٰ الی قولہ تعالیٰ بلیٰ من اسلم وجھہ (ترجمہ اور یہود و نصاریٰ کہتے ہیں کہ بہشت میں ہرگز کوئی نہ جانے پاویگا بجز ان لوگوں کے جو یہودی ہوں یا ان لوگوں کے جو نصرانی ہوں یہ دل بہلانے کی باتیں ہیں آپ کہئے کہ اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو ضرور دوسرے لوگ جاویں گے) اس سے مستنبط ہوتا ہے کہ فلاح اکساب سے ہے انساب سے نہیں کیونکہ بڑا مبنی دعویٰ فریقین کا یہی انتساب تھا جیسے ہمارے زمانہ میں اولاد مشائخ کی حالت ہے

المتن قولہ تعالیٰ وقالت الیھود لیست النصاریٰ علیٰ شیء الخ قال العبد الضعیف یقاس علیہ مقالۃ بعض جھلۃ الصوفیۃ فی زماننا حیث ینقص الچشتیۃ النقشبندیۃ وبالعکس انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ وقالت الیھود لیست النصاریٰ علیٰ شیء الخ (ترجمہ اور یہود کہنے لگے نصاریٰ کسی بنیاد پر نہیں) اسی پر قیاس کیا جاتا ہے بعض جہلہ صوفیہ کا ایسی گفتگو کرنا کہ چشتیہ نقشبندیہ کی تنقیص کرتے ہیں اور بالعکس

الحاشیۃ۔ قولہ تعالیٰ ومن اظلم ممن منع مساجد اللہ ان یذکر فیھا اسمہ وسعیٰ فی خرابھا اولئک ما کان لھم ان یدخلوھا الا خائفین لھم فی الدنیا خزی ولھم فی الاٰخرۃ عذاب عظیم ٥ ومن باب الاشارۃ فی الاٰیۃ ومن بخس حظا وانقص حقا ممن منع مواضع السجود للہ تعالیٰ وھی القلوب التی یعرف فیھا فیسجد لہ بالفناء الذاتی ان یذکر

فیها اسمه الخاص الذی هو الاسم الاعظم اذ لا یتجلی بهذا الاسم الا فی القلب وهو التجلی بالذات مع جمیع الصفات او اسمه المخصوص بکل واحد منهما ای الکمال اللائق باستعداده المقتضی له وسعی فی خرابها بتکدیرها بالتعصبات وغلبة الهوی ومنع اهلها بتهییج الفتن اللازمة لتجاذب قوی النفس ودواعی الشیطان والوهم اولئك ما کان لهم ان یدخلوها ویصلوا الیها الا خائفین منکسرین لظهور تجلی الحق فیها لهم فی الدنیا خزی وافتضاح وذلة لظهور بطلان ما هم علیه ولهم فی الاخرة عذاب عظیم وهو احتجابهم عن الحق سبحانه۔

المتن۔ قوله تعالیٰ فاینما تولوا فثم وجه الله قال العبد الضعیف فیه دلیل علی ان الله تعالیٰ غیر متقید بجهة دون جهة انتهی القول۔

قوله تعالیٰ۔ فاینما تولوا فثم وجه الله (ترجمہ کیونکہ تم لوگ جس طرف منہ کرو ادھر اللہ تعالیٰ کا رخ ہے) اسمیں دلیل ہے اسپر کہ اللہ تعالیٰ کسی جہت کے ساتھ مقید نہیں۔

المتن۔ قوله تعالیٰ انا ارسلناك بالحق بشیرا ونذیرا ولا تسأل عن اصحاب الجحیم قال العبد الضعیف هذه الایة اصل لعادة ساداتنا الصوفیة فی عدم تصدیهم لمن لم یرد اصلاح نفسه انتهی القول۔

قوله تعالیٰ انا ارسلناك بالحق بشیرا ونذیرا ولا تسأل عن اصحاب الجحیم (ترجمہ ہمنے آپ کو ایک سچا دین دیکر بھیجا ہے کہ خوشخبری سناتے رہیئے اور ڈراتے رہیئے اور آپ سے دوزخ میں جانے والوں کی بازپرس نہ ہوگی) یہ آیت اصل ہے ہمارے حضرات صوفیہ کی اس عادت کی کہ جو شخص اپنی اصلاح نہ چاہے اس کے درپے نہیں ہوتے۔

المتن قوله تعالیٰ قال انی جاعلك للناس اماما قال ومن ذریتی قال لا ینال عهدی الظالمین قال العبد الضعیف فیه ان الخلافة الارشادیة لا تجتمع مع الاخلال بالعمل انتهی القول۔

قوله تعالیٰ قال انی جاعلك للناس اماما الی قوله الظالمین (ترجمہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ میں تمکو لوگوں کا مقتدا بناؤں گا انھوں نے عرض کیا اور میری اولاد میں سے بھی کسی کسی کو۔ ارشاد ہوا کہ میرا عہدہ خلاف ورزی کرنے والوں کو نہ ملیگا) اسمیں دلالت ہے کہ خلافت ارشادیہ اخلال عمل کے ساتھ مجتمع نہیں ہوتی۔

المتن قوله تعالیٰ ربنا وابعث فیهم الخ قال العبد الضعیف فیه دلیل لما نقل عن بعض المشائخ من تمنیهم بقاء سلسلتهم بعدهم انتهی القول۔

قوله تعالیٰ ربنا وابعث فیهم الخ (ترجمہ اے ہمارے پروردگار اور اس جماعت کے اندر انہی میں کا ایک ایسا پیغمبر بھی مقرر کر دیجئے الخ) اسمیں اصل ہے اسکی جو کہ بعض مشائخ سے منقول ہے کہ اپنے بعد اپنے سلسلہ کے باقی رہنے کی تمنا کرتے ہیں۔

المتن قال تعالیٰ ومن یرغب عن ملة ابراهیم الا من سفه نفسه قال العبد الضعیف هو اصل لقولهم من عرف نفسه فقد عرف ربه وتقریره مذکور فی شرح الحدیث الاخیر من کراسة النکت الدقیقة انتهی القول۔

قوله تعالیٰ ومن یرغب عن ملة ابراهیم الا من سفه نفسه (ترجمہ اور ملت ابراہیمی سے تو وہی روگردانی کریگا جو اپنی ذات ہی سے احمق ہو) اسمیں اس قول کی اصل ہے من عرف نفسه فقد عرف ربه اور اسکی تقریر النکت الدقیقة میں اخیر حدیث کی شرح میں مذکور ہے۔

الحاشیة قوله تعالیٰ فلا تموتن الا وانتم مسلمون.
فیه اشارة الی الموت[ف ۲۶] الاختیاری فان الامر والنهي
یختصان بالاختیاری انتهی القول

المتن قوله تعالیٰ فلنولینك قبلة ترضاها قال العبد
الضعیف فیه اصل للمرادیة[ف ۲۷] انتهی القول۔

الحاشیة قوله تعالیٰ ولکل وجهة هو مولیها
فاستبقوا الخیرات ولبعض العارفین فی الآیة
وجه آخر (سوی ما فسروا به) وهو انه تعالیٰ جعل
الناس فی امور دنیاهم واخراهم علی احوال متفاوتة
فجعل بعضهم اعوان بعض فواحد یزرع وآخر یطحن
وآخر یخبز کذلك فی امر الدین فواحد یجمع الحدیث
وآخر یحصل الفقه وآخر یطلب الاصول وهم فی الظاهر
مختارون وفی الباطن مسخرون والیه الاشارة بقوله
صلی الله علیه وسلم کل میسر لما خلق له ولهذا قال
بعض الصالحین لما سئل عن تفاوت الناس فی افعالهم
کل ذلك طرق[ف ۲۸] الی الله تعالیٰ اراد ان یعمرها بعباده
ومن تحری وجه الله تعالیٰ فی کل طریق یسلکه اصل
الیه لکن ینبغی تحری الاحسن من تلك الطرق اذ المراتب
متفاوتة والشئون مختلفة ومظاهر الاسماء شتی وقیل
المراد بها ان لکل احد قبلة فقبلة المقربین العرش و
الروحانیین الکرسی والکروبیین البیت المعمور
والانبیاء قبلك بیت المقدس وقبلتك الکعبة
وهی قبلة جسدك واما قبلة روحك فانا۔

قوله تعالیٰ فلا تموتن الا وانتم مسلمون (ترجمہ سو تم بجز
اسلام کے اور کسی حالت پر جان مت دینا) اسمیں رمز ہے موت[ف ۲۶]
اختیاری کیطرف کیونکہ امر اور نہی امور اختیاریہ کے ساتھ مختص ہیں۔

قوله تعالیٰ فلنولینك قبلة ترضاها (ترجمہ اسلئے ہم آپکو
اسی قبلہ کی طرف متوجہ کردیں گے جس کیلئے آپ کی مرضی ہے)
اسمیں اصل ہے مقام مرادیت[ف ۲۷] کی۔

قوله تعالیٰ ولکل وجهة هو مولیها فاستبقوا الخیرات
(ترجمہ اور ہر شخص کے واسطے ایک ایک قبلہ رہا ہے جسکی طرف وہ منہ
کرتا رہے سو تم نیک کاموں میں تگاپو کرو) ایک توجیہ اس آیت
میں یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے امور دنیویہ واخرویہ میں لوگوں کو احوال
متفاوتہ پر بنایا ہے چنانچہ ایک بوتا ہے دوسرا پیستا ہے تیسرا
پکاتا ہے (یہ تو امور دنیویہ میں ہے) اسی طرح امر دین میں ہے چنانچہ
ایک حدیث جمع کررہا ہے دوسرا فقہ حاصل کررہا ہے تیسرا اصول
کی طلب میں ہے اور اس حدیث میں بھی اس طرف اشارہ ہے کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہر شخص کے لئے وہی آسان
ہے جسکے لئے وہ پیدا کیا گیا ہے (تو فاستبقوا کے معنی یہ ہونگے
کہ ان میں سے ہر وقت میں وہ چیز لو جو اسوقت خیر اور مصلحت ہو)
اور اسی کی فرع ہے وہ قول جو بعضے بزرگوں سے اس سوال کے
وقت کہ لوگ اپنے افعال میں متفاوت کیوں ہیں منقول ہے کہ
یہ سب طرق[ف ۲۸] ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف اللہ تعالیٰ ان سب طرق کو
اپنے بندوں سے آباد رکھنا چاہتے ہیں اور جو شخص جس طریق میں
چلنے کے وقت حق تعالیٰ کی رضا کا قصد کریگا اس تک واصل
ہوجاویگا لیکن مناسب یہی ہے کہ ان سب طرق میں جو سب سے
احسن ہو اس کا اہتمام کرے کیونکہ مراتب متفاوت ہیں اور شیون
مختلف ہیں اور مظاہر اسماء کے جدا جدا ہیں اور بعض نے اسکی تاویل میں کہا ہے کہ ہر شخص کا قبلہ جدا ہے چنانچہ مقربین کا قبلہ عرش ہے اور
روحانیین کا کرسی ہے اور کروبیین کا بیت معمور ہے اور انبیاء سابقین کا بیت المقدس ہے اور آپ کا قبلہ کعبہ ہے اور وہ تو آپکے
جسد کا قبلہ ہے رہا آپ کی روح کا قبلہ سو میں ہوں۔

ف ۲۶ موت اختیاری
ف ۲۷ مقام مرادیت
ف ۲۸ طرق الی اللہ

المتن قوله تعالیٰ ولعلکم تهتدون قال العبد الضعیف فی هذا الخطاب للمهتدی دلالة علی انه لا ینتهی السیر فبعد السیر الی الله السیر فی الله انتهی القول۔

قولہ تعالیٰ ولعلکم تهتدون (ترجمہ اور تاکہ تم راہ پر رہو) ایسے لوگوں کو خطاب کرنا جو پہلے سے مہتدی ہیں اسپر دلیل ہے کہ ترقی کی کہیں انتہا نہیں پس سیر الی اللہ کے بعد سیر فی اللہ ہے

المتن قوله تعالیٰ ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون قال العبد الضعیف دل علی ان بعد تعلیم الکتاب والحکمة قسما آخر من التعلیم یتوقف علی الصحبة انتهی القول۔

قولہ تعالیٰ ویعلمکم مالم تکونوا تعلمون (ترجمہ اور تمکو ایسی باتیں تعلیم کرتے رہتے ہیں جنکی تمکو خبر بھی نہ تھی) یہ اسپر دال ہے کہ کتاب و حکمت کی تعلیم کے بعد تعلیم کی ایک اور قسم بھی ہے اور وہ صحبت پر موقوف ہے۔

المتن قوله تعالیٰ فاذکرونی اذکرکم الخ قال العبد الضعیف هذه ثمرة اصلیة للذکر لو استحضرها لا یتشوش ابدا انتهی القول۔

قولہ تعالیٰ فاذکرونی اذکرکم (ترجمہ ان پر مجھکو یاد کرو میں تمکو یاد رکھونگا) یہ ذکر اللہ کا اصلی ثمرہ ہے کہ اگر اسکو مستحضر رکھا جاوے تو کبھی تشویش نہو۔

المتن قوله تعالیٰ ولنبلونکم بشیء الخ قال العبد الضعیف دل علی کون المجاهدة الاضطراریة نافعة ایضا انتهی القول

قولہ تعالیٰ ولنبلونکم بشیء الخ (ترجمہ اور ہم تمہارا امتحان کرینگے کسی قدر خوف سے الخ) اسمیں دلالت ہے کہ مجاہدہ اضطراریہ بھی نافع ہوتا ہے۔

المتن قوله تعالیٰ انا لله الخ قال العبد الضعیف هو علاج للمصائب ومنها القبض انتهی القول۔

قولہ تعالیٰ انا للہ وانا الیه راجعون (ترجمہ ہم تو اللہ تعالیٰ ہی کی ملک ہیں اور ہم سب اللہ تعالیٰ ہی کے پاس جانیوالے ہیں) یہ تمام مصائب کا علاج ہے اُن میں سے قبض بھی ہے۔

المتن قوله تعالیٰ ان الذین یکتمون ما انزلنا الآیة قال العبد الضعیف دل علی ذم من یکتم علوم المعاملة من غیر مریدیه فانها مما انزل الله نعم لوم یکتم علوم المکاشفة فانها لیست منزلة انتهی القول۔

قولہ تعالیٰ ان الذین یکتمون ما انزلنا (ترجمہ جو لوگ اخفا کرتے ہیں اُن مضامین کا جن کو ہم نے نازل کیا ہے) اسمیں دلالت ہے اُس شخص کی مذمت پر جو اپنے مریدوں کے سوا دوسروں سے علوم معاملہ کو چھپا دے کیونکہ یہ علوم ما انزل اللہ میں داخل ہیں البتہ علوم مکاشفہ کے چھپانے کا امر کیا جاویگا کیونکہ وہ منزل نہیں (اور بعض اوقات اُس کے اظہار میں فتنہ ہوجاتا ہے)

المتن۔ قوله تعالیٰ لآیات لقوم یعقلون قال العبد الضعیف فیه اصل للمراقبة انتهی القول۔

قولہ تعالیٰ لآیات لقوم یعقلون (ترجمہ دلائل ہیں اُن لوگوں کے لئے جو عقل رکھتے ہیں) اسمیں اصل ہے مراقبہ کی کیونکہ یہ استدلال بالمصنوعات علی الصانع تامل پر موقوف ہے)

المتن قوله تعالیٰ ومن الناس من یتخذ من دون الله اندادا یحبونهم کحب الله قال العبد الضعیف فیه اصل لاطلاقهم الشرک علی الشرکة فی

قولہ تعالیٰ ومن الناس من یتخذ من دون اللہ اندادا یحبونهم کحب اللہ (ترجمہ اور ایک آدمی وہ ہیں جو علاوہ خدا تعالیٰ کے اوروں کو بھی شریک قرار دیتے ہیں اُن سے ایسی

الحب انتھی القول۔

المتن قولہ تعالیٰ والذین اٰمنوا اشد حباً للہ قال العبد الضعیف فیہ دلیل علی عدم تنافی مطلق محبۃ الغیر لمحبۃ اللہ تعالیٰ انتھی القول

المتن قولہ تعالیٰ کذٰلک یریھم اللہ اعمالھم حسرات قال العبد الضعیف فیہ اصل علی بعض التفاسیر مما یقولون من تمثل الاعمال انتھی القول

المتن قولہ تعالیٰ کلوا مما فی الارض الیٰ قولہ ولا تتبعوا خطوات الشیطان قال العبد الضعیف فیہ ابطال للغلو فی المجاھدۃ انتھی القول۔

المتن قولہ تعالیٰ اولو کان اٰباءھم لا یعقلون شیئاً ولا یھتدون قال العبد الضعیف فیہ ان من ثبت کونہ عاقلاً مھتدیاً اجمالاً یجوز اتباعہ مطلقاً وھٰذا اصل لاتباع المشائخ بلا تلعثم ولا تردد انتھی القول۔

المتن قولہ تعالیٰ صم بکم الخ قال العبد الضعیف فیہ اثبات للمدرکات الروحانیۃ انتھی القول

المتن قولہ تعالیٰ کلوا من طیبات ما رزقناکم واشکروا للہ قال العبد الضعیف فیہ ان تناول الطیبات قد یفضی الی حب اللہ تعالیٰ وشکرہ فیستحسن انتھی القول۔

المتن قولہ تعالیٰ ما یاکلون فی بطونھم الا النار

محبت رکھتے ہیں جیسی اللہ تعالیٰ سے ہے) انہیں اصل ہے انکی کہ شرکت فی المحبت پر اطلاق شرک کا کر دیتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ والذین اٰمنوا اشد حباً للہ (ترجمہ اور جو مومن ہیں ان کو اللہ تعالیٰ کے ساتھ نہایت قوی محبت ہے) اسمیں دلالت ہے کہ مطلق محبت غیر اللہ کی محبت الٰہیہ کی منافی نہیں (جیسا کہ لفظ اشد سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی درجہ میں دوسرے کی بھی محبت ہے)

قولہ تعالیٰ کذٰلک یریھم اللہ اعمالھم حسرات (ترجمہ اللہ تعالیٰ یوں ہی ان کی بداعمالیوں کو خالی ارمان کر کے ان کو دکھلا دینگے) اسمیں بعض تفاسیر کی بنا پر اصل ہے انکی کہ تمثل اعمال کے قائل ہوتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ کلوا مما فی الارض حلالاً طیباً ولا تتبعوا خطوات الشیطان (ترجمہ جو چیزیں زمین میں موجود ہیں ان میں سے حلال پاک چیزوں کو کھاؤ اور شیطان کے قدم بقدم مت چلو) اسمیں ابطال ہے غلو فی المجاہدہ کا۔

قولہ تعالیٰ اولو کان اٰباءھم لا یعقلون شیئاً ولا یھتدون (ترجمہ کیا اگرچہ ان کے باپ دادا نہ کچھ سمجھ رکھتے ہوں اور نہ ہدایت رکھتے ہوں) اسمیں دلالت ہے اسپر کہ جس شخص کا صاحب عقل و اہتدا ہونا اجمالاً بھی ثابت ہو جاوے اس کا اتباع مطلقاً جائز ہے اور یہ اصل ہے بلا تردد مشائخ کے اتباع کرنے کی۔

قولہ تعالیٰ صم بکم عمی (ترجمہ بہری ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں) اسمیں مدرکات روحانیہ کا اثبات ہے۔

قولہ تعالیٰ کلوا من طیبات ما رزقناکم واشکروا للہ (ترجمہ جو پاک چیزیں ہمنے تم کو مرحمت فرمائی ہیں ان میں سے کھاؤ اور حق تعالیٰ کی شکر گذاری کرو) یہ دال ہے اسپر کہ طیبات مستلذات کا تناول کرنا کبھی حق تعالیٰ کی محبت اور شکر تک پہونچا دیتا ہے اس طرح وہ مستحسن ہوگا۔

قولہ تعالیٰ ما یاکلون فی بطونھم الا النار (ترجمہ اور

قال العبد الضعیف فیہ ما قد قالوا فی حقائق الاعمال[۶۳] انتہی القول

المتن قولہ تعالیٰ لیس البران تولوا الخ قال العبد الضعیف فیہ ان الصورۃ[۶۴] لا تعتبر بدون المعنی انتہی القول

المتن قولہ تعالیٰ واٰتی المال علی حبہ الخ قال العبد الضعیف ان عاد الضمیر الی المال یدل علی عدم ضرر حب المال[۶۵] مطلقاً وان الی اللہ تعالیٰ دل علی طریق العشاق انہم یحبون[۶۶] اللہ تعالیٰ فقط لا غیرہ ولو کان ثواباً انتہی القول۔

المتن قولہ تعالیٰ ولکم فی القصاص حیوۃ قال العبد الضعیف فسرہا بعضہم بالحیوۃ الاخرویۃ فالمعنی ان القاتل اذا اقتص منہ فی الدنیا لم یواخذ بحق المقتول فی الاخرۃ اما مطلقاً عند الجمہور واما بعد تسلیم القاتل نفسہ عند الحنفیۃ فیوید علی ھذا التفسیر کون البقاء فی الفناء[۶۷] انتہی القول۔

المتن قولہ تعالیٰ ان ترک خیرا ای مالا قال العبد الضعیف فی ھذا التعبیر ان ملک المال[۶۸] لا ینافی التقوی الکامل مع اداء حقوقہ انتہی القول۔

المتن قولہ تعالیٰ کتب علیکم الصیام الی قولہ لعلکم تتقون قال العبد الضعیف فیہ بیان ثمرۃ المجاھدۃ ففیہ مسئلتان احدہما کون المجاھدۃ[۶۹] نافعۃ ثانیتہما کون بیان ثمراتہا[۷۰] مشروعۃ کما یتفق للشیوخ اذا راوا فیہ مصلحۃ انتہی القول

المتن قولہ تعالیٰ فانی قریب قال العبد الضعیف ظاہرہ یدل علی الاحاطۃ[۷۱] الذاتیہ والقرب

کچھ نہیں اپنے شکم میں آگ بھر رہے ہیں) اسمیں اصل ہے اسکی[۶۳] کہ جسکے حقائق اعمال میں قایل ہوئے ہیں۔

قولہ تعالیٰ لیس البران تولوا الخ (ترجمہ کچھ سارا کمال اسی میں نہیں کہ تم اپنا منہ مشرق کو کرو) اسمیں دلیل ہے اسپر کہ صورت[۶۴] محضہ بدون معنی کے معتبر نہیں۔

قولہ تعالیٰ واٰتی المال علی حبہ الخ (ترجمہ اور مال دیتا ہو اللہ کی محبت میں) اگر حبہ میں ضمیر مال کی طرف راجع ہو تو آیت دلیل ہے اسکی کہ حب مال[۶۵] مطلقاً مضر نہیں اور اگر اللہ تعالیٰ کی طرف راجع ہو تو آیت دلیل ہے طریق عشاق[۶۶] پر کہ وہ صرف حق تعالیٰ ہی سے محبت رکھتے ہیں (ترجیح یہی صرف اُسی کی محبت سے کرتے ہیں) غیر اللہ سی محبت (بالذات) نہیں کرتے اگرچہ وہ ثواب ہی ہو۔

قولہ تعالیٰ ولکم فی القصاص حیوۃ (ترجمہ اور قصاص میں تمہاری جانوں کا بڑا بچاؤ ہے) بعض نے اسکی تفسیر حیوۃ اخرویہ کے ساتھ کی ہے پس معنی یہ ہوں گے کہ قاتل سے جب دنیا میں قصاص لیلیا جاوے پھر اُس سے حق مقتول کا آخرت میں مواخذہ نہوگا جمہور کے نزدیک تو مطلقاً اور حنفیہ کے نزدیک قاتل کے تسلیم نفس کے بعد پس اس تفسیر پر آیت دال ہوگی فنا کو اندر بقا[۶۷] ہونے پر۔

قولہ تعالیٰ ان ترک خیرا ای مالا الخ (ترجمہ بشرطیکہ کچھ مال بھی ترکہ میں چھوڑا ہو) اس تعبیر میں دلالت ہے اسپر کہ مال کا مالک[۶۸] ہونا تقوی کامل کے منافی نہیں جبکہ اُسکے حقوق ادا ہوتے رہیں۔

قولہ تعالیٰ کتب علیکم الصیام الی قولہ لعلکم تتقون (ترجمہ تم پر روزہ فرض کیا گیا ہے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیا گیا تھا اس توقع پر کہ تم متقی بن جاؤ) اسمیں بیان ہے ثمرۂ مجاہدہ کا پس اسمیں دو مسئلے ہیں ایک مجاہدہ کا نافع[۶۹] ہونا دوسرا اسکے ثمرات کے بیان[۷۰] کا مشروع ہونا جیساکہ شیوخ جب مصلحت دیکھتے ہیں اسکو بیان کرتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ فانی قریب (ترجمہ تو میں قریب ہی ہوں) اس کا ظاہر احاطہ ذاتیہ و قرب ذاتی[۷۱] پر دلالت

ف ۶۳ حقائق الاعمال
ف ۶۴ عدم اعتبار الصورۃ بدون المعنی
ف ۶۵ عدم مضرۃ حب المال
ف ۶۶ طریق العشاق
ف ۶۷ کون البقاء فی الفناء
ف ۶۸ عدم منافات ملک المال للتقوی
ف ۶۹ کون المجاھدۃ نافعۃ
ف ۷۰ مشروعیۃ بیان ثمرات المجاھدۃ
ف ۷۱ الاحاطۃ الذاتیۃ

الذاتی انتھی القول۔

کرتا ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ احل لکم لیلۃ الصیام الرفث قال العبد الضعیف فیہ تعدیل المجاھدۃ انتھی القول

قولہ تعالیٰ احل لکم لیلۃ الصیام الرفث (ترجمہ تم لوگوں کے واسطے روزہ کی شب میں اپنی بیبیوں سے مشغول ہونا حلال کر دیا گیا ہے) اسمیں مجاہدہ کی تعدیل ہے

المتن قولہ تعالیٰ یسئلونک عن الاھلۃ قل ھی مواقیت قال العبد الضعیف فیہ دلیل عن الاعراض عن الفضول وعلی ان للشیخ ان ینھی عن بعض الاسئلۃ صریحا او بان یجیب عن غیر ما سألہ انتھی القول

قولہ تعالیٰ یسئلونک عن الاھلۃ قل ھی مواقیت۔ (ترجمہ آپ سے چاندوں کی حالت کی تحقیقات کرتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ وہ چاند آلہ شناخت اوقات ہیں) اسمیں اعراض عن الفضول پر دلیل ہے اور اسپر بھی کہ شیخ کو حق ہے کہ بعض سوالات سے منع کر دے خواہ صریحاً خواہ اسطور سے کہ جو اس سے پوچھا گیا ہے اس کا جواب نہ دے دوسرا جواب دیدے اور احکام قصاص و وصیت و صیام میں اور بھی اشارات ہیں چنانچہ قصاص میں قوۂ سبعیہ کے عدوان کا ازالہ ہے اور وصیت میں قوۂ ملکیہ کے نقصان کا ازالہ ہے اور صیام میں قوۂ بہیمیہ کے تسلط کا ازالہ ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ ولیس البر بان تاتوا البیوت من ظھورھا قال العبد الضعیف فیہ ذم التشبہ بالباطل ولو فی العادات والرسوم انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ ولیس البر بان تاتوا البیوت من ظھورھا (ترجمہ اور اسمیں کوئی فضیلت نہیں کہ گھروں میں انکی پشت کیطرف سے آیا کرو) اسمیں مذمت ہے تشبہ بالباطل کی اگرچہ رسوم و عادات ہی میں ہو

المتن قولہ تعالیٰ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ قال العبد الضعیف فسر بترک الغزو والانفاق فدل علی اعتبار المعانی وکونھا راجحۃ علی الصورۃ حیث سمی ما ھو ضد التھلکۃ صورۃ تھلکۃ باعتبار المعنی انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ ولا تلقوا بایدیکم الی التھلکۃ (ترجمہ اور اپنے آپ کو اپنے ہاتوں تباہی میں مت ڈالو) اس کی تفسیر یہ بھی کیگئی ہے کہ غزوہ اور انفاق فی الغزوہ مت چھوڑو پس یہ دلیل ہے اسپر کہ اعتبار معانی کو صورت پر ترجیح ہے کہ جو چیز صورۃً تہلکہ کی ضد ہے اسکو معنی کا اعتبار کر کے تہلکہ فرمایا گیا

المتن قولہ تعالیٰ ذلک لمن لم یکن اھلہ حاضری المسجد الحرام دونک اشارۃ الی التمتع عند الحنفیۃ اذ لا متعۃ ولا قران للمکی وانما ھما للآفاقی فقط قال العبد الضعیف ولو قیل فی حکمتہ ابقاء الوقت واخلاء البیت لطواف البادین دل علی ان الحاضرین فی خدمۃ الشیخ علیھم ان یراعوا المسافرین الواردین علیہ انتھی القول

قولہ تعالیٰ ذلک لمن لم یکن اھلہ حاضری المسجد الحرام (ترجمہ یہ اس شخص کے لئے ہے جس کے اہل مسجد حرام کے قرب میں نہ رہتے ہوں) ذلک کا مشار الیہ حنفیہ کے نزدیک تمتع ہے (اور اسی کے حکم میں قران ہے) سو مکی کیلئے قرآن اور تمتع نہیں ہے۔ وہ دونوں صرف آفاقی کے لئے ہیں بندہ کہتا ہے کہ اگر اسکی حکمت میں یہ کہا جاوے کہ مقصود آفاقیین کے لئے وقت کا باقی رکھنا اور بیت کا خالی رکھنا ہے تو اس بنا پر یہ آیت اسپر دلالت کریگی کہ جو لوگ شیخ کی خدمت میں پہلے سے حاضر ہیں ان کو چاہئے کہ ان مسافرین کی رعایت کریں جو شیخ کے پاس آتے ہیں۔

تعدیل المجاہدۃ — مجاہدہ کی تعدیل
اعراض عن الفضول
نہی الشیخ عن بعض الاسئلۃ
اصلاح قوت سبعیہ
تکمیل قوت ملکیہ
اصلاح قوت بہیمیہ
ترجیح المعانی علی الصورۃ
رعایۃ الحاضرین عند الشیخ للواردین علیہ

(باقی آئندہ)

المتن قوله تعالیٰ فلا رفث ولا فسوق الخ. قال العبد الضعیف فیه دلالة ان علی الخواص مالیس علی العوام کما ان بعض الرفث والفسوق والجدال فی الحج فیه من الشناعة مالیس فیه فی غیر الحج انتهی القول۔

قوله تعالیٰ فلا رفث ولا فسوق الخ (ترجمہ تو پھر نہ کوئی فحش بات ہے اور نہ کوئی بےحکمی ہے الخ) اسمیں دلالت ہے اسپر کہ خواص کے ذمہ بعضی ایسی چیزیں لازم ہوتی ہیں جو عوام کے ذمہ نہیں ہوتیں جیسا کہ بعضی شرم کی باتیں اور اسی طرح فسوق وجدال انمیں حالت حج میں ایسی شناعت ہو کہ غیر حج میں نہیں۔

المتن قوله تعالیٰ فان خیر الزاد التقوی قال العبد الضعیف فیه بیان حکمة الاسباب للضعفاء انتهی القول

قوله تعالیٰ فان خیر الزاد التقوی (ترجمہ کیونکہ سب سے بڑی بات خرچ میں بچار ہنا ہے) اسمیں ضعفاء کے لئے اسباب کی حکمت کا بیان ہے۔

المتن قوله تعالیٰ واتقون قال العبد الضعیف هذا کالمقدمة الثانیة للامر بالزاد تقریر المطلوب ان الزاد سبب للتقوی والتقوی واجب ینتج ان الزاد سبب للواجب فهو واجب وهذا یتوقف علی ان مقدمة الواجب واجب فدلت الآیة بهذا الطریق علی ان مقدمة الواجب واجب وهذا اصل کبیر لکثیر من مسائل التصوف مما لم یذهب الیه اهل الظاهر لعدم دقة نظرهم انتهی القول۔

قوله تعالیٰ واتقون یا اولی الالباب (ترجمہ اور اے ذی عقل لوگو مجھسے ڈرتے رہو) یہ امر بالزاد کیلئے مثل مقدمہ ثانیہ کے ہے اور تقریر مطلوب کی یہ ہو کہ زاد سبب ہے تقوی کا اور تقوی واجب ہے نتیجہ یہ نکلا کہ زاد سبب ہے واجب کا پس وہ بھی واجب ہے اور یہ اسپر موقوف ہے کہ مقدمہ واجب کا واجب ہے پس اس طریق سے آیت اسپر دال ہوئی کہ مقدمہ واجب کا واجب ہے اور یہ تصوف کے مسائل کثیرہ کی اصل ہے جن کی طرف اہل ظاہر کی نظر اسلئے نہیں گئی کہ ان کی نظر دقیق نہیں ہے۔

المتن قوله تعالیٰ لیس علیکم جناح ان تبتغوا قال العبد الضعیف فیه دلالة علی ان الاستعانة بالدنیا علی الدین طاعة انتهی القول۔

قوله تعالیٰ لیس علیکم جناح ان تبتغوا (ترجمہ تمکو اس میں بھی ذرا گناہ نہیں کہ معاش کی تلاش کرو) اسمیں دلالت ہے اسپر کہ دنیا سے دین پر استعانت کرنا بھی طاعت ہے۔

المتن قوله تعالیٰ فاذکروا الله کذکرکم آباءکم قال العبد الضعیف فیه اصل لتشبیه الحق بالخلق کتشبیه ذکره بذکرهم انتهی القول۔

قوله تعالیٰ فاذکروا الله کذکرکم آباءکم (ترجمہ تو حق تعالیٰ کا ذکر کیا کرو جس طرح تم اپنے آبا کا ذکر کیا کرتے ہو) اسمیں اصل ہے تشبیہ حق بالخلق کی جیسا یہاں ذکر حق کو ذکر خلق سے تشبیہ دی گئی۔

المتن قوله تعالیٰ ومن تاخر فلا اثم علیه قال العبد الضعیف فیه مساواة الرخصة للعزیمة اذا کان فیها مصلحة حیث ساوی بین عنوانی التعجیل والتاخیر انتهی القول۔

قوله تعالیٰ ومن تاخیر فلا اثم علیه (ترجمہ اور جو شخص دو دن میں تاخیر کرے اسپر بھی کچھ گناہ نہیں) اسمیں رخصت کا عزیمت کے ساتھ مساوی ہونا ہے جبکہ اسمیں کچھ مصلحت ہو چنانچہ یہاں تعجیل وتاخیر میں مساواۃ فرمائی۔

المتن قوله تعالیٰ واذا قیل له اتق الله قال العبد الضعیف فیه اصل لترک الوعظ للمتکبرین انتہی القول

المتن قوله تعالیٰ ومن الناس من یشری الخ قال العبد الضعیف فیه فناء النفس فان حاصله ترک دواعیها انتہی القول۔

المتن قوله تعالیٰ ولا تتبعوا خطوات الشیطان قال العبد الضعیف فیه بعد اعتبار سبب النزول اصل لتشدد الصوفیة علی الناشئ دون الاعمال انتہی القول

المتن قوله تعالیٰ هل ینظرون الا ان یأتیهم الله فی ظلل من الغمام الآیة (قال بعد ذکر توجیهات لاتیان الله تعالیٰ) ولا یخفی ان من علم ان الله تعالیٰ ان یظهر بما شاء وکیف شاء ومتی شاء وانه فی حال ظهوره باق علی اطلاقه حتی عن قید الاطلاق ومنزه عن التقیید مبرأ عن التعدد کما ذهب الیه سلف الامة وارباب القلوب من ساداتنا الصوفیة قدس الله تعالیٰ اسرارهم لم یحتج الی هذه التکلفات ولم یحم حول هذه التاویلات (فدل الآیة علی صحة مسئلة المظهریة)

الحاشیة قوله تعالیٰ ومن الناس من یعجبک قوله فی الحیوة الدنیا الی قوله تعالیٰ الا ان نصر الله قریب ومن باب الاشارة فی الآیات ومن الناس من یعجبک قوله فی الحیوة الدنیا یدعی المحبة ویتکلم فی دقائق الاسرار ویظهر خصائص الاحوال وهو فی مقام النفس الامارة ویشهد الله علی ما فی قبله

قوله تعالیٰ واذا قیل له اتق الله الخ (ترجمہ اور جب اس کو کوئی کہتا ہے کہ خدا کا تو خوف کر الخ) اسمیں اصل ہے متکبرین کو وعظ ونصیحت نہ کرنے کی۔

قوله تعالیٰ ومن الناس من یشری الخ (ترجمہ اور بعضا آدمی ایسا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی میں اپنی جان تک صرف کر ڈالتا ہے) اسمیں فنائے نفس پر دلالت ہے کیونکہ اس کا حاصل دواعی نفس کا ترک کرنا ہے۔

قوله تعالیٰ ولا تتبعوا خطوات الشیطان (ترجمہ اور شیطان کے قدم بقدم مت چلو) سبب نزول کے لحاظ کرنیکے بعد اسمیں اصل ہے صوفیہ کے تشدد کرنے کے اعمال سے زیادہ مناشئ اعمال میں

قوله تعالیٰ هل ینظرون الا ان یأتیهم الله فی ظلل من الغمام (ترجمہ یہ لوگ صرف اس امر کے منتظر ہیں کہ حق تعالیٰ اور فرشتے بادل کے سائبانوں میں ان کے پاس آویں) اس آیت کی توجیہ میں جو تاویلات مذکور ومشہور ہیں ظاہر ہے کہ اگر کوئی اسکا قائل ہوجاوے کہ حق تعالیٰ جسطرح چاہے ظہور فرما سکتا ہے اور وہ عین حالت ظہور میں بھی اپنے اطلاق پر باقی ہے یہاں تک کہ قید اطلاق سے بھی مطلق ومنزہ ہے جیسا کہ سلف امت کا مذہب تھا اور جیسا کہ حضرات صوفیہ کا مسلک ہے تو وہ شخص ان تاویلات وتکلفات کا محتاج نہ ہوگا پس آیت دلیل ہے مسئلہ مظہریت کی صحیح ہونے پر۔

قوله تعالیٰ ومن الناس من یعجبک قوله فی الحیوة الدنیا (ترجمہ اور بعضا آدمی ایسا بھی ہے کہ آپکو اس کی گفتگو جو محض دنیوی غرض سے ہوتی ہے مزہ دار معلوم ہوتی ہے) اسی مدعی محبت وعقیدت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے مشابہ اس شخص کی حالت ہے جو محبت الٰہیہ کا دعوی کرتا ہے اور دقائق اسرار میں کلام کرتا ہے اور احوال خاصہ کو ظاہر کرتا ہے حالانکہ بالکل کاذب ہے

من المعارف والاخلاص بزعمه وهو الد الخصام شدید الخصومة لاهل الله تعالیٰ فی نفس الامر واذا تولی

سعی فی الارض لیفسد فیہا بالقاء الشبہۃ علی ضعفاء المریدین ویہلک الحرث ویفسد بجمل تمویہاتہ زرع الایمان الثابت فی ریاض قلوب السالکین ویقطع نسل المرشدین واللہ لا یحب الفساد فکیف یدعی ھذا الکاذب محبۃ اللہ ویرتکب ما لا یحبہ واذا قیل لہ اتق اللہ حملتہ الحمیۃ النفسانیۃ حمیۃ الجاھلیۃ علی الاثم لجاجا وحبا لظہور نفسہ وزعما منہ انما اعلم باللہ منی انہ من ناصحہ فحسبہ جھنم ای یکفیہ حبسہ فی سجین الطبیعۃ وظلماتھا وھذہ صفۃ اکثر ارباب الرسوم الذین حجبوا عن ادراک الحقائق بما معہم من العلوم ومن الناس من یبذل نفسہ فی سلوک سبیل اللہ طلبا لرضاہ ولا یلتفت الی القال والقیل ولا یغلوا لدبہ فی طلب مولاہ الجلیل۔

یا ایھا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم وتسلیم الوجود للہ تعالی والخمود تحت مجاری القدرۃ کلکم وعلیکم کافۃ فان زللتم عن مقام التسلیم والرضاء بالقضاء

قولہ تعالی یا ایھا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم (ترجمہ اے ایمان والو اسلام میں پورے پورے داخل ہو) اسمیں اپنی ہستی کو حق تعالی کی طرف تسلیم کر دینے پر دلالت

من بعد ما جاءتکم دلائل تجلیات الافعال والصفات فاعلموا ان اللہ عزیز غالب یقہرکم حکیم لا یقہر الا علی مقتضی الحکمۃ ھل ینظرون الا ان یتجلی اللہ سبحانہ فی ظلل صفات قہریۃ من جملۃ تجلیات الصفات وصور ملائکۃ القوی السماویۃ وقضی الامر موصول کل الی ما سبق لہ فی الازل والی اللہ ترجع الامور بالفناء کان الناس امۃ علی الفطرۃ ودین الحق فی عالم الاجمال ثم اختلفوا فی النشاءۃ بحسب اختلاف طبائعھم وغلبۃ صفات نفوسھم واحتجاب کل بمادۃ بدنہ فبعث اللہ النبیین لیدعوھم من الخلاف الی الوفاق ومن الکثرۃ الی الوحدۃ ومن العداوۃ الی المحبۃ فتفرقوا وتحزبوا وتمیزوا فالسفلیون ازدادوا خلافا وعنادا والعلویون ھداھم اللہ تعالی الی الحق وسلکوا الصراط المستقیم ام حسبتم ان تدخلوا جنۃ المشاھدۃ ومجالس الانس بنور المکاشفۃ ولما یأتکم حال السالکین قبلکم مستھم باساء الفقر وضراء المجاھدۃ وکسر النفس بالعبادۃ حتی تضجروا من طول مدۃ الحجاب وقیل صبرھم عن مشاھدۃ الجمال وطلبوا نصر اللہ تعالی بالتجلی فاجیبوا اذ بلغ السیل الربی وقیل لھم الا ان نصر اللہ برفع الحجاب وظہور آثار الجمال قریب فمن بذل نفسہ وصرف عن غیر مولاہ حسہ وتحمل المشاق بسیف الاسواق ؎

ومن لم یمت فی حبہ لم یعش بہ　　　　ودون اجتناء النحل ما جنت النحل

المتن قولہ تعالی ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ وفی الآیۃ رمز الی ان الوصول الی الجناب الاقدس لا یتیسر الا برفض اللذات ومطابدۃ المشاق کما ینبئ عنہ خبر حفت الجنۃ بالمکارہ وحفت النار بالشھوات واخرج الحاکم وصححہ عن ابی مالک قال قال رسول اللہ

قولہ تعالی ام حسبتم ان تدخلوا الجنۃ (ترجمہ کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ جنت میں جا داخل ہوگے) اس آیت میں اس طرف اشارہ ہے کہ بارگاہ قدس تک رسائی بدون ترک لذات وتحمل مجاہدات میسر نہیں اور حدیث حفت الجنۃ بالمکارہ سے اسکی تائید ہوتی ہے۔

صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ تعالیٰ لیجرب احدکم بالبلاء وھو اعلم بہ کما یجرب احدکم ذھبہ بالنار فمنہم من یخرج کالذھب الابریز فذلک الذی نجاہ اللہ تعالیٰ من السیئات ومنہم من یخرج کالذھب الاسود فذلک الذی قد افتتن ۔

المتن قولہ تعالیٰ حتی یقول الرسول قال العبد الضعیف فیہ اثبات الطبائع للکاملین انتہی القول

قولہ تعالیٰ حتی یقول الرسول والذین آمنوا معہ متی نصر اللہ (ترجمہ کہ پیغمبر تک اور جو اُن کے ہمراہ اہل ایمان تھے بول اُٹھے کہ اللہ تعالیٰ کی امداد کب ہوگی) اس آیت میں اسپر دلالت ہے کہ امور طبعیہ کاملین میں بھی رہتے ہیں یہاں تک کہ انبیاء کا گھبرا کر استعجال نصرت اس آیت میں مذکور ہے ۔

المتن قولہ تعالیٰ عسیٰ ان تکرھوا شیئا قال العبد الضعیف عام للقبض انتہی القول ۔

قولہ تعالیٰ عسیٰ ان تکرھوا شیئا وھو خیر لکم (ترجمہ یہ ممکن ہے کہ تم کسی امر کو گراں سمجھو اور وہ تمھاری حق میں خیر ہو) یہ لفظ شی قبض کو بھی عام ہے (پس اُسمیں بھی منافع ہوتے ہیں) ۔

المتن ۔ قولہ تعالیٰ قل العفو قال العبد الضعیف فیہ اصل لعدم الادخار انتہی القول

قولہ تعالیٰ قل العفو (ترجمہ آپ فرما دیجئے کہ جتنا آسان ہو) اسمیں اصل ہے ذخیرہ نہ رکھنے کی (جیسا بہت سے بزرگوں کا مذاق ہوا ہے)

المتن قولہ تعالیٰ فان فاؤا قال العبد الضعیف ای الی النکاح ففیہ دلالۃ الی ان النکاح لا ینافی الفقر انتہی القول ۔

قولہ تعالیٰ فان فاؤا الخ (ترجمہ سو اگر یہ لوگ رجوع کریں) مراد رجوع الی النکاح ہے ۔ پس یہ دال ہوا اسپر کہ نکاح منافی نہیں درویشی کے ۔

المتن قولہ تعالیٰ الطلاق مرتان قال العبد الضعیف فیہ دلالۃ علے ان التعجیل فی ترک التعلقات خلاف المصلحۃ فانہ قد یعرض الندامۃ انتہی القول

قولہ تعالیٰ الطلاق مرتان ای مرۃ بعد مرۃ (ترجمہ وہ طلاق دو مرتبہ ہے) اسمیں اسپر دلالت ہو کہ ترک تعلقات میں تعجیل کرنا خلاف مصلحت ہے کیونکہ اسمیں کبھی ندامت ہوتی ہے ۔

المتن قولہ تعالیٰ ولا تمسکوھن ضرارا لتعتدوا قال العبد الضعیف فیہ ان ما افضی الی المذموم مذموم وھذا اصل کبیر لکثیر من فروع التصوف انتہی القول

قولہ تعالیٰ ولا تمسکوھن ضرارا لتعتدوا (ترجمہ اور اُن کو تکلیف پہونچانے کی غرض سے مت رکھو) اسمیں اسپر دلالت ہے کہ جو امر مفضی الی المذموم ہو وہ مذموم ہے چنانچہ امساک بغرض اعتدا سے نہی فرمائی اور یہ تصوف کی فروع کثیرہ کی اصل ہے ۔

المتن قولہ تعالیٰ فلا تعضلوھن الی قولہ ذلکم ازکی لکم قال العبد الضعیف فیہ ان المباح لا ینبغی التشدد فی المنع عنہ اذا لم یفض الی مفسدۃ لا سیما اذا افضی الامتناع عنہ الی مفسدۃ انتہی القول ۔

قولہ تعالیٰ فلا تعضلوھن الی قولہ ذلکم ازکی لکم (ترجمہ تو تم اُن کو اس امر سے مت روکو کہ وہ اپنے شوہروں سے نکاح کریں الخ) اسمیں اسپر دلالت ہو کہ امر مباح سے منع کرنے میں تشدد نہ کیا جاوے جب اُس مباح میں کوئی مفسدہ نہو اور خصوص جبکہ اُسکے ترک میں کوئی مفسدہ ہو ۔

المتن قوله تعالیٰ ولا جناح علیکم فیما عرضتم الآیة قال العبد الضعیف فیه دلالة علی رعایة ضعف الطالب فی الامر بالمجاهدة انتهی القول۔

قوله تعالیٰ - ولا جناح علیکم فیما عرضتم (ترجمہ اور تم پر کوئی گناہ نہیں ہوگا جو ان مذکورہ عورتوں کو پیغام دینے کے بارے میں کوئی بات اشارۃً کہو) اسمیں اسپر دلالت ہے کہ امر بالمجاہدہ میں طالب کے ضعف کی رعایت ضروری ہے۔

المتن قوله تعالیٰ وان تعفوا اقرب قال العبد الضعیف فیه تعلیم علو الهمة وترک الاسراف انتهی القول

قوله تعالیٰ وان تعفوا اقرب للتقوی (ترجمہ اور تمہارا معاف کردینا تقوی سے زیادہ قریب ہے) اسمیں تعلیم ہے علو ہمت اور ترک اسراف کی (کہ مردوں کو ترغیب دی تکمیل مہر کی اور یہ کہ عورتوں کے معاف کرنیکا انتظار نہ کریں)

المتن - قوله تعالیٰ فرجالا او رکبانا قال العبد الضعیف فیه التخفیف فی الاعمال عددًا وهیئةً انتهی القول

قوله تعالیٰ فرجالا او رکبانا (ترجمہ تو کھڑے کھڑے یا سواری پر چڑھے چڑھے) اسمیں اصل ہے تخفیف اعمال کی عدداً بھی اور ہیئۃً بھی (کہ سفر میں قصر ہوا اور ہیئت میں توسع ہوگیا)

الحاشیة قوله تعالیٰ والله یقبض ویبسط والیه ترجعون قال العبد الضعیف دل عموم الالفاظ علی ان المرجع فی القبض والبسط هو الله تعالیٰ فکلاهما محمود لکونه موصلا الی الله تعالیٰ ومرآة لظهور تجلیاته تعالیٰ انتهی القول

قوله تعالیٰ - والله یقبض ویبسط والیه ترجعون۔ (ترجمہ اور اللہ کمی کرتے ہیں فراخی کرتے ہیں) اسمیں اس طرف بھی رمز ہے کہ مرجع قبض اور بسط دونوں میں حق تعالیٰ ہیں کیونکہ دونوں موصل الی اللہ اور اسکے ظہور تجلیات کے آئینے ہیں بس دونوں محمود ہیں۔

المتن - قوله تعالیٰ یأتیکم التابوت قال العبد الضعیف فیه التبرک بآثار الصالحین انتهی القول۔

قوله تعالیٰ یاتیکم التابوت فیه سکینة (ترجمہ تمہارے پاس وہ صندوق آجاویگا جسمیں تسکین کی چیز ہے) اسمیں اصل ہے آثار صالحین سے برکت حاصل کرنے کی۔

المتن قوله تعالیٰ تلک الرسل الخ قال العبد الضعیف فیه ان لا یفضل بعض الاولیاء ولا یرجحه علی بعض بالرأی المحض ویجوز ذکر الفضائل لقوله تعالیٰ منهم من کلم الله الخ انتهی القول۔

قوله تعالیٰ تلک الرسل الخ (ترجمہ یہ حضرات مرسلین ایسے ہیں الخ) اسمیں دلالت ہے اسپر کہ بعض اولیاء کو بعض اولیاء کو بعض پر رائے محض سے ترجیح دینا نہ چاہئے البتہ انکے واقعات ذکر کردینا جائز ہے جیسا کہ یہاں مذکور ہے منهم من کلم الله الخ

المتن قوله تعالیٰ لا انفصام لها قال العبد الضعیف دلیل علی عدم قطع النسبة بعد حصولها انتهی القول

قوله تعالیٰ لا انفصام لها (ترجمہ جسکو کسی طرح شکستگی نہیں) اسمیں دلیل ہے اسپر کہ نسبت مع اللہ (جوکہ عروہ وثقی ہے) حصول کے بعد منقطع نہیں ہوتی۔

المتن قوله تعالیٰ الله ولی الذین آمنوا قال العبد الضعیف فیه اثبات الولایة العامة انتهی القول۔

قوله تعالیٰ الله ولی الذین آمنوا (ترجمہ اللہ تعالیٰ ساتھی ہے ان لوگوں کا جو ایمان لائے) اسمیں اثبات ہے ولایت عامہ کا۔

المتن قوله تعالى اذ قال ابراهيم ربي الذي يحيي الخ قال العبد الضعيف فيه ان المحاجة اذا احتيج اليها لضرورة الدين لا ينافي التجريد والتفريد خصوصاً للكامل وفيه ايضاً ابطال المداهنة انتهى القول ۔

قولہ تعالیٰ اذ قال ابراهيم ربي الذي يحيي الخ (ترجمہ جب ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا رب ایسا ہے کہ جلاتا ہے)۔ اسمیں دلالت ہے اسپر کہ مباحثہ کرنا جبکہ ضرورت دینیہ داعی ہو تجرید و تفرید کے منافی نہیں خصوص کامل کے لئے و نیز اس میں ابطال ہے مداہنت کا۔

المتن قوله تعالى قال بلى ولكن ليطمئن قلبي قال العبد الضعيف عدم السكون لا ينافي الايمان والعرفان و هذه الطمانية كانت مناسبة لمقام النبوة وهي فوق الطمانية التي هي مناسبة لمقام الصديقية التي لم تكن مفقودة له ولا الاولى متحققة للصديقين ابداً فلا يلزم مزية القائل لو كشف لي الغطاء ما ازددت يقيناً اي طمانية على الخليل عليه السلام فان هذه الطمانية هي التي هي مناسبة لمقام الصديقية ولم يكن الخليل عليه السلام فاقداً لها قط ولا طالباً لها انتهى القول ۔

قولہ تعالیٰ قال بلى ولكن ليطمئن قلبي (ترجمہ انھوں نے عرض کیا کہ یقین کیوں نہ لاتا ولیکن اس غرض سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ میرے قلب کو سکون ہوجاوے) اسمیں یہ مسئلہ مذکور ہے کہ عدم سکون کو ایمان و عرفان سے منافاۃ نہیں اور یہ طمانیت مقام نبوت کے مناسب تھی اور یہ اُس طمانیت سے فوق ہے جو کہ مقام صدیقیۃ و ولایت کے مناسب ہے جو آن سے مفقود نہ تھی اور نہ پہلی طمانیت صدیقین کو کبھی میسر ہے پس جس بزرگ کا قول ہے لو كشف لي الغطاء ما ازددت يقيناً اي طمانية اُس قائل کا حضرت خلیل علیہ السلام سے افضل ہونا لازم نہیں آتا کیونکہ یہ وہ طمانیت ہے جو مقام صدیقیت کے مناسب ہے اور حضرت خلیل علیہ السلام نہ اسکے فاقد تھے اور نہ اسکے طالب ۔

الحاشيه قوله تعالى فخذ اربعة من الطير فصل يقال اشار سبحانه بالاربعة من الطير الى القوى الاربعة التي تمنع العبد عن مقام العيان وشهود الحياة الحقيقية وورد في اثر انها كانت طاوساً وديكاً وغراباً وحمامة ولعل الطاوس اشارة الى العجب والديك الى الشهوة والغراب الى الحرص والحمامة الى حب الدنيا لانها الوكر والبرج وفي اثر بدل الحمامة بطة وفي آخر نسر وكان الاول اشارة الى الشره الغالب والثاني الى طول الامل ۔

قولہ تعالیٰ فخذ اربعة من الطير الخ (ترجمہ اچھا تو تم چار پرندے لے لو) اسمیں اشارہ ہے چار قوی کی طرف جو معاینہ و حیات حقیقیہ سے مانع ہیں سو طاؤس سے عجب کی طرف اور مرغ سے شہوت کی طرف اور غراب سے حرص کی طرف اور کبوتر سے حب دنیا کی طرف جیسا کہ وہ اپنے آشیانہ سے مانوس ہوتا ہے اور بعض آثار میں بجائے کبوتر کے بط اور بعض میں کرگس آیا ہے اول اشارہ ہے حرص غالب کی طرف اور ثانی طول امل کی طرف (پس ان کا افنا مجاہدہ کا طریق ہے)

ومعنى فصرهن اليك ضمهن واملهن اليك بضبطها ومنعها الى الخروج الى طلب لذاتها والشروع الى مالوفاتها وفي الاثر انه عليه السلام امر بان يذبحها وينتف ريشها ويخلط لحومها ودماءها بالدق ويحفظ رؤسها عنده اي يمنعها عن افعالها ويزيل هيئاتها عن النفس ويقمع دواعيها وطبائعها وعاداتها بالرياضة

وبقي اصولها فيه ثم امران يجعل على كل جبل من الجبال التي حضرته وهي العناصر الاربعة التي هي اركان بدن له جزأ منهن وكانه عليه الصلوة والسلام امر بقطعها واماتتها حتى لا يبقى الا اصولها المركوزة في الوجود و للمواد المعدة في طبائع العناصر التي هي فيه وفي رواية ان الجبال كانت سبعة فعلى هذا يشير بها الى الاعضاء السبعة التي هي اجزاء البدن وفي اخرى انها كانت عشرة وعليها ربما تكون اشارة الى الحواس الظاهرة والباطنة واشار سبحانه بالامر بالدعاء الى انه اذا كانت هاتيك الصفات حية بحياتها كانت غير منقادة وحشية ممتنعة عن قبول الامر فاذا قتلت كانت حية بالحيوة الحقيقية الموهوبة بعد الفناء والمحو وهي حياة العبد وعند ذلك تكون مطيعة منقادة متى دعيت اتت سعيا وامتثلت طوعا وذلك هو الفوز العظيم

المتن قوله تعالى لا تبطلوا صدقاتكم بالمن والاذى

قال العبد الضعيف فيه ذم المن على المريد بلا مصلحة[111] انتهى القول

قوله تعالى لا تبطلوا صدقاتكم بالمن والاذى (ترجمہ اے ایمان والو تم احسان جتلا کر یا ایذا پہونچا کر اپنی خیرات کو برباد مت کرو) اسمیں بالحاق افادہ بالتصدق دلالت[111] ہے کہ مرید پر بلا مصلحت احسان جتلانا مذموم ہے۔

المتن قوله تعالى رئاء الناس قال العبد الضعيف فيه ذم الرياء[112] انتهى القول۔

قوله تعالى رئاء الناس (ترجمہ لوگوں کو دکھلانے کی غرض سے) اسمیں مذمت[112] ہے ریا کی۔

المتن قوله تعالى وتثبيتا من انفسهم قال العبد الضعيف دليل ان الاعمال كما تقصد للاجر تقصد لاصلاح النفس[113] انتهى القول۔

قوله تعالى وتثبيتا من انفسهم (ترجمہ اور اس غرض سے کہ اپنے نفسوں میں پختگی پیدا کریں) اسمیں دلیل ہے کہ اعمال صالحہ جسطرح اجر مقصود ہوتا ہے اسی طرح اصلاح[113] نفس بھی اُن سے مقصود ہے

المتن قوله تعالى الشيطان يعدكم الفقر الى قوله ومن يؤت الخ قال العبد الضعيف فيه العلاج بالعلم كالعلاج بالعمل[114] فيما قبله من قوله تعالى انفقوا انتهى القول

قوله تعالى الشيطان يعدكم الفقر الى قوله ومن يؤت الخ (ترجمہ شیطان تم کو محتاجی سے ڈراتا ہے الخ) اسمیں بخل[114] کا علاج ہے علم سے جیسا اسکے ماقبل میں علاج ہے عمل سے۔

المتن قوله تعالى ان تبدوا الصدقات الى قوله خيركم قال العبد الضعيف فيه الخيار في الجهر والاسرار[115] للعمل والذكر مع فضل الاسرار في نفسه اذا لم يكن في مقابلة مصلحة انتهى القول۔

قوله تعالى ان تبدوا الصدقات الى قوله خيركم (ترجمہ اگر تم ظاہر کرکے دو صدقوں کو تب بھی اچھی بات ہے اور اگر اُن کا اخفا کرو اور فقیروں کو دیدو تو یہ اخفا تمھارے لئے زیادہ بہتر ہے) اسمیں یہ مسئلہ[115] ہے کہ عمل کے اعلان واخفا میں اختیار ہے اور ساتھ ہی اخفا کی افضلیت بھی ہے جب اعلان میں کوئی خاص مصلحت نہو

المتن قوله تعالى ليس عليك هداهم قال العبد الضعيف فيه عدم[116] التصدي وترك

قوله تعالى ليس عليك هداهم (ترجمہ ان کو ہدایت پر لے آنا کچھ آپ کے ذمہ نہیں) اسمیں اسپر دلالت[116] ہے کہ کسی

المبالغة فی التدبیر انتهی القول۔

زیادہ درپے نہو اور تدبیر میں زیادہ مبالغہ نہ کرے (کیونکہ عدم تصدق علی الکفار کا بطور تدبیر کے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے امر فرمایا تھا)

المتن قوله تعالیٰ وما تنفقوا من خیر فلانفسکم وما تنفقون الا ابتغاء وجه الله قال العبد الضعیف فیه ان ارادة الثواب لاینافی الخلوص لله تعالیٰ کما یزعمه الجهلة انتهی القول

قوله تعالیٰ وما تنفقوا من خیر فلانفسکم وما تنفقون الا ابتغاء وجه الله (ترجمہ اور جو کچھ تم خرچ کرتے ہو اپنے فائدہ کی غرض سے کرتے ہو اور تم اور کسی غرض سے خرچ نہیں کرتے بجز رضا جوئی ذات پاک حق تعالیٰ کی) اسمیں دلیل ہے اسپر کہ ثواب کا قصد کرنا خلوص للہ کے منافی نہیں جیسا بعض جہلا صوفیہ نے سمجھا ہے (چنانچہ آیت میں دونوں قصد کو جمع فرمایا ہے)

المتن قوله تعالیٰ احصروا قال العبد الضعیف فیه اولویة ترک اسباب المعیشة للفقیر المشتغل بالاٰخرة وان لم یتنافیا انتهی القول۔

قوله تعالیٰ احصروا فی سبیل الله الخ (ترجمہ مقید ہوگئے ہوں اللہ کی راہ میں) اسمیں دلیل ہے کہ فقیر مشتغل بالآخرۃ کو اسباب معیشت کا ترک کرنا اولیٰ ہے اگرچہ اس اشتغال و کسب میں کچھ تنافی بھی نہ ہو۔

المتن قوله تعالیٰ یحسبهم الجاهل اغنیاء قال العبد الضعیف فیه عدم التزیی بزی خاص یتمیز به عن العوام انتهی القول۔

قوله تعالیٰ یحسبهم الجاهل اغنیاء الخ (ترجمہ ناواقف انکو تونگر خیال کرتا ہے) اسمیں اصل ہے اسکی کہ ایسی کوئی خاص وضع نہ بنائے جس سے عوام اہل دنیا سے ممتاز ہو۔

المتن قوله تعالیٰ فاکتبوه قال العبد الضعیف فیه ان اصلاح نظام المعاشرات والعادات لاینافی الطریق انتهی القول۔

قوله تعالیٰ فاکتبوه (ترجمہ اسکو لکھ لیا کرو) اسمیں ثبوت ہے اس کا کہ معاشرات و عادات کے نظام کی اصلاح طریق کے منافی نہیں۔

المتن قوله تعالیٰ اٰثم قلبه قال العبد الضعیف فیه ان المدار علی القلب انتهی القول

قوله تعالیٰ فانه اٰثم قلبه (ترجمہ اس کا قلب گنہگار ہوگا) اسمیں دلالت ہے اسپر کہ اصل مدار قلب پر ہے۔

المتن قوله تعالیٰ وان تبدوا ما فی انفسکم الخ قال العبد الضعیف فیه تحقیق حکم اعمال القلوب انتهی القول

قوله تعالیٰ وان تبدوا ما فی انفسکم الخ (ترجمہ اور جو باتیں تمہارے نفسوں میں ہیں انکو اگر تم ظاہر کرو گے الخ) اسمیں تحقیق ہے حکم اعمال قلوب کی۔

المتن قوله تعالیٰ لانفرق بین احد من رسله قال العبد الضعیف فیه انه کذلک لایفرق بین الاولیاء انتهی القول۔

قوله تعالیٰ لانفرق بین احد من رسله (ترجمہ ہم انکے پیغمبروں میں سے کسی میں تفریق نہیں کرتے) اسی پر قیاس کیا جاتا ہے کہ اولیاء میں بھی تفریق نہ کریں (کہ ایک سے اعتقاد رکھو دوسرے کا انکار کریں)

المتن قوله تعالیٰ لایکلف الله نفسا الخ قال العبد الضعیف فیه رعایة حال الطالب فی المجاهدة انتهی القول۔

قوله تعالیٰ لایکلف الله نفسا الا وسعها (ترجمہ اللہ تعالیٰ کسی شخص کو مکلف نہیں بناتا مگر اسی کا جو اسکی طاقت میں ہو) اسمیں دلالت ہے کہ مجاہدہ میں حال طالب کی رعایت رکھنا چاہیے۔

(باقی آئندہ)

الحاشیہ قولہ تعالیٰ آمن الرسول الکامل الاکمل بما انزل الیہ من ربہ ای صدقہ بقبولہ والتخلق بہ فقد کان خلقہ صلی اللہ علیہ وسلم القران والترقی بمقاماتہ

قولہ تعالیٰ آمن الرسول الخ (ترجمہ اعتقاد رکھتے ہیں رسول الخ) باوجود آپ کے کامل اکمل ہونے کے آپ کے لئے ایمان یعنی کمال زائد کا حکم فرمانا اس پر دلیل ہے کہ ترقی کی انتہا نہیں۔

والتحقق بہ والمؤمنون کل آمن باللہ وحدہ مشاھدۃ حین لم یروا فی الوجود سواہ وملٰئکتہ وکتبہ ورسلہ حین رجوعھم الی مشاھدتھم تلک الکثرۃ مظاھر الوحدۃ یقولون لا نفرق بین احد من رسلہ برد بعض وقبول بعض لمشاھدۃ الحق فیھم بالحق وقالوا سمعنا اجنابنا ربنا فی کتبہ ورسلہ ونزول ملٰئکتہ واستقمنا فی سیرنا غفرانک ربنا ای اغفر وجوداتنا وصفاتنا واستر ذلک بوجودک وصفاتک فمنک المبدأ والیک المصیر بالفناء فیک

لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا الا ما یسعھا ولا یضیق بہ طوقھا واستعدادھا من التجلیات لھا ما کسبت من الخیر والکمالات والکشوف۔

(من الحاشیہ) قولہ تعالیٰ لا یکلف اللہ نفسا الا وسعھا یعنی بقدر طاقت واستعداد ہی تجلیات کا ورود ہوتا ہے جس سے تنگی نہ ہو۔

سواء کان ذلک باعتمال اولغیر اعتمال وعلیھا ما اکتسبت وتوجھت الیہ بالقصد من السوء ربنا لا تؤاخذنا ان نسینا عھدک بمیلنا الی ظلمۃ الطبیعۃ او اخطأنا بالعمل علی غیر الوجہ اللائق بحضرتک ربنا ولا تحمل علینا اصرا وھو عباء الصفات والافعال الحاسبۃ للقلوب من معاینۃ الغیوب کما حملتہ علی الذین من قبلنا من المحتجبین بظواھر الافعال او بواطن الصفات ربنا ولا تحملنا ما لا طاقۃ لنا بہ من ثقل الھجران والحرمان عن وصالک ومشاھدۃ جمالک بحجب جلالک واعف عنا سیئات افعالنا وصفاتنا فانھا سیئات حجبتنا عنک وحرمتنا برد وصالک ولذۃ رضوانک واغفر لنا ذنوب وجودنا فانہ اکبر الکبائر وارحمنا بالوجود الموھوب بعد الفناء انت مولانا ای سیدنا ومتولی امورنا لانا مظاھرک وآثار قدرتک فانصرنا علی القوم الکفرین من قوی نفوسنا الامارۃ وصفاتھا وجنود شیاطین اوھامنا المحجوبین عنک الحاجبین ایانا لکفرھم وظلمتھم۔

قد تمت سورۃ البقرۃ وتتلیھا سورۃ آل عمران ان شاء اللہ تعالیٰ۔

سورۂ بقرہ تمام ہوئی اور اس کے بعد سورہ آل عمران آتی ہے ان شاء اللہ تعالیٰ۔

ملحقۃ من رسالۃ التائید المذکور فی آخر التمھید

اضافہ از رسالۂ تائید مذکورہ آخر تمہید

سورۃ البقرۃ قولہ تعالیٰ واللہ محیط بالکفرین

سورۃ البقرۃ۔ قولہ تعالیٰ واللہ محیط بالکافرین

عہ وھذا التمھید ھا بسم اللہ الرحمن الرحیم حمدا وسلاما دائمین اعلم وفقنی ووفقک اللہ تعالیٰ لمعرفۃ الحقیقۃ والتحقق بہا

(بقیہ برصفحہ ۳۴)

عہ اور اس حاشیہ میں اس رسالہ کی تمہید کا ترجمہ نقل کیا جاتا ہے ہم حمد کرتے ہیں ہمیشہ کیلئے اور سلام بھیجتے ہیں ہمیشہ کے لئے جان تو خدا تعالیٰ ہم

(بقیہ برصفحہ ۳۴)

وقال فی آیات اخر وکان اللّٰہ بکل شیٔ محیطا وان ربی بما تعملون محیط وان ربك احاط بالناس والله بما يعملون محيط وهذه الآيات كلها دالة على صحة قول من يقول من العلماء الصوفية ان الله تعالى بكل مكان غير انهم لا يعلمون كيفية كون مكان الله (اى يقولون بالاحاطة الذاتية لا محض الاحاطة الصفاتية كاهل الظاهر) وليس من ضرورة الاحاطة ان يكون المحيط والمحاط عليه جسما وان تفسير الاحاطة ان لا يكون المحاط عليه بعيدا من المحيط ولا المحيط بعيد امنه ثم ان ذلك مشهور بين مشائخ الصوفية نحو جنيدؒ والشبلیؒ وابن عطاءؒ وغيرهم روى عن جنيدؒ انه تكلم عنده رجل فاشار الى السماء فقال لا تشر الى السماء فانه معك فهذا دليل على انه لا خصص مكان الله تعالى بالعرش ولا بجهة دون جهة فافهم (ويكون الاستواء على العرش متشابها اوما ولا على اختلاف المسلكين وورد فى الحديث اطلاق المكان حيث قال وارتفاع مكانى)

اور اللہ تعالیٰ سب کافروں کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور دوسری آیتوں میں ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہر شے کو گھیرے ہوئے ہے۔ اور بلا شبہ میرا پروردگار اُن کے اعمال کو گھیرے ہوئے ہے اور بلا شبہ آپکے رب نے سب لوگوں کو گھیر رکھا ہے اور خدا تعالیٰ نے اُن کے پاس کی چیزوں کو گھیر رکھا ہے اور یہ سب آیتیں اُن لوگوں کے قول کی صحت پر دال ہیں جنھوں نے علماء صوفیہ میں سے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہے مگر لوگوں کو خدا تعالیٰ کے ہر مکان میں ہونے کی کیفیت معلوم نہیں (یعنی یہ حضرات احاطہ ذاتیہ کے بھی قائل ہیں اور اہل ظاہر کی طرح صرف احاطہ صفاتیہ ہی کے قائل نہیں) اور احاطہ کیلئے یہ ضرور نہیں کہ محیط اور محاط دونوں جسم ہوں تفسیر احاطہ کی صرف یہی ہے کہ محاط محیط سے بعید نہ ہو اور نہ محیط محاط سے بعید ہو۔ پھر (جاننا چاہیئے کہ) یہ قول جمیع مشائخ صوفیہ میں جیسے جنیدؒ اور شبلیؒ اور ابن عطاءؒ وغیرہ مشہور ہے جنیدؒ سے منقول ہے کہ کسی شخص نے آپ کے سامنے اثنائے گفتگو میں آسمان کی طرف اشارہ کیا آپ نے فرمایا آسمان کی طرف اشارہ نہ کر کیونکہ وہ تیرے ساتھ ہے سو یہ دلیل ہے اس بات کی کہ حضرت جنیدؒ نے اللہ تعالیٰ کے مکان کو عرش کے ساتھ خاص نہیں کیا اور نہ ایک جہت کے ساتھ دوسری جہت کو چھوڑ کر خاص کیا خوب سمجھ لو (اور استواء علی العرش یا تو متشابہ ہوگا یا ماؤل ہوگا علی حسب اختلاف المسلکین اور حدیث میں لفظ مکان کا اطلاق آیا ہے جیسا کہ فرمایا اور قسم ہے میرے مکان کی بلندی کی)

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳) انی لما فرغت من تالیف رسالة حقيقة الطريقة اتفق لى بعد برهة من الزمان السفر الى بهار وفرحين مضى اربعة اشهر من سنة ۱۳۳۷ للهجرة فعثرت هناك على كتاب سماه الكاتب فى الفهرست شواهد احكام الصوفية من القران ففرحت بمطالعته لما رأيته موافقا للغرض من الرسالة المذكورة واستعرته من مالكه فاعارنيه بارك الله فيه فحملته معه الى الوطن ورأيت ان اضيفه اليها بعد تلخيصه لما فيه من الطول فى بعض المطالب خفاء الاستدلال فى بعضها وحيث مست حاجة الى تصرف فيه سوى التلخيص من زيادة قليلة او تغيير يسير احطته بقوسين وسميته بتائيد الحقيقة بالآيات العتيقة فبعونه ابتدأى والى المبلغ انتهائى ۱۲ منہ

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۳۳) اور مجھکو حقیقت کو پہچاننے اور اُسکے ساتھ متصف ہونیکی توفیق عنایت کرے کہ جب میں رسالہ حقیقة الطریقہ کے لکھنے سے فارغ ہوا تو ایک مدت کے بعد جبکہ ۱۳۳۷ھ کے چار مہینے گذر چکے تھے مجھکو سفر بہار و بیور کا اتفاق ہوا اور وہاں مجھکو ایک کتاب ملی جسکا نام کاتب نے فہرست میں شواہد احکام الصوفیہ من القرآن لکھا تھا اسکو دیکھکر میں خوش ہوا اسلئے کہ اسکو اپنی اس غرض کے موافق پایا جو رسالہ مذکورہ کے لکھنے سے تھی اور اسکو میں نے مالک سے عاریۃً طلب کیا انھوں نے مجھکو عاریۃً دیدی اللہ تعالیٰ انکا بھلا کرے پھر میں اسکو لیکر اپنے وطن آیا مناسب معلوم ہوا کہ اس کتاب کے بھی اسی رسالہ میں خلاصہ کرکے شامل کردوں کیونکہ اسکے بعض مضامین میں کسیقدر طوالت تھی اور بعض میں استدلال خفی تھا اسلئے خلاصہ کرنا پڑا اور اگر تلخیص کے علاوہ کسی اور تصرف کی مثلاً ایک دو لفظ بڑھا دینے یا کچھ تغیر تبدل کی ضرورت پیش آئی تو اسکو امتیاز کیلئے قوسین کے اندر محصور کردیا اور نام اسکا تائید الحقیقۃ بالآیات العتیقۃ رکھا ہے

قوله تعالیٰ ادخلوا فی السلم کافۃ اعلم ان السلم فی التصوف هو موت النفس عن الصفات الذمیمۃ وعن الدنیا والاخرۃ مع انہ حی قائم لا یتحرک ولا یسکن الا للہ تعالیٰ وما هو خلاف ذلک لیس بسلم لان الخصومۃ قائمۃ بعد ما لم تمت وشرطنا ان یکون ذلک السلم حال حیوتہ لان هذا خطاب الاحیاء فی الدنیا باقامۃ التکالیف دون اهل المقابر۔

قوله تعالیٰ ادخلوا فی السلم کافۃ جان لو کہ تسلیم تصوف میں یہ ہے کہ نفس صفات ذمیمہ اور دنیا و آخرت سے مرجاوے باوجودیکہ وہ زندہ اور باقی رہے حرکت کرے تو اللہ ہی کیلئے ساکت ہو تو اللہ ہی کے لئے اور جو اسکے خلاف ہو وہ تسلیم نہیں کیونکہ جتنی کسر نفس کے مرنے میں ہو اتنی ہی منازعت باقی ہے (اور یہ احتمال تسلیم کے خلاف ہے) اور ہمنے اس سلم کیلئے حالت حیوۃ میں ہونیکی شرط اسلئے کی کہ یہ خطاب احکام تکلیفی کے قائم رکھنے کا اُن لوگوں کو ہے جو دنیا میں زندہ ہیں اہل قبور کو نہیں۔

قوله تعالیٰ واللہ یقبض ویبسط یقبض احیاءہ عن کل ما سواہ ویبسطهم الیہ وهو الجذبۃ فافهم (یعنی ان الآیۃ لعموم لفظها یشمل هذا القبض والبسط کما انها تشمل قبض الواردات وبسطها ایضاً)

قوله تعالیٰ واللہ یقبض ویبسط یعنی اللہ تعالیٰ سمیٹ لیتا ہے اور پھیلا دیتا ہے اپنے دوستوں کو اُن سے ماسوی اللہ کو چھوڑا کر سمیٹ لیتا ہے اور اپنی کشادگی (راہ) کی عنایت فرماتا ہے اور یہی جذبہ کہلاتا ہے سو خوب سمجھ لو (یعنی آیت اپنے عموم الفاظ سے اس قبض وبسط کو شامل ہے جسطرح یہ آیت قبض وبسط واردات کو بھی شامل ہے)

قوله تعالیٰ۔ قال بلیٰ ولکن لیطمئن قلبی هذا دلیل علی ان الایمان یزید فیصیر طمانینۃ وهو الذی یسمیہ الصوفیۃ یقیناً ثم تلک الزیادۃ یکون بالرویۃ والوجدان وهذہ الایۃ دالۃ علی ان الایمان (ای عدم حصول الاطمینان) کائن ولا ینفیہ الشک وذلک فی قولہ تعالیٰ فان کنت فی شک مما انزلنا الیک الایۃ (وفی قولہ علیہ السلام نحن احق بالشک من ابراهیم قلت وهو احسن تفاسیر الشک)

قوله تعالیٰ قال بلیٰ ولکن لیطمئن قلبی یعنی عرض کیا ابراہیم علیہ السلام نے (کہ میں ایمان کیوں نہ رکھتا) ولیکن (مشاہدۂ احیاء کی اسلئے درخواست کرتا ہوں کہ) تاکہ میرے دل کو اطمینان ہو جاوے یہ آیت اسپر دلیل ہے کہ ایمان بڑھتا ہے بڑھتے بڑھتے اطمینان بن جاتا ہے اور یہ وہی چیز ہے جسکو صوفیہ یقین سے تعبیر کرتے ہیں پھر یہ زیادتی کبھی رویت اور کبھی وجدان سے حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ آیت دال ہے اسپر کہ ایمان (اس) شک کے ساتھ (یعنی عدم حصول اطمینان کے ساتھ) جمع ہو جاتا ہے اور شک (بالمعنی المذکور) سے اسکی نفی نہیں ہوتی اور یہی معنی مراد ہے اللہ تعالیٰ کے اس قول میں۔ تو اگر آپکو اس چیز میں جسکو ہمنے آپ پر اُتارا ہے کچھ شک ہو آخر آیت تک (اور اسی طرح قول نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں بھی کہ ہم شک کرنے کے زیادہ مستحق ہیں بہ نسبت ابراہیم علیہ السلام کے۔ میں کہتا ہوں کہ شک کی تفسیروں میں یہ تفسیر سب سے اچھی ہے)

انتهت الملحقۃ

اضافہ تمام ہوا

سورۃ آل عمران

المتن قوله تعالیٰ فاما الذین فی قلوبهم زیغ الیٰ قوله تعالیٰ والراسخون فی العلم یقولون الآیة قال العبد الضعیف دلت الآیة[۱۲۹] علی کیفیة المعاملة مع الکلام الذی ثبت صدقه ولم یتضح مراده من تصدیقه اجمالا من غیر تکذیبه ولا تفسیرا تفصیلا وبذلک حکموا فی کلام اهل الاسرار الذین ثبت صدقهم باحوالهم ولم یتبین مرادهم فالسلامة فی ان لا ینکر علیهم ولا یعتقد بظاهره انتهی القول۔

قوله تعالیٰ فاما الذین فی قلوبهم زیغ سے کل من عند ربنا تک (ترجمہ سو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ اُس کے اُسی حصہ کے پیچھے ہو لیتے ہیں جو مشتبہ المراد ہے شورش ڈھونڈھنے کی غرض سے حالانکہ اُن کا مطلب بجز حق تعالیٰ کے کوئی اور نہیں جانتا جو لوگ علم میں پختہ کار ہیں وہ یوں کہتے ہیں کہ ہم اس پر یقین رکھتے ہیں سب ہمارے پروردگار کی طرف سے ہیں) اس آیت سے ایسے کلام کے ساتھ معاملہ کرنے کی کیفیت معلوم ہوتی ہے جس کا صادق ہونا ثابت ہو مگر مراد اُس کی واضح نہوئی ہو اور وہ معاملہ یہ ہے کہ ایسے کلام کی اجمالاً تصدیق کیجاوے اور تفصیلاً اُس کی کاوش نکریں اور محققین نے یہی حکم کیا ہے اُن اہل اسرار کے کلام کے باب میں جن کا صدق اُن کے احوال سے معلوم ہوا اور اُن کی مراد معلوم نہوئی ہو پس سلامتی اسی میں ہے کہ نہ اُن پر انکار کیا جاوے اور نہ اُس کلام کے ظاہر پر اعتقاد کیا جاوے۔

المتن۔ قوله تعالیٰ یرونهم مثلیهم رأی العین قال العبد الضعیف فیه اثبات[۱۳۰] للخوارق انتهی القول۔

قوله تعالیٰ یرونهم مثلیهم رأی العین (ترجمہ یہ کافر اپنے کو دیکھ رہے تھے کہ اُن مسلمانوں سے کئی حصہ ہیں کھلی آنکھوں دیکھنا) اسمیں خوارق عادات[۱۳۲] کا اثبات ہے۔

المتن قوله تعالیٰ زین للناس حب الشهوات الی قوله تعالیٰ قل انبئکم بخیر من ذلکم قال العبد الضعیف فی قول الاول بیان للحب الطبعی للدنیا وما فیها والمراد من الناس الجنس والمزین هو الله تعالیٰ کما اخرجه ابن ابی حاتم عن عمر بن الخطابؓ کما فی الروح فهو علی هذا التفسیر[۱۳۱] دال علی عدم التکلیف بازالة هذا الحب لکونه

قوله تعالیٰ زین للناس حب الشهوات سے اس قول تک قل اؤنبئکم بخیر من ذلکم (ترجمہ خوشنما معلوم ہوتی ہے لوگوں کو محبت مرغوب چیزوں کی عورتیں ہوئیں بیٹے ہوئے لگے ہوئے ڈھیر ہوئے سونے اور چاندی کے نمبر لگے ہوئے گھوڑے ہوئے مواشی ہوئے اور زراعت ہوئی یہ سب استعمالی چیزیں ہیں دنیوی زندگانی کی اور انجام کار کی خوبی تو اللہ ہی کے پاس ہے آپ فرما دیجئے کیا میں

[Marginal notes: المعاملة مع کلام اهل الاسرار — اہل اسرار کے کلام کے ساتھ معاملہ — اثبات الخوارق — خوارق کا اثبات — کون الطبع من الاخلاق ...]

ـه اعلم انه تحت عنوان الحاشیة فی هذه السورة وما بعدها قلیلا وذالک ... [illegible] ... مستقلة بالافادة ... ۱۲ منه

طبعیا وفی القول الثانی بیان للحب العقلی للاخرة وما فیہا وکون العبد مکلفا بترجیحہ علی الاول عملاً وھذا اصل کبیر فی الاخلاق کلھا ان منھا ماجبل العبد علیہ فھو غیر مقدور ومنھا مایکسبہ العبد فھو مقدور ومن السالکین من یتصدی للاول فیتشوش دائما فیھدیہ المحقق الی تحصیل العقلی وترک الطبعی فیستریح من اتبعہ انتہی القول۔

تمکو ایسی چیز بتلا دوں جو بہتر ہو ان چیزوں سے) قول اول میں الناس سے مراد جنس ناس ہے اور فرین اللہ تعالیٰ میں روح المعانی میں ابن ابی حاتم کی روایت سے حضرت عمرؓ سے اسکی تائید نقل کی ہے پس اس تفسیر پر یہ قول اسپر دلالت کرتا ہے کہ انسان اس محبت کے ازالہ کا بوجہ اسکے طبعی ہونے کے مکلف نہیں ہے اور دوسرے قول میں بیان ہے آخرت کی حب عقلی کا اور اسکے مکلف ہونے کا اس طرح کہ اسکو عملاً حب اول پر ترجیح دے اور باب اخلاق میں یہ ایک اصل عظیم ہے یعنی اخلاق میں جو امور طبعی ہیں وہ غیر مقدور ہیں اور جو مکسوب ہیں وہ مقدور ہیں بعض سالکین قسم اول کے پیچھے پڑ جاتے ہیں وہ ہمیشہ مشوش رہتے ہیں ان لوگوں کو محقق ہدایت کرتا ہے کہ عقلی کی تحصیل کرو اور طبعی کے درپے مت ہو سو ان محققین کا اتباع کرنے والا راحت میں رہتا ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ الصابرین الآیۃ قال العبد الضعیف فی الآیۃ بیان لصفات اولیاء اللہ تعالیٰ انتہی القول

قولہ تعالیٰ الصابرین الآیہ (ترجمہ صبر کرنے والے ہیں اور راستباز ہیں اور فروتنی کرنے والے ہیں اور خرچ کرنے والے ہیں اور اخیر شب میں گناہوں کی معافی چاہنے والے ہیں) اسمیں اولیاء اللہ کی صفات کا بیان ہے۔

الحاشیۃ قد کان لکم یا معشر السالکین الی مقصد الکل آیۃ دالۃ علی کمالکم وبلوغکم الی ذروۃ التوحید فی فئتین التقتا للحرب فئۃ منھما وھی فئۃ القوی الروحانیۃ التی ھی جند اللہ تعالیٰ تقاتل فی سبیل اللہ وطریق الوصول الیہ واخری منھما وھی جنود النفس واعوان الشیطان کافرۃ ساترۃ للحق محجوبۃ عن خطاء الصدق تری الفئۃ الاخیرۃ الفئۃ الاولی بحول عین بصیرتھا مثلیھم عند الالتقاء فی معرکۃ البدن رؤیۃ مکشوفۃ ظاھرۃ لاخفاء فیھا مثل رؤیۃ العین وذلک لتایید الفئۃ المومنۃ بالانوار الالٰھیۃ والاشراقات الجبروتیۃ وخذلان الفئۃ الکافرۃ بما استولی علیھا من تراکم ظلمات الطبیعۃ وذل البعد عن الحضرۃ واللہ تعالیٰ یؤید بنصرہ من یشاء تائیدہ لقبول استعدادہ لذلک ان فی ذلک التایید لعبرۃ ای اعتبارا وامرا یعتبر بہ فی الوصول الی حیث المامول للمستبصرین الفاتحین اعین بصائرھم لمشاھدۃ الانوار الازلیۃ فی آفاق المظاھر الالٰھیۃ زین للناس حب الشہوات بسبب ما فیھم من العالم السفلی والغشاوۃ الطبیعیۃ والغواشی البدنیۃ من النساء وھی النفوس والبنین وھی الخیالات المتولدۃ منھا الناشئۃ عنھا والقناطیر المقنطرۃ من الذھب والفضۃ وھی العلوم المتداولۃ وغیر المتداولۃ والاصول والفروع والخیل المسومۃ وھی مراکب الھوی وافراس اللھو والانعام وھی رواحل جمع الحطام واسباب جلب المنافع الدنیویۃ والحرث وھو زرع الحرص وطول الامل ذلک متاع الحیوۃ الدنیا الزائل عما قلیل بالرجوع الی المبدأ الاصلی والوطن القدیم ذلک ان تبقی ھذہ المذکورات علی ظواھرھا فان النفوس المنغمسۃ فی اوحال الطبیعۃ لھا میل کلی الی ذلک ثم قل أؤنبئکم بخیر من ذلکم المذکور للذین

التقوا النظر الی الاغیار جنات جنة یقین وجنة مکاشفة وجنة مشاهدة وجنة رضا وجنة لا اقولها وهی التی فیها ما لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر ولیس فی تلک الجنة عند العارفین الا الله عزوجل تجری من تحتها انهار التجلیات المترعة بماء الغیوب خالدین فیها ببقائهم بعد فنائهم وازواج مطهرة وهی الارواح المقدسة عن ادناس الطبیعة المقصورة فی خیام الصفات الالٰهیة ورضوان من الله لا یقدر قدره والله بصیر بالعباد فی تقلب ارواحهم فی عالم الملکوت محترقات من سطوات الجبروت حیا الجوارح وشوقا الی لقائه یجار بها بقدر همومها فی طلب وجهه الازلی وجماله الابدی الذی یقولون ربنا اننا امنا بانوار فعالک وصفاتک فاغفر لنا ذنوب وجودنا وقنا عذاب نار الحرمان ووجود البقیة الصابرین علی مفض المجاهدة والریاضة والصادقین فی المحبة والارادة والقانتین فی السلوک الیه والمنفقین ما عداه فیه والمستغفرین من ذنوب تلوناتهم وتعیناتهم فی بحار التجلیات ویقال الصابرین الذین صبروا علی الطلب فلم یحتشموا من التعب وهجروا کل راحة مطرب فصبروا علی البلوی واقصلوا الشکوی حتی وصلوا الی المولی ولم یقطعهم شیٔ من الدنیا والعقبی والصادقین الذین صدقوا فی الطلب فوردوا ثم صدقوا فشهدوا ثم صدقوا فوجدوا ثم صدقوا ففقدوا فحالهم قصد ثم ورود ثم شهود ثم وجود ثم خمود والقانتین الذین لازموا الباب وداوموا علی تجرع الاکتئاب وترک المحاب الی ان تحققوا بالاقتراب والمنفقین الذین جادوا بنفوسهم من حیث الاعمال ثم جادوا بمیسورهم من الاموال ثم جادوا بقلوبهم بصدق الاحوال ثم جادوا بکل حظهم فی العاجل والآجل استهلاکا فی انوار الوصال والمستغفرین عن جمیع ذلک اذا رجعوا الی الصحو وقت نزول الرب الی السماء الدنیا واشراق انوار جماله علی آفاق النفس وندائه هل من سائل هل من مستغفر هل من کذا هل من کذا۔

الملتن قوله تعالیٰ فان حاجوک فقل اسلمت وجهی الخ[۱۳۳] قال العبد الضعیف فیه دلالة علی ما هو عادة اهل الطریق من ترک المحاجة اذا بان الحق وعرف من المخاطب عدم القبول وهذا علی التفسیر المشهور علی ما فی الروح وفیه اشارة الی ان الجدال مع من لیس فی موقعه لانه انما یکون فی امر خفی والذی جادلوا به امر مکشوف وحکم حاله معروف وهو الدین القیم فلا تکون المحاجة والمجادلة الا مکابرة وح یکون هذا القول اعراضا عن مجادلتهم انتهی القول۔

الملتن قوله تعالیٰ بیدک الخیر قال العبد الضعیف

قوله تعالیٰ فان حاجوک فقل اسلمت وجهی الخ (ترجمہ پھر بھی اگر یہ لوگ آپ سے حجتیں نکالیں تو آپ فرما دیجئے کہ میں تو اپنا رخ خاص اللہ کی طرف کر چکا اور جو جو میرے پیرو تھے وہ بھی) اسمیں دلالت ہے اہل طریق[۱۳۵] کی اس عادت پر کہ جب حق بالکل واضح ہو جاوے مگر مخاطب کی حالت سے معلوم ہو کہ یہ قبول نہیں کرتا تو اسوقت مباحثہ ترک کر دیتے ہیں اور یہ استنباط اس آیت کی مشہور تفسیر پر ہے کہ یہ قول اسلمت وجهی الخ مجادلہ سے اعراض ہے۔

قوله تعالیٰ بیدک الخیر الخ (ترجمہ آپ ہی کے اختیار

اعراض عن الجدال

کان المقام بیدک الخیر والشر لذکر الاعزاز والاذلال فیما قبل فالاقتصار علیه اما لتعلیم مراعاۃ الادب[۱۳۴] ان کان المراد ای والشر ایضاً واما للاشارۃ الی ان[۱۳۵] ما یتوھم شرا فی الظاھر ھو الخیر لما اودعہ اللہ تعالیٰ من المصالح والحکم فکان فیہ تعلیم ان ما لا صنع فیہ للعبد بوجہ ما ھو خیر محض فلا یکرھہ ولا یستدل بہ علی الخذلان کما یتوھمہ کثیر من السالکین اذا وجدوا تغیرًا فی احوالھم من غیر ان یکون بفعلھم دخل فیہ انتھی القول۔

میں ہے سب بھلائی) یہاں موقعہ اس کہنے کا تھا بیدک الخیر والشر کیونکہ اوپر اعزاز واذلال دونوں کا ذکر ہوا ہے تو اسپر اکتفا کرنا یا تو مراعاۃ ادب[۱۳۶] کی ہے اگر مراد کلام میں یہ ہو کہ والشر ایضاً یعنی آپ کے قبضہ میں دونوں چیزیں ہیں یا اشارہ اس طرف ہے کہ جو خیر ظاہر[۱۳۷] میں شر معلوم ہوتی ہے چونکہ اسمیں اللہ تعالیٰ نے بہت سی مصلحتیں و حکمتیں رکھی ہیں وہ بھی واقع میں خیر ہی ہے پس اسمیں اس امر کی تعلیم ہے کہ جس چیز میں عبد کی صنع کو مطلق دخل نہو وہ محض خیر ہے اسکو ناگوار نہ سمجھے اور اس سے خذلان پر استدلال نہ کرے جیسا بہت سے سالکین جب ذرا اپنے احوال میں تغیر پاتے ہیں گو ان کے فعل کو اسمیں ذرا دخل نہو اس خذلان کا توہم کرنے لگتے ہیں۔

الحاشیہ۔ ان الذین یکفرون بآیات اللہ الی قولہ بغیر حساب یحتمل ان یشار بالذین کفروا الی قوی النفس الامارۃ وبالنبیین الی انبیاء القلوب المشرفۃ بوحی الھام الغیوب وبالآمرین بالقسط القوی الروحانیۃ التی ھی من جنود اولئک الانبیاء واتباعھم فبشر اولئک الکافرین بعذاب الیم وھو عذاب الحجاب والبعد من حضرۃ رب الارباب قل اللھم مالک الملک ای الملک المتصرف فی مظاھرک من غیر معارض ولا مدافع حسبما تقتضیہ الحکمۃ تؤتی الملک من تشاء وھو من اخترتہ للریاسۃ الباطنۃ وجعلتہ متصرفا بارادتک وقدرتک وتنزع الملک ممن تشاء ای تحرم من تشاء عن ایتاء ذلک الملک نظلمۃ لا تلا لہ من ان ینال عھدک تولج اللیل فی النھار تدخل ظلمۃ النفس فی نور القلب فیظلم وتولج النھار فی اللیل وتدخل نور القلب فی ظلمۃ النفس فتستنیر وتخلطھما معا بعد المناسبۃ بینھما وتخرج الحی العلم من میت الجھل ومیت الجھل من حی العلم۔

المتن قولہ تعالیٰ لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء الآیۃ فی الروح ومن ھھنا نھی[۱۳۸] اھل اللہ تعالیٰ المریدین عن موالاۃ المنکرین لان ظلمۃ الانکار والعیاذ باللہ تعالیٰ تحاکی ظلمۃ الکفر وربما تراکمت فسدت طریق الایمان الا ان تتقوا منھم تقاۃ فحینئذ تجوز الموالاۃ ظاھرا وھذا بالنسبۃ للضعفاء واما من قوی یقینہ فلا یخشی الا اللہ تعالیٰ۔

قولہ تعالیٰ لا یتخذ المؤمنون الکافرین اولیاء الآیہ۔ (ترجمہ مسلمانوں کو چاہئے کہ کفار کو دوست نہ بناویں مسلمانوں سے تجاوز کرکے) روح المعانی میں ہے اور اسی جگہ[۱۳۸] سے اہل اللہ نے مریدین کو منکرین کے ساتھ تعلق و دوستی رکھنے سے منع کیا ہے کیونکہ انکار کی ظلمت کفر کی ظلمت کے مشابہ ہے اور بعض اوقات مجتمع ہو کر طریق ایمان کو بند کر دیتی ہے البتہ اگر ان سے کچھ اندیشہ ہو تو اسوقت ظاہرا دوستی جایز ہے اور یہ بھی ضعفاء کی نسبت ہے لیکن جسکا یقین قوی ہو وہ خدا تعالیٰ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتا۔

ف ۱۳۴ ادب مع اللہ تعالیٰ
ف ۱۳۵ ...
ف ۱۳۸ نہی اہل اللہ المریدین عن موالاۃ المنکرین

المتن قوله تعالیٰ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ قال العبد الضعیف فیہ[۱۳۸] ان محبۃ اللہ تعالیٰ المستلزمۃ للمحبوبیۃ لا تکون بدون اتباع من یحب اللہ تعالیٰ انتھی القول ۔

قولہ تعالیٰ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (ترجمہ آپ فرما دیجئے کہ اگر تم خدا تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو تم لوگ میرا اتباع کرو خدا تعالیٰ تم سے محبت کرنے لگیں گے) اس میں دلالت[۱۳۹] ہے کہ خدا تعالیٰ کا محب ہونا جو کہ محبوبیۃ کو مستلزم ہے بدون اسکے کہ محب حق کا اتباع کرے میسر نہیں ہو سکتا ۔

المتن قولہ تعالیٰ کلما دخل علیھا زکریا المحراب وجد عندھا رزقا الآیۃ فی الروح[۱۴۰] استدل بالآیۃ علی جواز الکرامۃ للاولیاء لان مریم لا نبوۃ لھا علی المشھور وھذا ھو الذی ذھب الیہ اھل السنۃ والشیعۃ وخالف فی ذلک المعتزلۃ ۔

قولہ تعالیٰ کلما دخل علیھا زکریا المحراب وجد عندھا رزقا (ترجمہ جب کبھی زکریا اُن کے پاس عمدہ مکان میں تشریف لاتے تو اُن کے پاس کچھ کھانے پینے کی چیزیں پاتے) روح المعانی میں ہے اس آیت[۱۴۰] سے اولیاء کیلئے صحت کرامات پر استدلال کیا گیا ہے کیونکہ قول مشہور پر مریم علیہا السلام ولی ہیں نبی نہیں ۔

الحاشیۃ ان اللہ اصطفیٰ آدم ونوحا وآل ابراھیم وآل عمران علی العالمین ذریۃ بعضھا من بعض یمکن ان یقال آدم ھو الروح فی اول مقامات ظھورھا ونوح ھو ھی فی مقامھا الثانی من مقامات التنزل وابراھیم ھو القلب الذی القاہ نمرود النفس فی نار الفتن ورماہ فیھا بمنجنیق الشھوات وآلہ القوی الروحانیۃ وعمران ھو العقل الامام فی بیت مقدس البدن وآلہ التابعون لہ فی ذلک البیت المقتدون بہ وکل ذلک ذریۃ بعضھا من بعض بوحدۃ المورد واتفاق المشرب ۔

المتن ۔ قولہ تعالیٰ ھنالک دعا زکریا ربہ الی آخر الآیات قال العبد الضعیف فیہ مسئلتان ذکرتھما فی سورۃ مریم علیھا السلام الاول ان طلب[۱۳۹] الولد لا ینافی الزھد والثانیۃ ان سوال المسبب[۱۴۰] من الاسباب البعیدۃ لا ینافی الادب واقول فی الاولیٰ سیما اذا کان لغرض دینی کما قالہ علیہ السلام بنفسہ وانی خفت الموالی الآیۃ ویؤخذ منہ مسئلۃ اخری ان تمنی[۱۴۱] بقاء الطریقۃ من سنن الانبیاء علیھم السلام کما استنبط المسئلۃ فی الروح[۱۴۲] ان زکریا علیہ السلام کان شیخا وکان مرشد الناس فلما رای ما رای تحرکت غیرۃ النبوۃ فطلب من ربہ ولدا حقیقیا یقوم مقامہ فی تربیۃ الناس وھدایتھم فقال رب ھب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ ای مطھرۃ من لوث الاشتغال بالسوء منفردۃ عن ارادتھا مقدسۃ من شھواتھا اھ ۔

قولہ تعالیٰ ھنالک دعا زکریا ربہ (ترجمہ اس موقع پر دعا کی زکریا نے اپنے رب سے) اس میں دو مسئلے ہیں جو سورۂ مریم میں بھی مذکور ہوئے ہیں اول یہ کہ اولاد کی خواہش[۱۴۱] کرنا زہد کے منافی نہیں ثانی یہ کہ مسبب[۱۴۲] کا اسباب بعیدہ سے سوال کرنا ادب کے منافی نہیں اور مسئلہ اولیٰ میں کہتا ہوں کہ بخصوص جبکہ کسی دینی غرض سے ہو جیسا زکریا علیہ السلام نے خود ہی فرمایا وانی خفت الموالی الآیۃ اور اس سے ایک اور مسئلہ ماخوذ ہوتا ہے وہ یہ کہ بقاء سلسلہ[۱۴۳] کی تمنا کرنا حضرات انبیاء علیہم السلام کے سنن میں سے ہے جیسا کہ روح المعانی میں اس مسئلہ کو مستنبط کیا ہے کہ حضرت زکریا علیہ السلام بوڑھے تھے مگر لوگوں کے مرشد تھے پس جب انھوں نے صورت حال دیکھی تو غیرت نبوت کے حرکت میں آئی اور اپنے رب تعالیٰ سے ایسے فرزند صدق کی درخواست کی جو لوگوں کی تربیت میں ان کے قائم مقام ہو سکے اور دعا کی کہ رب ھب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ یعنی جو ماسوی کو اشتغال سے مطہر ہو اور شہوات سے مقدس ہو آہ ۔

(باقی آیندہ)

اقول والدعاء بقيد الطيبة دل على ان الاستخلاف من شرائطها هذه الصفات لا محض كونه من ذريته النسبية او الانتسابية وما نقل عن بعضهم من ضد ذلك التمني فاما هو من غلبة الحال او محمول على التفويض اذا لم يكن مقدرًا عند الله تعالى وقوله تعالى قال رب اجعل لي آية دل على ان سؤال آية للطمانية لا ينافي اليقين ولا الادب كما ان ابراهيم عليه السلام سأل ربه تعالى ان يريه كيف يحيي الموتى انتهى القول۔

المتن قوله تعالى واذ قالت الملئكة يمريم الخ قال العبد الضعيف فيه جواز كلام الملئكة مع غير الانبياء على ما عليه الجمهور من انها لم تكن نبية والكلام المخصوص بالانبياء هو الذي للتبليغ انتهى القول۔

المتن - قوله تعالى واحي الموتى باذن الله الخ قال العبد الضعيف فيه اصل لما نقل عن بعضهم من نسبة افعال تختص بالله تعالى الى نفسه في غلبة الحال بتاويل التجوز واهل الادب منهم يقيد ونه بما قيد به المسيح عليه السلام من قوله باذن الله انتهى القول۔

المتن قوله ومصدقا لما بين يدي من التوراة ولاحل لكم بعض الذي حرم عليكم قال العبد الضعيف ويقاس عليه تربية احد الشيوخ مريدي شيخ اخر قد مضى او بعد من الموافقة في الاصول وتصرف في بعض الفروع حسبما يقتضيه حال المريد انتهى القول

میں کہتا ہوں کہ قید طیبہ کی دعا سے دعا کرنا اس پر دال ہے کہ خلیفہ بنانے کی شرائط میں سے یہ صفات ہیں نہ کہ محض اولاد ہونا یا مرید ہونا اور بعض بزرگوں سے جو اس تمنا کی ضد منقول ہے تو وہ غلبۂ حال سے ہے یا محمول ہے تفویض پر جبکہ عند اللہ مقدر نہ ہو۔ اور زکریا علیہ السلام کی یہ دعا کہ رب اجعل لی آیہ اس پر دال ہے کہ طمانیت کے لئے سوال کرنا یقین کے منافی نہیں جیسا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے دعا کی تھی کہ احیاء موتیٰ کی کیفیت دکھلا دیجئے۔

قولہ تعالیٰ واذ قالت الملئکۃ یمریم الخ ترجمہ اور جبکہ فرشتوں نے کہا کہ اے مریم بلاشک اللہ تعالیٰ نے تمکو منتخب فرمایا ہے) اس سے غیر انبیاء کے ساتھ ملائکہ کا ہمکلام ہونا ثابت ہوتا ہے اور جو کلام ملائکہ مخصوص بالانبیاء ہے وہ وہ ہے جو تبلیغ کیلئے ہو۔

قولہ تعالیٰ واحی الموتیٰ باذن اللہ ترجمہ اور زندہ کر دیتا ہوں مردوں کو خدا کے حکم سے اسمیں ان اقوال کی اصل ہے جو بعض سے غلبۂ حال میں منقول ہیں جنمیں انھوں نے مجازًا اپنی طرف بعضے ایسے افعال کی نسبت کی ہے جو حق تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہیں (جیسا احیاء) اور اُن میں جو اہل ادب ہیں وہ اُن میں مثل مسیح علیہ السلام کے باذن اللہ کی قید لگا دیتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ ومصدقا لما بین یدی من التوراۃ ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم ترجمہ اور میں اس طور پر آیا ہوں کہ تصدیق کرتا ہوں اُس کتاب کی جو مجھ سے پہلے تھی یعنی توراۃ کی اور اسلئے آیا ہوں کہ تم لوگوں کے واسطے بعضی ایسی چیزیں حلال کر دوں جو تم پر حرام کر دی گئی تھیں) اسی پر قیاس کیا جاتا ہے ایک شیخ کا دوسرے کسی شیخ کے (جو گذر گیا ہو یا دور ہو) مرید کو تربیت کرنا اس طرح کہ اصول میں اسکی موافقت کرے اور بعض فروع میں کچھ تغیر و تبدل کرے جیسا حالت مرید کا مقتضا ہو۔

المتن قوله تعالیٰ قال من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ قال العبد الضعیف فی الآیۃ مسئلتان الاولیٰ جواز الاستنصار فی الدین من اہل الدین وانہ لا ینافی التوکل لانہ من حیث انہم مظاہر نصر اللہ تعالیٰ والثانیۃ ان المعاملۃ مع اہل اللہ کہی مع اللہ تعالیٰ حیث قالوا نحن انصار اللہ وکان الظاہر ان یقولوا نحن انصارک الی اللہ تعالیٰ انتہی القول۔

قولہ تعالیٰ قال من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ (ترجمہ آپ نے فرمایا کوئی ایسے آدمی بھی ہیں جو میرے مددگار ہوجاویں اللہ کے واسطے حواریین بولے کہ ہم ہیں مددگار اللہ کے) اس آیت میں دو مسئلے ہیں ایک اہل دین سے دین کے بارہ میں مدد طلب کرنے کا جواز اور اسکا منافی توکل نہ ہونا کیونکہ وہ مدد طلب کرنا اس حیثیت سے ہوتا ہے کہ وہ نصرۃ الٰہیہ کے مظاہر ہیں اور دوسرا یہ کہ اہل اللہ کیسا تھ کوئی معاملہ کرنا ایسا ہے جیسے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کرنا چنانچہ انھوں نے من انصاری الی اللہ کے جواب میں بجائے نحن انصارک الی اللہ کے یوں کہا نحن انصار اللہ

المتن قال اللہ تعالیٰ ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین فی الآیۃ مسئلتان الاولیٰ اصل ما نقل من بعض المغلوبین من نحو قولہ ؎

آنتیں بر رخ کشیدی ہیچ مکار آمدی + اما الغالبون علی احوالہم فلا یتجرؤن علیہ لایہام نسبۃ القبیح فی کلام العباد ولا یقاس علی کلام اللہ تعالیٰ لانہ لا حکومۃ للادب علیہ تعالیٰ ولکن لک الکلام فی نسبۃ کل ما کان کذلک الیہ تعالیٰ والثانیۃ جواز کون امر واحد حسنا من اللہ تعالیٰ وقبیحا من العباد کالتکبر والسر فیہ ان قبح بعض الاشیاء لیس بالذات

قولہ تعالیٰ ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین۔ (ترجمہ اور ان لوگوں نے خفیہ تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ نے خفیہ تدبیر فرمائی اور اللہ تعالیٰ سب تدبیریں کرنے والوں سے اچھے ہیں) اسمیں اسپر دلالت ہے کہ یہ بات ممکن ہے کہ ایک ہی امر حق تعالیٰ کے اعتبار سے حسن ہو اور بندوں کے اعتبار سے قبیح ہو اور راز اسمیں یہ ہے کہ بعض اشیاء میں بالذات قبح نہیں ہوتا بلکہ کسی مفسدہ کے سبب اور مصلحت سے خالی ہونے کے سبب ہوتا ہے تو وہ امر بندہ سے جو صادر ہوتا ہے ایسا ہی ہوتا ہے یعنی مقرون بالمفسدہ وخالی از مصلحت اسلئے قبیح ہوتا ہے اور حق تعالیٰ سے جو واقع ہوتا ہے اسمیں حکمت ہوتی ہے اسلئے حسن ہوتا ہے

بل للفسدۃ وخلوہ عن المصلحۃ والصادر عن العباد یکون کذلک واما الواقع من اللہ تعالیٰ فیکون فیہ الحکمۃ فیقبح من العباد ویحسن من رب العباد انتہی القول وفی الرد اولی القول باختلاف المکونین علی ما یقتضیہ مقام الفرق وقد سئل بعضہم کیف یمکر اللہ فصاح وقال لا علۃ لصنعہ وانشأ یقول ؎

فدیتک قد جبلت علی ہواکا — ونفسی لا تنازعنی سواکا
احبک لا ببعضی بل بکلی — وان لم یبق حبک لی حراکا
ویقبح من سواک الفعل عندی — وتفعلہ فیحسن منک ذاکا

المتن قولہ تعالیٰ نقلا عن طائفۃ من اہل الکتاب ولا تؤمنوا الا لمن تبع دینکم قال العبد الضعیف

قولہ تعالیٰ وقالت طائفۃ من اہل الکتاب الیٰ قولہ ولا تؤمنوا الا لمن تبع دینکم (ترجمہ اور بعضے

نظیرہ صنع بعض الناقصین اهل البخل من المنتسبین الی الطریق من اخفاء الطریق الی من لم یکن منتسبا الی احد شیوخهم ویرد علیهم بمثل ما رد الله تعالی علی مشاکلیهم من قوله تعالی قل ان الهدی هدی الله وقوله تعالی قل ان الفضل بید الله یؤتیه

لوگوں نے اہل کتاب میں سے کہا کہ ایمان لے آؤ اسپر جو نازل کیا گیا ہے مسلمانوں پر شروع دن میں اور انکار کر بیٹھو آخر دن میں عجب کیا وہ پھر جاویں اور کسی کے روبرو اقرار مت کرنا مگر ایسے شخص کے روبرو جو تمہارے دین کا پیرو ہو) اسی کی نظیر ہے بعض مدعیان طریقت کا یہ طرز کہ جو شخص اُن کے سلسلہ میں نہو اُس سے طریق کو مخفی کرتے ہیں اور ان پر اُسی مضمون سے رد ہوگا جس سے ان کے ہم مسلک اہل کتاب پر رد کیا گیا ہے یعنی قل ان الهدی هدی الله اور ان الفضل بید الله الخ

المتن قوله تعالی ان الذین یشترون بعهد الله و ایمانهم ثمنا قلیلا فی الروح اشارة الی من مال الی حضرة الدنیا و آثرها علی مشاهدة حضرة المولی وزین ظاهره بعبادة المقربین ومزجها بحب الرياسة فذلک الذی سقط عن رؤیة اللقاء و مخاطبة الحق فی الدنیا والآخرة۔

قوله تعالی ان الذین یشترون بعهد الله وایمانهم ثمنا قلیلا (ترجمہ یقیناً جو لوگ معاوضہ حقیر لے لیتے ہیں بمقابلہ اُس عہد کے جو اللہ تعالی سے کیا ہے اور اپنی قسموں کے) اسمیں اس شخص کی حالت کی طرف بھی اشارہ ہے جو زینت دنیا کی طرف مائل ہو اور اُسکو حضرت حق کے مشاہدہ پر ترجیح دیتا ہو اور اپنے ظاہر کو شعار مقربین کے ساتھ آراستہ رکھتا ہو مگر اسمیں حب جاہ کی آمیزش بھی کرتا ہو۔ پس ایسا شخص لقاء حقیقی اور مخاطبت حق کے درجہ سے دنیا اور آخرت دونوں میں ساقط ہو جاوے گا۔

المتن قوله تعالی کونوا ربانیین قال العبد الضعیف تصریح بما علیه اهل الطریق من علوم خاصة و اعمال خاصة واحوال خاصة وافاضة طرقهم الی غیرهم کما یدل علی هذا المجموع ما فسره به فی روح المعانی عن علیؓ وابن عباسؓ الربانی الفقیه العالم وعن قتادة والسدی العالم الحکیم وعن ابن جبیر الحکیم التقی وعن ابن زید بالمدبر امر الناس وهی اقوال متقاربة وعن الشبلیؒ الذی لا یأخذ العلوم الا من الرب ولا یرجع فی شیٔ الا الیه وعن سهل الذی لا یختار علی ربه حالا وعن القاسم المتخلق باخلاق الرب علما وحلما وقیل هو الذی محی فی وجوده ومحی عن شهوده وقیل هو الذی

قوله تعالی کونوا ربانیین (ترجمہ تم لوگ اللہ والے بن جاؤ) اسمیں اہل باطن کے طریق اور اُن کے علوم و اعمال واحوال خاصہ کی اور دوسروں پر طریق کے فائض کرنیکی تصریح ہے جیسا کہ ربانی کے تفاسیر کا مجموعہ اسپر دال ہے چنانچہ روح المعانی میں حضرت علیؓ اور ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ ربانی وہ ہے جو فقیہ عالم ہو اور قتادہ و سدی سے ہے کہ وہ ہے جو عالم حکیم ہو اور ابن جبیر سے ہے کہ جو حکیم متقی ہو اور ابن زید سے ہے جو لوگوں کے امر دین کی تدبیر کرتا ہو اور یہ سب اقوال متقاربہ ہیں اور شبلیؒ سے ہے کہ وہ شخص ہے جو علوم کو خاص حضرت حق سے اخذ کرتا ہو اور کسی شے میں غیر حق کی طرف رجوع نہ کرتا ہو اور سہل سے ہے کہ وہ شخص ہے جو اپنے رب پر کسی شے کو ترجیح نہ دیتا ہو اور قاسم سے ہے

لا توثر فیہ تصاریف الاقدار علی اختلافها وقیل وقیل وکل الاقوال ترد من منهل واحد۔

کہ وہ شخص ہے جو علماً وعملاً اخلاق ربانیہ سے موصوف ہوا اور بعض نے کہا ہے کہ وہ شخص ہے جو اپنے شہود سے اُس کے وجود میں محو ہو گیا ہو اور بعض نے کہا ہے کہ وہ شخص ہے کہ اسمیں حوادث مؤثر نہوں اور دوسرے اقوال بھی ہیں اور سب ایک گھاٹ کے پانی پینے والے ہیں۔

المتن قولہ تعالیٰ ولا یأمرکم ان تتخذوا الملئکۃ والنبیین اربابا قال العبد الضعیف فیہ [۱۵۲] رد علی الغلاۃ فی الانقیاد والتعظیم لشیوخهم الاحیاء منهم او الاموات وان کانوا مظاهر الکاملۃ فقد اخرج الترمذی فی تفسیر آیۃ قل یا اهل الکتاب تعالوا الخ وحسنہ انہ لما نزلت هذه الآیۃ قال عدی بن حاتم ما کنا نعبدهم یا رسول اللہ فقال صلی اللہ علیہ وسلم اما کانوا یحللون لکم ویحرمون فتأخذون بقولهم قال نعم فقال علیہ الصلوۃ والسلام هو ذاک ۔ انتهی القول۔

قولہ تعالیٰ ولا یأمرکم ان تتخذوا الملئکۃ والنبیین اربابا (ترجمہ اور نہ یہ بات بتلاویگا کہ تم فرشتوں کو اور نبیوں کو رب قرار دے لو) اسمیں اُن لوگوں پر رد ہے [۱۵۳] جو شیوخ کے انقیاد یا تعظیم میں خواہ وہ احیاء ہوں یا اموات ہوں غلو کرتے ہیں گو یہ حضرات حق کے مظاہر کامل ہیں چنانچہ ترمذی نے قل یا اهل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم الیٰ قولہ لا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ کی تفسیر میں روایت کیا ہے اور روایت کی تحسین بھی کی ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو عدی ابن ابی حاتم نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ ہم تو اُن کی عبادت نہ کرتے تھے آپ نے فرمایا کیا یہ بات نہ تھی کہ وہ لوگ بہت سی اشیاء کو تمہارے لئے حلال کر دیتے تھے اور بہت سی اشیاء کو حرام کر دیتے تھے (یعنی بلا دلیل شرعی) پھر تم اُن کے قول کو قبول کرتے تھے عرض کیا ہاں یہ تو تھا فرمایا بس اس کا یہی مطلب ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین الی قولہ لتؤمنن بہ ولتنصرنہ قال العبد الضعیف وایضاً فیہ [۱۵۵] اشارۃ الی ترک استنکاف الشیوخ عمن کان فوقهم علماً وعملاً بل ومن کان مساویا لهم ایضاً فان للمفسرین قولین فی تفسیر رسول فاکثرهم ارادوا محمدا صلی اللہ علیہ وسلم وبعضهم بای رسول جاء فمن رسول آخر وجب علیہ تصدیقہ ونصرہ انتهی القول

قولہ تعالیٰ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین الی قولہ لتؤمنن بہ ولتنصرنہ (ترجمہ اور جبکہ اللہ تعالیٰ نے عہد لیا انبیاء سے کہ جو میں تمکو کتاب اور علم دوں پھر تمہارے پاس کوئی پیغمبر آوے جو مصداق ہو اُس کا جو تمہارے پاس ہے تو تم ضرور اُس رسول پر اعتقاد بھی لانا اور اُسکی طرفداری بھی کرنا) اسمیں یہ بھی اشارہ ہے [۱۵۶] کہ شیوخ پر لازم ہے کہ جو علم وعمل میں اُن سے فوق ہو بلکہ جو اُن کا مساوی بھی ہو اُن سے استنکاف وعار نہ کریں وجہ اشارہ یہ ہے کہ لفظ رسول کی تفسیر میں مفسرین کے دو قول ہیں اکثر مفسرین نے تو کہا ہے کہ مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (تو فوق سے عار نہ کرنا ثابت ہوا) اور بعض نے کہا ہے کہ مراد یہ ہے کہ کسی رسول کے زمانہ میں دوسرا کوئی رسول بھی آجاوے (تو مساوی سے عار نہ کرنا ثابت ہوا)

المتن۔ قولہ تعالیٰ ولہ اسلم من فی السموات والارض

قولہ تعالیٰ ولہ اسلم من فی السموات والارض طوعا

طوعا وکرھا فی الروح ومعنی الآیۃ اقوال الاول
ان المراد من الاسلام بالطوع الاسلام الناشی
عن العلم مطلقا سواء کان حاصلا بالاستدلال
کما فی الکثیر منا اوبدون استدلال واعمال فکر
کما فی الملئکۃ ومن الاسلام بالکرہ ماکان حاصلا
بالسیف ومعاینۃ مایلجیٔ الی الاسلام آہ قلت
وقریب منہ مانقلہ فی الروح ایضا عن بعض الصوفیۃ
ان الاسلام طوعا ھو الانقیاد والامتثال لما امر اللہ
تعالیٰ من غیر معارضۃ ظلمۃ نفسانیۃ وحیلولۃ حجب
الانانیۃ والاسلام کرھا ھو الانقیاد مع توسط المعارضات
والوساوس وحیلولۃ الحجب والتعلق بالوسائط والاول
مثل سلام الملئکۃ وبعض من فی الارض من المصطفین
الاخیار والثانی مثل سلام الکثیرۃ ممن تقلبہ الشکوک
جنبا الی جنب حتی غدا یقول ؎

لقد طفت فی تلک المعاھد کلھا
وسرحت طرفی بین تلک المعالم
فلم ار الا واضعا کف حائر
علی ذقن اوقارعا سن نادم

آہ قال العبد الضعیف دلت الآیۃ علی التفسیر
المذکور (ولا یعبأ باختلاف العنوانین) علی تکافیۃ
قسمی الایمان فلا یقنط من ھجم علیہ الوساوس من
الوصول الی حضرۃ المقصود الحقیقی کما یعتریھم کثیرا
ویکون ضعنا علی ابالۃ صنیع بعض مدعی المشیخۃ
من اقناطھم من المقصود انتھی القول

المتن قولہ تعالیٰ ان الذین کفروا بعد ایمانھم ثم
ازدادوا کفرا لن تقبل توبتھم فی الروح ای لا توبۃ
لھم حتی تقبل لانھم لم یوفقوا الیھا فھو من قبیل الکنایۃ

وکرھا (ترجمہ حالانکہ حق تعالیٰ کے سامنے سب افگندہ
ہیں جتنے آسمانوں میں اور زمین میں خوشی سے اور بے اختیاری
سے) روح المعانی میں ہے کہ اس آیت کے معنی میں کئی قول
ہیں اول یہ کہ اسلام طوعًا سے مراد وہ اسلام ہے جو علم سے
ناشی ہو خواہ وہ علم استدلالی ہو جیسا ہم میں سے اکثر کو
یہی حاصل ہے اور خواہ غیر استدلالی ہو جیسا ملئکہ کو ہے
اور اسلام کرہًا سے مراد یہ ہے جو سیف سے اور ایسے امور کے
معاینہ سے حاصل ہو جو اسلام کیطرف مضطر کردیں آہ
اور اسی کے قریب وہ ہے جسکو روح ہی میں بعض صوفیہ سے
نقل کیا ہے کہ اسلام طوعًا وہ ہے کہ اوامر حق تعالیٰ کا بدون
معارضہ ظلمت نفسانیت اور بدون حیلولۂ حجب انانیت
کے امتثال و انقیاد ہو اور اسلام کرہًا وہ ہے کہ مع توسط معارضت
و وساوس و حیلولت حجب و تعلق بالوسائط کے انقیاد
ہو اول مثل اسلام ملئکہ اور بعض مقبولین اخیار اہل ارض
کے ہے اور ثانی مثل اسلام ایسے لوگوں کے جنکو شکوک
پہلو بہ پہلو الٹ پلٹ کرتے رہتے ہیں آہ احقر کہتا ہے
کہ اس تفسیر مذکور پر آیت میں اس امر پر دلالت ہے کہ
دونوں قسم کے ایمان کافی ہیں سو جس شخص پر وساوس
کا ہجوم ہو وہ بارگاہ مقصود حقیقی تک پہونچنے سے
مایوس نہو جیسا ایسے لوگوں کو یہ امر بکثرت پیش
آجاتا ہے اور دیا سلائی میں چنگاری بعض مدعیان
مشیخت کی یہ حرکت ہوجاتی ہے کہ انکو مقصود سے
ناامید کردیتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ ان الذین کفروا بعد ایمانھم ثم ازدادوا
کفرا لن تقبل توبتھم (ترجمہ بے شک جو لوگ کافر ہوئے
اپنے ایمان لانے کے بعد پھر بڑھتے رہے کفر میں ان کی توبہ

اھ قال العبد الضعیف وکذلک عادۃ اللہ فی من مال الی طریق اھل اللہ ثم حاد عنھا بطالۃ او انکاراً علیھم لم یوفق فی الاکثر للعود الیہ بل یبقی مخذولا وربما ینجر الی اشد من ذلک من عداوتھم والانخلاع عن عظیم جزء من الدین انتھی القول۔

ہرگز قبول نہ ہوگی) روح المعانی میں ہے کہ وہ توبہ ہی نہیں کرتے تاکہ قبول ہو کیونکہ ان کو اس کی توفیق ہی نہیں ہوتی آھ احقر کہتا ہے کہ یہی عادۃ اللہ ہے اس شخص کے بارہ میں جو اہل اللہ کے طریق کی طرف متوجہ ہوا ہو پھر تعطل یا انکار کی راہ سے اس سے اعراض کرلے تو اکثر پھر اس کی طرف عود کرنے کی اسکو توفیق نہیں ہوتی بلکہ وہ مخذول رہتا ہے پھر بعض اوقات یہ اس سے اشد کی طرف منجر ہوجاتا ہے کہ اہل طریق سے عداوت و نفرت رکھنے لگتا ہے پھر وہ دین کے بڑے جزو سے خارج ہوجاتا ہے نعوذ باللہ منہ۔

المتن۔ قولہ تعالی لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون قال العبد الضعیف وینضم الیہ مقدمۃ ضروریۃ وھی ان احب شیء الی الانسان ھو نفسہ طبعاً فدلت الآیۃ علی ما اولت بہ فی روح المعانی ففیہ لن تنالوا البر الذی ھو القرب من اللہ تعالی حتی تنفقوا مما تحبون ای بعضہ والاشارۃ بہ الی النفس فانما اذا انفقت فی سبیل اللہ زال الحجاب الاعظم

قولہ تعالی لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون (ترجمہ تم خیر کامل کو کبھی حاصل نہ کرسکو گے یہاں تک کہ اپنی پیاری چیز کو خرچ نہ کروگے) اور اس کے ساتھ ایک مقدمہ بدیہیہ منضم کرلیا جاوے اور وہ یہ کہ سب سے زیادہ محبوب چیز طبعاً انسان کو اپنی جان ہے تو آیت دال ہوئی اس پر کہ اپنی ہستی کو محبوب حقیقی کے لئے بذل کرنا موقوف علیہ ہے بر اور قرب الہی کا۔

وھان کل انفاق بعدھا وما تنفقوا من شیء فان اللہ بہ علیم فینبغی تحری ما یرضیہ ویحکی عن بعضھم انہ قال المنفقون علی اقسام فمنھم من ینفق علی ملاحظۃ الجزاء والعوض ومنھم من ینفق علی مراقبۃ دفع البلاء والمحن ومنھم من ینفق اکتفاء بعلمہ واللہ تعالی در من قال ؎

ویھتز للمعروف فی طلب العلا ۔۔۔ لتذکر یوماً عند سلمی شمائلہ

المتن قولہ تعالی کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل الا ما حرم اسرائیل علی نفسہ فی الروح قیل فائدۃ الاخبار بذلک تعلیم اھل المحبۃ ان یترکوا ما احب الیھم من الاطعمۃ الشھیۃ واللذائذ الدنیویۃ رغبۃ فیما عند اللہ تعالی

قولہ تعالی کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل الا ما حرم اسرائیل علی نفسہ (ترجمہ سب کھانے کی چیزیں نزول توراۃ کے قبل باستثناء اس کے جسکو یعقوب (علیہ السلام) نے اپنے نفس پر حرام کرلیا تھا بنی اسرائیل پر حلال تھیں) روح المعانی میں ہے کہ بعض نے کہا ہے کہ فائدہ اس حکایت بیان فرمانے سے اہل محبت کو اسکی تعلیم دینا ہے کہ جو چیزیں ان کو محبوب ہیں جیسے مرغوب کھانے اور دنیوی لذائذ حق تعالی کی حقیقی نعمتوں کی طلب میں ان کو ترک کردیں۔

المتن قولہ تعالی ومن یعتصم باللہ فقد ھدی

قولہ تعالی ومن یعتصم باللہ فقد ھدی الی

الی صراط مستقیم قال العبد الضعیف فیہ[۱۶۰] التبری عن غیر اللہ وھو من شعائر اھل الطریق ویعبر عنہا بالاعتصام بما فی الروح وحقیقۃ الاعتصام عند بعضھم انجذاب القلب عن الاسباب التی ھی کالاصنام المعنویۃ والتبری الی اللہ تعالیٰ من الحول والقوۃ وقیل الاعتصام للمحبین ھو الالتجاء بطرح السوی ولاھل الحقائق رفع الاعتصام لمشاھدتہم انھم فی القبضۃ

صراط مستقیم (ترجمہ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو مضبوط پکڑتا ہے تو ضرور راہ راست کی ہدایت کیا جاتا ہے) روح المعانی میں ہے کہ اس اعتصام[۱۶۰] کی حقیقت بعض کے نزدیک یہ ہے کہ اسباب جو کہ اصنام معنویہ ہیں اُن سے قلب کا کشیدہ ہوجانا اور اپنے دعوی حول وقوت سے حق تعالیٰ کی طرف یکسو ہوجانا اور بعض نے کہا ہے کہ عشاق کا اعتصام یہ ہے کہ ماسوی کو ترک کرکے اسکی پناہ لیں اور اہل حقائق کا اعتصام یہ ہے کہ یہ مشاہدہ کرکے کہ ہم قبضہ میں ہیں اعتصام کو بھی مرتفع قرار دیا جاوے

المتن قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ الخ قال العبد الضعیف الآیۃ صریحۃ[۱۶۱] فی مطلوبیۃ طریق القوم فان حاصلہا ھو التقوی حق التقوی انتہی القول ولذا فسر فی الروح باب الاشارۃ بصون العھود وحفظ الحدود والخمود تحت جریان القضاء بنعت الرضاء اھ

قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ الخ (ترجمہ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ سے ڈرا کرو ڈرنے کا حق الخ) یہ آیت طریق قوم کی مطلوبیت[۱۶۱] میں صریح ہے اسلئے کہ اس طریق کا حاصل یہی تقویٰ حق تقویٰ ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ ولتکن منکم امۃ الی قولہ تعالیٰ واولئک ھم المفلحون قال العبد الضعیف فیہ[۱۶۲] افضلیۃ اھل الارشاد علی غیرھم من اھل الطریق حیث مدحہم اللہ تعالیٰ بکونہم مفلحین فانہ لا شک فی دخولہم فی عموم قولہ تعالیٰ امۃ الخ انتہی القول۔

قولہ تعالیٰ ولتکن منکم امۃ یدعون الی الخیر الخ (ترجمہ اور تم میں ایک جماعت ایسی ہونا ضرور ہے کہ خیر کی طرف بلایا کریں) اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل طریق میں سے جو اہل ارشاد[۱۶۲] ہیں وہ غیر اہل ارشاد سے افضل ہیں چنانچہ حق تعالیٰ نے مفلحین سے اُن کی مدح فرمائی اور امۃ کے عموم میں داخل ہونا ظاہر ہی ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ کمثل ریح فیہا صر اصابت حرث قوم ظلموا انفسہم الخ فی الروح وانما وصفوا بذلک لان المراد الاشارۃ الی عدم الفائدۃ فی الدنیا والاخرۃ وھو انما یکون فی ھلاک مال الکافر واما غیرہ فقد یثاب علی ما ھلک لہ بصبرہ اھ قال العبد الضعیف فالآیۃ[۱۶۳] اذاً دالۃ علی ان مصیبۃ المقبولین لیست بمصیبۃ حقیقۃ وان کان صورۃً انتہی القول۔

قولہ تعالیٰ کمثل ریح فیہا صر اصابت حرث قوم ظلموا انفسہم (ترجمہ اُنکی حالت اس حالت کے مثل ہے کہ ایک ہوا ہو جسمیں تیز سردی ہو وہ لگ جاوے ایسے لوگوں کے کھیتی کو جنہوں نے اپنا نقصان کر رکھا ہے) روح المعانی میں ہے کہ ظلموا انفسہم کی قید اسلئے لگائی کہ مقصود کلام سے تو یہ بتلانا ہے کہ نہ دنیا میں فائدہ ہو نہ آخرت میں سو یہ بات صرف مال کافر کے ہلاک ہونے میں ہے رہا غیر کافر تو اس کو صبر کے سبب مال کے ہلاک ہونے پر اجر تو ملتا ہے آہ احقر کہتا ہے پس آیت اسپر دال ہوئی کہ مقبولین کی مصیبت[۱۶۳] حقیقی مصیبت

[۱۶۰] التجرد عما سوی اللہ تعالیٰ — ماسوی اللہ سے تجرد
[۱۶۱] کون الطریق حق التقوی — طریق کا حاصل حق تقویٰ ہے۔
[۱۶۲] کون اھل الارشاد افضل من غیرھم — اہل ارشاد کا غیر اہل ارشاد سے افضل ہونا
[۱۶۳] مصیبۃ المقبولین لیست بمصیبۃ — مقبولین کی مصیبت واقعی مصیبت نہیں

نہیں محض صوری مصیبت ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ وان تصبروا وتتقوا لا یضرکم کیدھم شیئاً قال العبد الضعیف ربما یشاھد وصول الضرر من العدو مع الصبر والتقوی فالآیۃ اذاً محمولۃ علی عدم الضرر الحقیقی لا علی ما ھو اعم من الضرر الصوری فدلت علی ما دلت الآیۃ السابقۃ ذکرہ انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ وان تصبروا وتتقوا لا یضرکم کیدھم شیئاً (ترجمہ اور اگر تم استقلال اور تقوی کے ساتھ رہو تو اُن لوگوں کی تدبیر تم کو ذرا بھی ضرر نہ پہونچا سکیگی) چونکہ بعض اوقات باوجود صبر و تقوی کے عدو کی جانب سے ضرر پہونچنا مشاہد ہوتا ہے پس آیت ضرر حقیقی کی نفی پر محمول ہوگی نہ مطلق ضرر پر جو صوری کو بھی شامل ہو پس اس آیت کا بھی وہی مدلول ہوگا جو آیت سابقہ کا مدلول ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ اذ ھمت طائفتان منکم ان تفشلا واللّٰہ ولیھما قال العبد الضعیف الآیۃ صریحۃ فی عدم التنافی بین حدیث النفس بالمعصیۃ وبین الولایۃ فان الظاہر کما فی الروح ان ھذا الھم لم یکن عن عزم وتصمیم علی مخالفۃ النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم ومفارقتہ لان ذلک لا یصدر مثلہ عن مؤمن بل کان مجرد حدیث النفس ووسوسۃ کما فی قولہ ؎

اقول لھا اذا جشأت وجاشت ۔ مکانک تحمدی او تستریحی

ویؤید ذلک قولہ تعالیٰ واللّٰہ ولیھما المفید لاستبعاد فشلھما او ھمھما مع کونھما فی ولایۃ اللّٰہ تعالیٰ اھ ملخصاً

قولہ تعالیٰ اذ ھمت طائفتان منکم ان تفشلا واللّٰہ ولیھما (ترجمہ جب تم میں سے دو جماعتوں نے دل میں خیال کیا کہ ہمت ہار دیں اور اللّٰہ تعالیٰ تو اُن لوگوں کا مددگار تھا) روح المعانی میں ہے کہ یہ ھم مرتبہ عزم میں نہ تھا چنانچہ واللّٰہ ولیھما اس کا قرینہ ہے کیونکہ حمایت الٰہیہ میں ہوتے ہوئے ایسا امر مستبعد ہے بلکہ یہ محض حدیث النفس اور وسوسہ تھا آہ ملخصاً احقر کہتا ہے پس آیت صریح ہے اسمیں کہ حدیث النفس بالمعصیۃ اور ولایت میں کوئی تنافی نہیں۔

المتن قولہ تعالیٰ والکاظمین الغیظ الخ قال العبد الضعیف فیہ ان الغیظ الطبعی لا ینافی الکمال فان الآیۃ مدح للکاملین وانما الکمال حفظ الحدود اذا غاظ کما یدل علیہ المدح بالکظم انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ والکاظمین الغیظ الخ (ترجمہ اور غصے کے ضبط کرنے والے) اس سے ثابت ہوا کہ غیظ طبعی کمال کے منافی نہیں چنانچہ کظم کا موقوف غیظ پر ہونا ظاہر ہے۔

المتن قولہ تعالیٰ ولم یصروا علی ما فعلوا الخ فی الروح اخرج ابن جریر عن الحسن انہ قرأ الذین ینفقون فی السراء والضراء الآیۃ ثم قرأ والذین اذا فعلوا فاحشۃ الآیۃ فقال ان ھذین النعتین لنعت رجل واحد۔

قولہ تعالیٰ والذین اذا فعلوا الی قولہ ولم یصروا علی ما فعلوا الخ (ترجمہ اور ایسے لوگ کہ جب کوئی ایسا کام کر گذرتے ہیں جسمیں زیادتی ہو یا اپنی ذات پر نقصان اٹھاتے ہیں تو اللّٰہ تعالیٰ کو یاد کر لیتے ہیں الخ) روح میں ہے کہ حسن سے روایت ہے کہ یہ بھی صفت اُسی کی ہے جسکی صفت الذین ینفقون فی السراء الخ

حاشیہ: ضرر ظاہری لا ینافی عدم الضرر الحقیقی ۔ عدم تنافی الضرر حقیقی مع عدم الضرر الحقیقی

حاشیہ: عدم التنافی بین حدیث النفس بالمعصیۃ وبین الولایۃ ۔ حدیث النفس اور ولایت میں منافات نہیں

حاشیہ: الغضب الطبعی لا ینافی الکمال اذا حفظ الحدود ۔ غضب طبعی بشرط حفظ حدود منافی کمال نہیں

ثم بعد اسطر ولا يخفى انه على تقدير كون المعنيين نعت رجل واحد كما حكى عن الحسن رفى الرواية التى مرت انفا) يمكن ان يقال ان ذكر هذه الجملة عقيب تلك لما ذكره بعض المحققين (انها كالتذييل للكلام السابق كما ذكره فى الروح ايضا) واى مانع من الاخبار بانهم محبوبون عند الله تعالى وان الله تعالى منجز ما وعدهم ولا بد وكونهم اذا اذنبوا استغفروا وتابوا لا ينافى كونهم محسنين اما اذا اريد من الاحسان الانعام على الغير فظاهر واما اذا اريد به الاتيان بالاعمال على الوجه اللائق او ان تعبد الله تعالى كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك كما صرح به فى الصحيح فلان ذلك لو نافى لزم ان لا

اور اس سے معلوم ہوا کہ گناہ ہو جانا جبکہ توبہ کر لیں اور اصرار نہ کریں محسن ہونے کے منافی نہیں کیونکہ محسنین بھی انہیں کو فرمایا ہے اگر احسان سے مراد معنی متعارف یعنی دوسرے کو نفع پہونچانا ہو تب تو ظاہر ہے اور اگر احسان کے وہ معنی ہوں جو حدیث میں ہے ان تعبد الله كانك تراه فان لم تكن تراه فانه يراك تب اسلئے کہ اگر اس میں منافات ہو تو لازم آتا ہے کہ محسن ایسی شخص پر صادق آوے جو معصوم کے درجہ کا ہو اور اس شخص پر صادق نہ آوے جس نے ایک مدت دراز تک نہایت خوبی اور شایستگی کے ساتھ حق تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت کی ہو پھر ایک لحظہ کیلئے اس سے کوئی معصیت ہو گئی ہو پھر وہ اسپر اشد درجہ نادم ہوا ہو اور اہتمام سے استغفار کر لیا ہو اور میرا خیال نہیں کہ کوئی اس کا قائل ہو سکے آہ

يصدق المحسن الا على نحو المعصوم ولا يصدق على من عبد الله تعالى واطاعه مدة مديدة على اليق وجه واحسنه ثم عصاه لحظة فندم اشد الندم واستغفر سيد الاستغفار ولا اظن احدا القول بذلك فتدبر آه

المتن قوله تعالى ولقد كنتم تمنون الموت الآية قال العبد الضعيف فيه جواز تمنى الموت اشتياقا الى السعادة الاخروية المتوقعة فى الشهادة لا يقال انه تعالى انكر عليهم فلا احتجاج فيه لانى اقول لم ينكر على التمنى بل انكر على ما ظهر منهم خلاف هذا التمنى انتهى القول۔

قوله تعالى ولقد كنتم تمنون الموت الآية (ترجمہ اور تم تو مرنے کی تمنا کر رہے تھے الخ) اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اسپر انکار فرمایا کہ تم سے اس تمنی کے خلاف افعال کیوں صادر ہوئے مگر نفس تمنی پر انکار نہیں فرمایا اس سے معلوم ہوا کہ مطلق تمنی موت مذموم نہیں بلکہ وہ جب سعادت اخرویہ کے اشتیاق میں ہو جسکی توقع شہادت میں ہوتی ہے تو جائز ہے۔

المتن قوله تعالى افان مات او قتل انقلبتم على اعقابكم الآية قال العبد الضعيف لما كانت الآية عتابا لمن لم ينقلب وانما عمل عمل المنقلب من الانهزام والفزع الشديد فدلت على ذم ما يقع من الشديد والاسف البالغ على موت احد من الشيوخ كما هو عادة اكثر المعتقدين من العوام بل الخواص ايضا وكذا توهم بقاء الدين بلا خادم ولا ناصر انتهى القول

قوله تعالى۔ افان مات او قتل انقلبتم على اعقابكم (ترجمہ سو اگر آپکا انتقال ہو جاوے یا آپ شہید ہی ہو جاویں تو کیا تم لوگ الٹے پھر جاؤ گے) ظاہر ہے کہ یہاں صحابہ سے انقلاب کا وقوع نہوا تھا البتہ انقلاب والوں کا سا کچھ عمل ہو گیا تھا جیسے ہزیمت اور جزع فزع شدید اس بنا پر آیت سے معلوم ہوا کہ کسی پیر کے مرجانے پر فزع شدید اور سخت رنج کرنا جیسا کہ اکثر معتقدین عوام بلکہ خواص کا بھی طرز ہے مذموم ہے اور

ولقد احسن صاحب الروح فی التعبیر عن ھذا المعنی فقال والاشارة فی ذلك الی انه تعالی عاتب من تزلزل لذھاب الواسطة العظمی عن البین وھو مناف لمشاھدة الحق ومعاینته آه

اسی طرح یہ توہم کرنا کہ اب کوئی دین کا حامی و خادم نہ رہا یہ بھی مذموم ہے اور روح میں ہے کہ آیت میں اس شخص کے عتاب کی طرف اشارہ ہے جو درمیان میں سے واسطہ کے فوت ہو جانے سے متزلزل ہو جاوے کیونکہ یہ مشاہدہ حق کے منافی ہے آه

ف ۱۶۰ نفی الاستغراق

ف ۱۶۰ استغراق کی نفی

الحاشیة - قوله تعالی ثم انزل علیکم من بعد الغم امنة نعاسا الایة ای واردا من الطافه ظهر فی صورة النعاس وھو السکینة الرحمانیة -

قوله تعالی ثم انزل علیکم من بعد الغم امنة نعاسا (ترجمہ پھر اللہ تعالیٰ نے اس غم کے بعد تم پر چین بھیجی یعنی اونگھ) بعض اوقات الطاف الٰہیہ کا کوئی وارد بشکل نعاس ظاہر ہوتا ہے اور وہ سکینہ رحمانیہ ہے کذا فی الروح -

قوله تعالی ولیبتلی اللہ ما فی صدورکم ای یمتحن ما فی استعدادکم من الصدق والاخلاص والتوکل ونحو ذلك من الاخلاق ویخرجها من القوة الی الفعل ولیمحص ما فی قلوبکم ای یخلص ما برز من مکمن الصدر الی مخزن القلب من غش الوساوس وخواطر النفس فان البلاء سوط یسوق اللہ تعالی به عباده الیه ولهذا ورد اشد الناس بلاء الانبیاء ثم الاولیاء فالامثل فالامثل وللہ تعالی در من قال

ف ۱۶۱ مصلحة البلاء ومنه القبض

ف ۱۶۱ بلا میں مصلحت کہ ابتلا و قبض بھی ہے

للہ در النائبات فانها صدأ اللئام وصیقل الابرار

ما کنت الا زبرة فطبعتنی سیفا واطلع صرفهن غراری

قوله تعالی ولیبتلی اللہ ما فی صدورکم ولیمحص ما فی قلوبکم (ترجمہ اور یہ جو کچھ ہوا اسلئے ہوا تاکہ اللہ تعالیٰ تمہارے باطن کی بات کی آزمائش کرے اور تاکہ تمہارے دلوں کو صاف کر دے) یعنی تمہاری استعداد میں جو صدق و اخلاص و توکل وغیرہ ہے اس کا اس طرح امتحان فرما دے کہ اسکو قوت سے فعل کی طرف لاوے اور قلب میں جو کچھ وساوس و خواطر النفس کا میل کچیل ہے اسکو دور کر دے کیونکہ بلا میں یہ خاصیت ہے کذا فی الروح -

وذلك لانهم ینقطعون الی الحق ولا یظهر علی کل منهم الا ما فی مکمن استعداده -

قوله تعالی انما استزلهم الشیطن ببعض ما کسبوا من الذنوب لانها تورث الظلمة والشیطان لا مجال له علی ابن آدم بالتزیین الا اذا وجد ظلمة فی القلب وفی الروح فی تفسیر اهل الظاهر ویراد ببعض ما کسبوا اما الذنوب السابقة ومعنی السببیة انجرارها الیه لان الذنب یجر الذنب کما ان الطاعة تجر الطاعة واما الذنوب السابقة لا بطریق الانجرار بل لکراهة الجهاد معها فقد قال الزجاج ان الشیطان ذکرهم

ف ۱۶۲ بعض الضلال الی ظلمة فی المعصیة

ف ۱۶۲ معاصی کی ظلمت باعث ضلال ہے -

قوله تعالی انما استزلهم الشیطن ببعض ما کسبوا (ترجمہ اسکے سوا اور کوئی بات نہیں ہوئی کہ ان کو شیطان نے لغزش دیدی ان کے بعض اعمال کے سبب سے) وجہ یہ کہ ذنوب سے ظلمت پیدا ہوتی ہے اور شیطان کا قابو اسی وقت ہوتا ہے جب قلب میں ظلمت پاتا ہے اور روح المعانی میں زجاج سے نقل کیا ہے کہ شیطان نے ان کو بعضے وہ گناہ یاد دلائے جنکو لیکر حق تعالیٰ سے ملنا ان کو خوش معلوم نہ ہوا اسلئے وہ جہاد سے ہٹ گئے تاکہ وہ اپنی حالت کی درستی کر

القطاع لهم کرهوا القاهم الله تعالیٰ بهما فاخروا الجهاد ولو لوا حتی یصلحوا انفسهم ویجاهدوا علی حال مرضیة آه قال العبد الضعیف وعلی تفسیر الزجاج فی الآیة اصل لما اشتهر عن الشیخ الاکبر رحمه الله تعالیٰ انه

پسندیدہ حالت پر جہاد کریں اور خدا تعالیٰ سے ملیں آہ احقر کہتا ہے کہ زجاج کی تفسیر پر آیت میں اصل ہے اس مقولہ کی جو شیخ اکبر سے مشہور ہے کہ تکمیل توبہ کے بعد پھر گناہوں کو یاد کرنا مناسب نہیں کیونکہ وہ بندہ کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان حجاب بن جاتے ہیں۔

لا ینبغی بعد التوبة الکاملة تذکر المعاصی فانها تکون حجابا بینه وبین الله تعالیٰ - انتهی القول

قوله تعالیٰ ولئن قتلتم فی سبیل الله او متم لمغفرة من الله ورحمة خیر مما یجمعون ولئن متم او قتلتم لا لی الله تحشرون فی الروح وزعم بعض ان فی الآیة تقسیم مقامات العبودیة الی ثلثة اقسام فمن عبد الله تعالیٰ خوفا من ناره آمنه مما یخاف والیه الاشارة بقوله تعالیٰ لمغفرة من الله ومن عبد الله تعالیٰ شوقا الی جنته اناله ما یرجو والیه الاشارة بقوله سبحانه ورحمة لان الرحمة من اسماء الجنة ومن عبد الله تعالیٰ شوقا الی وجهه الکریم لا یرید غیره فهو العبد المخلص الذی یتجلی علیه الحق جل جلاله فی دار کرامته والیه الاشارة بقوله عز اسمه لا لی الله تحشرون ولا یخفی انه من باب التاویل لا من قبیل التفسیر۔

قوله تعالیٰ ولئن قتلتم فی سبیل الله او متم لمغفرة من الله ورحمة خیر مما یجمعون (ترجمہ اور اگر تم لوگ اللہ کی راہ میں مارے جاؤ یا کہ مر جاؤ تو بالضرور اللہ تعالیٰ کے پاس کی مغفرت اور رحمت اُن چیزوں سے بہتر ہے جنکو یہ لوگ جمع کر رہے ہیں) اسمیں قتل و موت فی سبیل اللہ کی جزا میں مغفرت و رحمت کو فرمایا ہے ولئن متم او قتلتم لا لی الله تحشرون (ترجمہ اور اگر تم لوگ مر گئے یا مارے گئے بالضرور اللہ ہی کے پاس جمع کئے جاؤ گے) اسمیں موت و قتل کی جزا میں حشر الی اللہ کو فرمایا ہے اس تفاوت کی وجہ میں بعض نے بطریق تاویل نہ کہ بطریق تفسیر یہ کہا ہے کہ اول آیت میں اُن کا ذکر ہے جو نار و جنت کی سبب عبادت کرتے ہیں اور دوسری آیت میں اُن کا ذکر ہے جو خاص اُسکی ذات ہی کو مقصود سمجھتے ہیں تو اُنپر خاص تجلی ہوگی کذا فی الروح۔

الملتقط قوله تعالیٰ وشاورهم فی الامر فی الروح وفائدتها الاستظهار برایهم ویوید ذلک ما اخرجه الامام احمد عن عبد الرحمن بن غنم ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال لابی بکر وعمر لو اجتمعتما فی مشورة ما خالفتکما وفیه لو کانت

قوله تعالیٰ وشاورهم فی الامر (ترجمہ اور اُن سے خاص خاص باتوں میں مشورہ لیتے رہا کیجئے) روح میں ہے کہ فائدہ اس مشورہ لینے کا اُن کی رائے سے مدد اور قوت لینا ہے آہ احقر کہتا ہے تو اس بنا پر آیت اسپر بھی دال ہے کہ بعض احوال میں بعض نفع تابع سے متبوع کو پہونچ جاتا ہے۔

المشورة لمجرد تطییب النفوس دون الاستظهار کان لمشاورة ای واحد منهم (ای من الصحابة) وان لم یکن من ارباب الرای وجه قال العبد وما ورد کما اخرج ابن عدی والبیهقی فی الشعب بسند حسن عن ابن عباس قال لما نزلت وشاورهم فی الامر قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اما ان الله ورسوله لغنیان منها ولکن جعلها الله تعالیٰ رحمة لامتی الحدیث وبه احتج من قال انها کانت لتطییب

انفسهم فقط فمعناه ان الله غني بالفعل ورسوله بالقوة بحيث لو لم تشرع له المشاورة هداه الى الصواب وحيًا وقال العبد ان الاية على هذا دالة على وصول بعض النفع من التابع الى المتبوع فی بعض الاحوال انتهى القول۔

المتن قوله تعالٰى ويعلمهم الكتاب والحكمة في مجموع الاٰية اثبات تعليم الاسرار وتعليم لبعض طرق السلوك على ما يقال كما في الروح ان المراد من تلاوة الاٰيات تلاوة ما يوحى اليه صلى الله عليه وسلم من الايات الدالة على التوحيد والنبوة ومن التزكية الدعاء الى الكلمة الطيبة المتضمنة للشهادة لله تعالٰى بالتوحيد ولنبيه عليه الصلوٰة والسلام بالرسالة وبتعليم الكتاب تعليم الفاظ القراٰن وكيفية ادائه ليتهيأ لهم بذلك اقامة عماد الدين وبتعليم الحكمة الايقاف على الاسرار المخبوءة في خزائن كلام الله تعالٰى وحينئذ امر ترتيب هذه المتعاطفات ظاهر اذ حاصل ذلك انه صلى الله عليه وسلم يمهد سبل التوحيد ويدعو اليه ويعلم ما يلزم بعد التلبس ويزيد على الزبد شهدا فقدم التلاوة لانها من باب التمهيد ثم التزكية لانها بعده وهي اول امر يحصل منه صفة يتلبس بها المومنون وهي من قبيل التخلية المتقدمة على التحلية لان درء المفاسد اولى من جلب المصالح ثم التعلم لانه انما يحتاج اليه بعد الايمان بقي امر تقدم التعليم على التزكية في آية البقرة ولعله كان ايذانا بشرافة التحلية كما اشرنا اليه هنالك فتامل آه قال العبد الضعيف ويمكن ان يشار بهذا التقديم تقديم التحلية على التخلية احيانا وكلا الطريقين شائع في القوم انتهى القول۔

قوله تعالٰى ويعلمهم الكتاب والحكمة (ترجمہ اور اُن کو کتاب اور فہم کی باتیں بتلاتے رہتے ہیں) مجموع آیت میں ایک تو علم اسرار کا اثبات ہے اور نیز بعض طرق سلوک کی تعلیم ہے جیسا کہ روح میں ہے کہ تلاوت سے مراد آیات توحید و نبوت کی تبلیغ ہے اور تزکیہ سے مراد کلمہ طیبہ کی طرف بلانا جو توحید و رسالت پر دال ہے (کہ وہ سبب ہے شرک سے پاک ہونیکا) اور تعلیم کتاب سے مراد الفاظ قرآن کی تعلیم اور تعلیم حکمت سے مراد اسرار قرآنیہ پر واقف بنانا ہے پس اول تلاوت ہے کیونکہ وہ تمہید ہے پھر تزکیہ جسکی ساتھ سب سے اول مومن موصوف ہوتا ہے پھر تعلیم جسکی حاجت بعد ایمان کے ہوگی پس اس سے تخلیہ کی (تزکیہ اسکی ایک فرد ہے) تقدیم تحلیہ پر (کہ تعلیم اسکی ایک فرد ہے) مفہوم ہوئی اب یہ بات رہ گئی کہ آیت بقرہ میں تزکیہ پر تعلیم کو کیوں مقدم فرمادیا سو شاید اسمیں تنبیہ ہو تحلیہ کے شرف پر آہ اور احقر کہتا ہے کہ ممکن ہے کہ اسمیں اشارہ اس طرف ہو کہ گاہے کسی مقتضی کے سبب تحلیہ کو تخلیہ پر مقدم کردیا جاتا ہے اور قوم میں دونوں طریقے معمول بہ ہیں۔

المتن- قولہ تعالیٰ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عند ربھم یرزقون فرحین بما آتاھم اللہ من فضلہ ویستبشرون بالذین لم یلحقوا بھم من خلفھم الا خوف علیھم ولا ھم یحزنون فی الروح بدل من الذین بدل اشتمال مبین لکون استبشارھم بحال اخوانھم لا بذواتھم ای یستبشرون بما تبین لھم من حسن حال اخوانھم الذین ترکوھم احیاء وھو انھم عند قتلھم فی سبیل اللہ تعالیٰ یفوزون کما فازوا ویحوزون من النعیم کما حازوا والی ھذا ذھب ابن جریج وقتادۃ اھ

قولہ تعالیٰ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ الی قولہ ولا ھم یحزنون (ترجمہ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل کئے گئے اُن کو مردہ مت خیال کرالخ) حاصل یہ کہ جن لوگوں کو شہداء کے مارے جانے پر حسرت تھی اُن کو سنایا جاتا ہے کہ تم اسکی تمنا مت کرو کہ وہ دنیا میں رہتے بلکہ خود وہ شہداء تمھاری نسبت یہ خوشی منا رہے ہیں کہ اگر تم شہید ہو جاؤ تو تم بھی اُن ہی کی طرح نعیم سے فائز ہو فی الروح والی ہذا ذہب ابن جریج وقتادہ ف [180] پس یہ اُسی کی نظیر ہے جو اہل جہاد اکبر میں اور محجوبین میں واقع ہو رہا ہے کہ ہر ایک دوسرے کے لئے اپنی حالت پر ہونے کی تمنا کر رہا ہے۔

قال العبد الضعیف وھو نظیر ما وقع بین اہل الجہاد الاکبر وبین المحجوبین من ان الآخرین کما یتمنون کون الاولین علی مثل حالھم کذلک الاولون یتمنون کون الآخرین علی مثل حالھم انتھی القول۔

المتن قولہ تعالیٰ انما ذلکم الشیطان یخوف اولیاءہ فلا تخافوھم قال العبد الضعیف فیہ ف [181] اصل للمقالۃ المنقولۃ عن بعضھم بعد تلاوۃ الاستعاذۃ ایھا الشیطان لا تزعم باستعاذتی انی اخافک او انک تعظم فی قلبی فانما استعذت امتثالا لامر اللہ تعالیٰ والا فانک اخس فی عینی من ان استعیذ منک انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ انما ذلکم الشیطان یخوف اولیاءہ فلا تخافوھم (ترجمہ اس سے زیادہ کوئی بات نہیں کہ یہ شیطان ہے کہ اپنے دوستوں سے ڈراتا ہے سو تم اُس سے مت ڈرنا) اسمیں اُس مقولہ کی ف [181] اصل ہے جو بعض بزرگوں سے منقول ہے کہ اُنھوں نے اعوذ باللہ پڑھی پھر شیطان سے خطاب کیا کہ تو میرے استعاذہ سے یہ نہ سمجھنا کہ میں تجھسے ڈرتا ہوں یا میں تجھکو اپنے دل میں کچھ باوقعت سمجھتا ہوں میں نے محض امتثال لامر اللہ استعاذہ پڑھ لیا ہے ورنہ تو میری آنکھ میں اتنی قدر نہیں رکھتا کہ میں تجھ سے استعاذہ کروں۔

المتن قولہ تعالیٰ ولا یحسبن الذین کفروا انما نملی لھم خیر لانفسھم انما نملی لھم لیزدادوا اثما قال العبد الضعیف فیہ اشارۃ الی عدم ف [182] الاغترار بالبسط مع المعصیۃ انما الخیر فی ھذہ الحالۃ ھو القبض الذی یتنبہ بہ علی تقصیرہ فیتوب فان المعصیۃ احد اسباب القبض فیتوب ولو احتمالا انتھی القول۔

قولہ تعالیٰ ولا یحسبن الذین کفروا انما نملی لھم خیر لانفسھم انما نملی لھم لیزدادوا اثما (ترجمہ اور جو لوگ کفر کر رہے ہیں وہ یہ خیال ہرگز نہ کریں کہ ہمارا اُن کو مہلت دینا اُن کے لئے بہتر ہے ہم اُن کو صرف اس لئے مہلت دے رہے ہیں جسمیں جرم میں اُن کو اور ترقی ہو جاوے) اسمیں اس طرف بھی ف [183] اشارہ ہے کہ اگر معصیت کے ساتھ بسط رہے تو اسپر مغرور نہ ہو بلکہ اس حالت میں خیر قبض ہی میں ہے جس سے متنبہ ہو کر توبہ کرلے کیونکہ احتمالاً اسباب قبض میں سے معصیت بھی ہے

ف [180] تحسر اھل الدنیا علی اھل اللہ وبالعکس
ف [180] اہل دنیا کی اہل اللہ پر اور اہل اللہ کی اہل دنیا پر حسرت

ف [181] اصل مقولۃ بعض العارفین انی لا اخاف الشیطان
ف [181] بعض عارفین کے اس مقولہ کی اصل کہ میں شیطان سے نہیں ڈرتا

ف [182] عدم الاغترار بالبسط مع المعصیۃ
ف [183] معصیت کی ساتھ بسط رہنے پر مغرور نہ ہو۔

المتن قوله تعالیٰ الذین قالوا ان الله عهد الینا ان لا نؤمن برسول حتی یأتینا بقربان تأکله النار قال العبد الضعیف فیه رد علی من یشترط لاعتقاده معاینة الخوارق والکرامات فی الروح ان دعوی اولئك الیهود هذا العهد من مفتریاتهم واباطیلهم لان اکل النار القربان لم یوجب الایمان الا بکونه معجزة فهو وسائر المعجزات سواء فی ذلك اهـ

قوله تعالیٰ الذین قالوا ان الله عهد الینا ان لا نؤمن برسول حتی یأتینا بقربان تأکله النار (ترجمہ وہ ایسے لوگ ہیں کہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمکو حکم فرمایا تھا کہ ہم کسی پیغمبر پر اعتقاد نہ لاویں جب تک کہ ہمارے سامنے معجزہ نذر و نیاز خداوندی کا ظاہر نہ کرے کہ اُسکو آگ کھا جاوے) اسمیں اس شخص پر رد ہے جو معتقد ہونے کا معیار خوارق وکرامات کو قرار دے۔

المتن قوله تعالیٰ فمن زحزح عن النار وادخل الجنة فقد فاز قال العبد الضعیف تسمیته تعالیٰ دخول الجنة والنجاة من النار فوزا دلیل علی بطلان من ادعی الاستغناء عنهما نعم من کان غالبا علیه الحال فلا کلام فی عذره انتهی القول۔

قوله تعالیٰ فمن زحزح عن النار وادخل الجنة فقد فاز (ترجمہ تو جو شخص دوزخ سے بچا لیا گیا اور جنت میں داخل کیا گیا سو پورا کامیاب وہ ہوا) حق تعالیٰ کا اسکو فوز فرمانا اُس شخص کے بطلان پر دلیل ہے جو جنت ونار سے استغنا کا دعویٰ کرے البتہ مغلوب الحال معذور سمجھا جاویگا۔

المتن قوله تعالیٰ لا تحسبن الذین یفرحون بما اتوا ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا فلا تحسبنهم بمفازة من العذاب قال العبد الضعیف فیه ذم لما علیه اکثر متصوفی زماننا من ان جل حدیث مجلسهم مدحهم بکمالات لیست فیهم ولیس قید الذم فان حب المدح بما یوجد فیه مذموم ایضا وانما التقیید لخصوصیة الواقعة التی نزلت الآیة فیها انتهی القول۔

قوله تعالیٰ لا تحسبن الذین یفرحون بما اتوا ویحبون ان یحمدوا بما لم یفعلوا فلا تحسبنهم بمفازة من العذاب (ترجمہ جو لوگ ایسے ہیں کہ اپنے کردار پر خوش ہوتے ہیں اور جو کام نہیں کیا اُسپر چاہتے ہیں کہ اُن کی تعریف ہو سو ایسے شخصوں کو ہرگز مت خیال کرو کہ وہ خاص طور کے عذاب سے بچاؤ میں رہیں گے) اسمیں اس زمانہ کے مدعیان تصوف کی اس عادت کی مذمت ہے کہ اُن کی مجالس کے تذکروں کا زیادہ حصہ اُن کی مدح ایسے کمالات کے ساتھ ہوتی ہے جن سے وہ کورے ہیں اور یہ ما لم یفعلوا اس ذم کی قید نہیں کیونکہ کمال موجود سے مدح بھی مذموم ہے یہ قید خصوصیت قصہ نزول کے سبب ہے۔

المتن قوله تعالیٰ الذین یذکرون الله قیاما وقعودا وعلی جنوبهم ویتفکرون فی خلق السموات والارض قال العبد الضعیف فی الآیة مسئلتان الاولیٰ ان الفکر عبادة ایضا کما ان الذکر عبادة الثانیة ان محل الفکر هو الخلق حیث قید الفکر

قوله تعالیٰ الذین یذکرون الله قیاما وقعودا وعلی جنوبهم ویتفکرون فی خلق السموات والارض (ترجمہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ کی یاد کرتے ہیں کھڑے بھی بیٹھے بھی لیٹے بھی اور آسمانوں اور زمین کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں) اس آیت میں دو مسئلے ہیں ایک یہ کہ فکر بھی مثل ذکر کے

بخلق السموات والارض ومن ثم قالوا لا تفکروا فی ذات الله انتہی القول

عبادت ہے دوسرا یہ کہ فکر کا محل خلق ہے نہ کہ خالق کی ذات۔

المتن قوله تعالیٰ ربنا ما خلقت هذا باطلا قال العبد الضعیف لما کان الباطل المعدوم والعبث مثبتۃ ف۱۸۸ ان ما نقل عن بعض الاکابر ان الممکنات ما شمت رائحة الوجود ماؤل بان المراد مرتبة الاتصاف الحقیقی ولو بالواسطة وتسمی واسطة فی الثبوت کحرکة المفتاح بحرکة الید لا نفی الاتصاف المجازی وتسمی واسطة فی العروض کحرکة الجالس بحرکة السفینة ولم یدل علی خلافه دلیل سمعی ولا عقلی وقد یستعمل الباطل بمعنی الفانی وعلیه ورد فی الحدیث الا کل شیء ما خلا الله باطل + والقرینة علیه ما بعده من قوله + وکل نعیم لا محالة زائل + انتہی القول +

قوله تعالیٰ ربنا ما خلقت هذا باطلا (ترجمہ اے پروردگار آپ نے اسکو لا یعنی پیدا نہیں کیا) چونکہ باطل میں معدوم بھی داخل ہے اور اس آیت میں اسکی نفی ہے اس سے معلوم ہوا کہ بعض اکابر کا یہ مقولہ ف۱۸۸ کہ ممکنات نے وجود کی بو بھی نہیں سونگھی ماؤل ہے اور تاویل یہ ہے کہ مراد اتصاف حقیقی کا مرتبہ ہے جو واسطہ فی الثبوت میں ہوتا ہے نہ کہ اتصاف مجازی جو واسطہ فی العروض میں ہوتا ہے۔

المتن قوله تعالیٰ یا ایها الذین آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا الآیة قالوا فی تفسیر رابطوا ای اقیموا فی الثغور رابطین خیولکم فیها حابسین لها مترصدین للغزو ومستعدین له بالغاین فی ذلک المبلغ الا وفی اکثر من اعدائکم واخرج مالک والشافعی واحمد ومسلم عن ابی هریرة عن النبی صلی الله علیه وسلم قال الا اخبرکم بما یمحو الله تعالیٰ الخطایا ویرفع به الدرجات اسباغ الوضوء علی المکاره وکثرة الخطا الی المساجد وانتظار الصلوة بعد الصلوة فذلکم الرباط فذلکم الرباط فذلکم الرباط فدل ف۱۹۰ مجموع الآیة والحدیث علی عموم المرابطة مرابطة ثغر ومرابطة نفس وهذا اصل تسمیة مجاهدة النفس بالجهاد فی قولهم هذا هو الجهاد الاکبر وانما سمی اکبر باعتبار ان الاخلاص الذی هو من مرابطة النفس شرط لاعتبار الجهاد الظاهری ولیس اکبریته من کل الوجوه انتہی القول۔

قوله تعالیٰ یا ایها الذین آمنوا اصبروا وصابروا ورابطوا (ترجمہ اے ایمان والو خود صبر کرو اور مقابلہ میں صبر کرو اور مقابلہ کے لئے مستعد رہو) رباط کی تفسیر مرابطہ ثغر سے ظاہر ہے اور حدیث میں اسباغ وضو و انتظار صلوۃ وغیرہ کو رباط فرمایا ہے جو کہ مرابطہ نفس ہے پس مجموعہ آیت و حدیث ف۱۹۰ سے جہاد نفس پر جہاد کے اطلاق کی اصل نکلی

قد تمت سورة آل عمران ویتلیها سورة النساء ان شاء الله تعالیٰ

ختم ہوئی سورۂ آل عمران اور آگے سورۃ النساء آتی ہے ان شاء اللہ تعالیٰ

ملحقة من رسالة التائيد المذكورة

فی آخر التمهيد

سورة آل عمران

قوله تعالىٰ ويحذركم الله نفسه وهذه الآية وامثالها دالة ظاهرة على صدق مقالة المشائخ حيث قالوا ان العارف لا يخاف الا ذاته تعالىٰ ولا يخاف عذاب النار ولا فوات نعيم الجنة ولا الدنيا بجميع ما فيها ويدل على مثل ذالك ايضاً قول النبي صلى الله عليه وسلم اللهم انى اعوذ بك منك -

قوله تعالىٰ والى الله المصير يعني الى الله نفسه وذاته مصير كل بر وفاجر وكل قريب وبعيد فاما الفاجر فمصيره السعير المسجر بحطب الغضب المسعر السخط والانتقام والمقت من الحق تعالىٰ وكل ذالك صفات الله تعالىٰ واما مصير الابرار الى الله تعالىٰ فى دار السلام والى الدرجات العلىٰ -

قوله تعالىٰ قل ان كنتم تحبون الله المحبة اصلها الارادة فتنموا وتزداد الى ان تصير محبة ثم لا تزال تزداد حتى تكمل اما الشوق والعشق فهى محبة ملتهبة والالتهاب انما يحصل عند ازدياد المحبة مع فقد الوصل -

اضافه از ترجمہ

رسالہ تائید

سورۂ آل عمران

قولہ تعالیٰ ویحذرکم اللہ نفسہ اور یہ آیتیں اور جو انکی مانند ہیں مشائخ کے اس مقولہ کے صدق پر کھلی دلالت کر رہی ہیں جو ان حضرات نے فرمایا ہے کہ عارف بجز ذات خدائے برتر کے کسی چیز سے نہیں ڈرتا اور نہ عذاب دوزخ سے ڈرتا ہے اور نہ نعیم جنت کے فوت ہونے سے اور نہ تمام دنیا کے فوت ہونے سے اور ایسی ہی مضمون پر قول نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی دلالت کرتا ہے اے اللہ میں تیری پناہ مانگتا ہوں آپکی آپ سے۔

قولہ تعالیٰ والی اللہ المصیر یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات کی طرف ہر نیکوکار اور ہر بدکردار اور ہر قرب والے اور ہر بعد والے کا لوٹنا ہے سو بدکردار کا لوٹنا تو دوزخ کی طرف ہوگا جو غضب کی لکڑیوں سے روشن کیگئی ہے اور حق تعالیٰ کے غصہ اور انتقام اور ناخوشی کے ایندھن سے بھڑکائی گئی ہے اور یہ سب اللہ تعالیٰ کی صفتیں ہیں اور نیکوکاروں کا لوٹنا اللہ تعالیٰ کی طرف دار السلام میں اور بلند درجوں کی طرف ہوگا۔

قولہ تعالیٰ قل ان کنتم تحبون اللہ محبت کی بنیاد ارادہ ہے پھر وہ ترقی کرتا رہتا اور بڑھتا رہتا ہے یہاں تک کے محبت ہوجاتا ہے پھر محبت بڑھتی رہتی ہے حتی کہ کامل ہوجاتی ہے لیکن شوق اور عشق سو وہ محبت مشتعلہ کو کہتے ہیں اور اشتعال اسوقت ہوتا ہے جب محبت ترقی پر ہو اور وصال مفقود ہو۔

فان حصل الوصال زال الالتهاب ولا يزال تزداد لمن تزداد حتى تكمل واذا اكمل مع الوصل فهو الرضوان وليس الشوق والالتهاب ان يكون المحبة كاملة بل ربما يكون ناقصة ومع هذا يلتهب التهابا محرقا لفقد الوصال فافهم

پھر اگر وصال حاصل ہو گیا تو اشتعال جاتا رہتا ہو اور وہ محبت ہمیشہ بڑھتی رہتی ہے جسکی بڑھتی ہو یہاں تک کہ کمال کو پہنچ جاتی ہے اور جب محبت وصال کے ساتھ کامل ہو جاتی ہے تو اُس کا نام رضا ہے اور شوق اور اشتعال کیلئے کمال محبت لازم نہیں بلکہ بسا اوقات محبت ناقص ہوتی ہے اور باوجود اسکے وصال مفقود ہونیکی وجہ سے اسمیں سخت اشتعال سوزندہ ہوتا ہے۔

قولہ تعالیٰ۔ انی نذرت لك ما فی بطنی محررا يعنی عبدا خالصا عن كل شئ سوى عبوديتك يقال طين حر اى خالص صاف والحرية اعلى مقامات الاولياء فی العبودية وغلط اهل الاباحة ظنوا ان للحرية النفس عن عبودية الحق بارتفاع التكاليف عنه هذا باطل تلقوها من الشهوة والهوى فان الحرية كمال العبودية صفاء و خلوصا۔

قولہ تعالیٰ انی نذرت لك ما فی بطنی محررا یعنی بجز آپ کی بندگی کے اور سب چیزوں سے اُسکو خالص کر دیا چنانچہ کہا جاتا ہے طین حر یعنی خالص اور صاف مٹی اور حریت اولیاء اللہ کے اعلیٰ مقامات عبودیت سے ہے اور اہل اباحت نے غلطی کی کہ اس سے یہ سمجھ گئے کہ تکلیف شرعی مرتفع ہو کر نفس خدا کی بندگی سے آزاد ہو جاوے اور یہ محض باطل ہے جسکو انھوں نے محض شہوت اور خواہش نفسانی کی وجہ سے اختیار کیا ہے کیونکہ حریت تو یہ ہے کہ بندگی میں اعلیٰ درجہ کی صفائی اور خلوص ہو جاوے۔

قولہ تعالیٰ قال يمريم انى لك هذا كان ذلك الرزق فاكهة لمريم صلوات الله عليها ولم تكن نبية فدل على ان ذلك كرامة لها وليس معجزة لزكريا النبی عليه السلام لان زكريا لم يعلم بذلك وتعجب ولم تقل معجزتك

قولہ تعالیٰ قال یمریم انی لك هذا الآیۃ یہ رزق مریم علیہا السلام کے لئے ایک میوہ تھا اور آپ پیغمبر نہیں ہو اس سے ثابت ہوا کہ یہ اُن کی کرامت تھی اور زکریا علیہ السلام کا معجزہ نہ تھا کیونکہ اول تو زکریا علیہ السلام کو اسکی خبر نہیں ہوئی اور آپ نے تعجب ظاہر فرمایا دوسرے مریم علیہا السلام نے یہ جواب نہیں دیا کہ یہ آپکا معجزہ ہے۔

قولہ تعالیٰ حاکیا وابرئ الاكمه والابرص واحی الموتی باذن الله وهذا يدل على صحة ما قال المشايخ ان العبد يتخلق باخلاق الله اضاف ابراء الاكمه والابرص واحياء الموتى الى عيسى عليه السلام وقيد باذن الله وهذا عند مشايخ الصوفية غير محال ان يقدر الله من شاء من عباده على ذلك

قولہ تعالیٰ حاکیا وابرئ الاکمہ والابرص واحی الموتی باذن اللہ۔ یہ مضمون مشائخ صوفیہ کے اس قول کی صحت پر دلالت کرتا ہے کہ بندہ اخلاق خداوندی سے متصف ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے مادرزاد اندھے اور جذامی کے اچھا کرنے اور مردوں کے زندہ کرنے کو عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب فرمایا اور باذن الٰہی کی قید لگا دی اور یہ مشائخ صوفیہ کے

نزدیک محال نہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جسکو چاہے اسپر قادر کردے۔

قوله تعالیٰ لا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ هذه الاية دالة على بطلان قول الحلولية من الصوفية يقولون ان الانسان الفاهم العالم العامل هو الرب القايم في شخص الانسان اذا يرى شيئا فانما يرى الرب بالرب ويسمع الرب بالرب ويعلم الرب بالرب ومنها اثبت الوحدانية ومن قال بالحلول قال باكثر من واحد۔

قوله تعالیٰ لا یتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ یہ آیت ان لوگوں کے قول کے بطلان پر دلالت کرتی ہے جو صوفیہ میں سے حلول کے قائل ہیں وہ لوگ کہتے ہیں کہ انسان سمجھدار باعلم و عمل رب ہے جو انسان کی صورت میں قائم ہے جب وہ کسی چیز کو دیکھتا ہے تو گویا رب بذریعہ رب کے دیکھتا ہے اور رب بذریعہ رب کے سنتا ہے اور رب بذریعہ رب کے علم رکھتا ہے حالانکہ اس مقام پر وحدانیت کو ثابت فرمایا ہے اور جو لوگ حلول کے قائل ہیں وہ واحد سے زیادہ کے قائل ہیں (پس اُن کا قول منافی آیت کے ہوا)

قوله تعالیٰ ولکن کونوا ربانیین ای کونوا متخلقین باخلاق ربکم مبصرین ببصائر قلوبکم والربانی منسوب الى الرب تعالیٰ بالعبودية له فكون العبد ربا مستحيل وكونه ربانيا مطلوب جميل۔

قوله تعالیٰ ولکن کونوا ربانیین یعنی تم اپنے پروردگار کے اخلاق کے ساتھ متصف ہو جاؤ اپنے قلوب کی بصیرت سے مبصر ہو جاؤ اور ربانی منسوب ہو رب برتر کی طرف بندگی کے طور پر تو بندہ کا رب ہونا محال ہے اور اس کا ربانی ہونا مطلوب و خوبی ہے۔

قوله تعالیٰ ولا یأمرکم ان تتخذوا الملئكة والنبيين اربابا المشائخ قالوا ان اتخاذ الملئكة اربابا هو ذكرهم بالقلب والتفات اليهم بخاطر القلب وخطرات السر قال ابن عطاء اياك ان تلاحظ مخلوقا وانت تجد الى ملاحظة الحق سبيلا قال الواسطي في هذه الاية لا يخطرن باسراركم تعظيمهم ولا الفكر في صفاتهم (قلت المراد ملاحظة مقصودة والا فملاحظة الخلق بالشفقة والرحمة او من حيث ان الله تعالیٰ اوجب الايمان بالنبيين والملئكة فمطلوب في الشرع)۔

قوله تعالیٰ ولا یأمرکم ان تتخذوا الملئكة والنبيين اربابا مشائخ نے فرمایا ہے کہ فرشتوں کو رب بنانا یہ ہے کہ اُن کا دل سے ذکر کرے اور ان کی طرف خطرۂ قلبی و خطرات سری سے التفات کرے ابن عطاء نے فرمایا ہے کہ مخلوق کی طرف التفات کرنے سے بچے رہو جبکہ التفات الی الحق کے اسباب میسر ہیں۔ واسطیؒ نے اس آیت میں فرمایا کہ تمھارے باطن میں اُن کی تعظیم کا خطرہ نہ واقع ہو اور نہ اُن کے اوصاف میں غور کرنے کا خطرہ واقع ہو (میں کہتا ہوں مراد یہ ہے کہ مقصود کے طور پر یہ التفات نہو ورنہ شفقت اور رحمت کے ساتھ خلق کی طرف التفات کرنا اس اعتبار سے کہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں اور فرشتوں کی ساتھ ایمان لانے کو واجب کیا ہے خود شریعت میں مطلوب ہے)

قوله تعالیٰ الذين يذكرون الله قياما وقعودا وعلى جنوبهم يعني يذكرون الله في جميع الاحوال

قوله تعالیٰ الذين يذكرون الله قياما وقعودا وعلى جنوبهم یعنی اللہ کا ذکر سب حالتوں میں ہمیشہ ہمیشہ کیا کرتے ہیں

دائماً أبداً لان احوال الناس لا يخرج من هذه الاحوال الثلثة وهو القيام والقعود والاضطجاع ثم لابد للانسان من النوم والاكل والشرب فعلم ان المراد منه الذكر بالروح والقلب فانه يمكن في الاحوال كلها (اى هو اعظم فرد من المراد لا انه ينحصر فيه المراد)۔

تمت الملحقة

کیونکہ آدمیوں کے حالات ان احوال ثلثہ سے باہر نہیں ہوتے اور وہ کھڑا ہونا ہے اور بیٹھنا ہے اور لیٹنا ہے پھر انسان کیلئے سونا اور کھانا اور پینا بھی ضرور ہے تو معلوم ہوا کہ مراد اس سے ذکر روحی اور قلبی ہے کیونکہ وہ جمیع احوال میں ممکن ہے۔ (یعنی وہ مراد کی فرد اعظم ہے نہ یہ کہ مراد اسی میں منحصر ہے)۔

اضافہ تمام ہوا

سورۃ النساء

قوله تعالیٰ فانكحوا ما طاب لكم من النساء فيه التلذذ بالمباحات والاكثار منها وانتخاب الطيب منها وانه ما لم يكن فيه افراط لا ينافى الزهد واما الذى يخاف الافراط او التفريط فالاسلم له الاقتصار على القدر الضرورى منها ولذلك اشار تعالى لمثل هذا الرجل الى هذا الاقتصار فى قوله فواحدة وذكر حكمته فى قوله ذلك ان لا تعولوا۔

سورۃ النساء

قولہ تعالیٰ فانکحوا ما طاب لکم من النساء (ترجمہ تو اور عورتوں سے جو تمکو پسند ہوں نکاح کرلو) اسمیں دلالت ہے اسپر کہ مباحات سے لذت حاصل کرنا اور اسمیں کسیقدر کثرت بھی کرنا اور اسمیں سے اچھی اچھی کو منتخب کرنا جبکہ افراط نہ ہو زہد کے منافی نہیں البتہ جس شخص کو افراط و تفریط کا اندیشہ ہو اسکے لئے اسلم یہی ہے کہ قدر ضرورت پر اکتفا کرے اور اسی واسطے ایسے شخص کیلئے اقتصار کرنے کی طرف اس قول میں اشارہ فرمایا ہے فواحدۃ اور ذلک ادنیٰ ان لا تعولوا میں اسکی ایسی ہی حکمت کی طرف اشارہ بھی فرمایا گیا

لہ ولما كان الغالب الآن مضامين المتن الوجه المذكورة فى الحاشية على عنوان سورة آل عمران وكان اكثرها من نفسى بلا التزام المذكور فى التمهيد من جعل تفسير روح المعانى اصلا وعدم الاحتياج الى ذكر النسبة اليه وابتداء المفهوم اليه بقول قال العبد الضعيف بانى حيث لا اذكر الحوالة كان من نفسى وحيث كان من غيرى روحا كان او غيره ذكرت الحوالة فيه لما كان فى الالتزام المذكور من التطويل وكثرة التكرار فى كل موضع كان فى الطرز السابق مثل هذا التكرار فى النسبة الى الروح فقط وكذا الاذكر بعين هذا الوجه لفظ المتن فى العنوان نعم اذكر لفظ الحاشية فما لم يذكر فيه عنوان فهو من المتن ۱۲ منه۔

قولہ تعالیٰ فان طبن لکم عن شیٔ منہ نفسا فکلوہ فیہ عدم الاستنکاف[۱۹۱] من قبول ھدیۃ من ھو دونہ فی الرتبۃ۔

قولہ تعالیٰ فان طبن لکم عن شیٔ منہ نفسا فکلوہ (ترجمہ ہاں اگر وہ عورتیں خوشدلی سے چھوڑ دیں تمکو اُس مہر کا کوئی جزو تو تم اُسکو کھاؤ) اسمیں اسپر دلالت ہے کہ اپنے سے کم رتبہ شخص کے ہدیہ لینے سے استنکاف نہ کرے۔

قولہ تعالیٰ ولا تؤتوا السفھاء اموالکم الخ فیہ عدم تفویض شیٔ الی غیر اھلہ ویقاس المناصب علی الاموال ومن المناصب خدمۃ التعلیم والتربیۃ للطالبین فینبغی اشد الاحتیاط[۱۹۲] فی الاذن بذلک وکان فی قولہ تعالیٰ وابتلوا الیتامیٰ الخ کما فی روح المعانی اشارۃ الی اختبار الناقصین من السائرین وفیہ والمراد ایضاً الکمل من الشیوخ ان یخلفوا ویاذنوا بالارشاد من یصلح لذلک من المریدین السالکین علی ایدیھم اھ۔

قولہ تعالیٰ ولا تؤتوا السفھاء اموالکم الخ (ترجمہ اور تم کم عقلوں کو اپنے وہ مال مت دو الخ) اس سے یہ قاعدہ مستنبط ہوتا ہے کہ کوئی چیز غیر اہل کو سپرد نہ کیجائے اور اموال پر مناصب کو بھی قیاس کریں گے اور منجملہ مناصب کے طالبین کی تعلیم وتربیت کی خدمت ہے سو کسی کو ماذون[۱۹۳] (خلیفہ) بنانے میں نہایت احتیاط چاہیئے اور جسطرح اموال کے بارہ میں وابتلوا الیتامیٰ میں جانچ کرنے کا حکم ہے اسی قیاس پر اس منصب کے بارہ میں بھی بدرجہ اولیٰ امتحان کرنا ضروری ہوگا۔

قولہ تعالیٰ ولیخش الذین لو ترکوا من خلفھم ذریۃ ضعافا خافوا علیھم۔ فیہ اصل عظیم من باب الاخلاق انہ لا یرضی لغیرہ[۱۹۴] ما لا یرضی لنفسہ

قولہ تعالیٰ ولیخش الذین لو ترکوا من خلفھم ذریۃ ضعافا خافوا علیھم (ترجمہ اور ایسے لوگوں کو ڈرنا چاہئے کہ اگر اپنے بعد چھوٹے چھوٹے بچے چھوڑ جاویں تو انکو انکی فکر ہو)

اسمیں باب اخلاق کی اصل عظیم ہے کہ آنچہ بر خود[۱۹۴] نہ پسندی بر دیگراں مپسند۔

قولہ تعالیٰ فان تابا واصلحا فاعرضوا عنھما فیہ عدم التوبیخ[۱۹۵] علی التائب فانہ ایذاء بلا ضرورۃ بل قد یکون فیہ فتح باب الشر علیہ۔

قولہ تعالیٰ فان تابا واصلحا فاعرضوا عنھما (ترجمہ پھر اگر وہ دونوں توبہ کرلیں اور اصلاح کرلیں تو اُن دونوں سے کچھ تعرض نہ کرو) اسمیں دلالت ہے اسپر کہ تائب پر طعن وتشنیع[۱۹۵] نہ چاہیئے کہ یہ ایذا پہونچانا ہے بلا ضرورت بلکہ کبھی اسمیں دروازہ شر کا مفتوح کرنا ہے

قولہ تعالیٰ انما التوبۃ علی اللہ للذین یعملون السوء بجھالۃ سمی اللہ تعالیٰ ارتکاب ما لا یلیق بالعاقل وان کان مع العلم والعمد جھالۃ کما فی قولہ ؎ الا لا یجھلن احد علینا فنجھل فوق جھل الجاھلینا فیہ[۱۹۶] اصل قول الصوفیۃ فی تفسیر الیقین بالاعتقاد الجازم مع غلبۃ الحال

قولہ تعالیٰ انما التوبۃ علی اللہ للذین یعملون السوء بجھالۃ (ترجمہ توبہ جسکا قبول کرنا اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے وہ تو اُن ہی کی ہے جو حماقت سے کوئی گناہ کر بیٹھتے ہیں) ایسے امر کے ارتکاب کا جو عاقل کی شان کے لائق نہو جہالت سے تعبیر کرنا اگرچہ علم اور عمد ہی سے اس کا صدور ہوا ہو دلیل[۱۹۶] ہے صوفیہ کی اس تفسیر کی کہ وہ یقین کے معنی کہتے

حیث سمی فقدہ جہالۃ۔

ہیں اعتقاد جازم مطابق واقع مع غلبہ حال کہ قرآن مجید میں اسکے فقدان کو جہالت کہا گیا۔

قولہ تعالیٰ فان کرھتموھن فعسی ان تکرھوا شیئا و یجعل اللہ فیہ خیرا کثیرا۔ ھو اصل لفناء رأیہ مع اختیار اللہ تعالیٰ لعبدہ۔

قولہ تعالیٰ فان کرھتموھن فعسی ان تکرھوا شیئا و یجعل اللہ فیہ خیرا کثیرا (ترجمہ اور اگر وہ تم کو ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تم ایک شے کو ناپسند کرو اور اللہ تعالیٰ اسکے اندر کوئی بڑی منفعت رکھدے) حق تعالیٰ کی تجویز کے سامنے اپنی رائے کو فنا کر دینے کی اسمیں اصل ہے۔

قولہ تعالیٰ وان اردتم استبدال زوج مکان زوج واٰتیتم احدٰھن قنطارا فلا تأخذوا منہ شیئا اتأخذونہ بہتانا واثما مبینا۔ عام کما فی التفسیر الکبیر لما کان صراحۃ اودلالۃ فان اخذ المال کان جوازہ مخصوصا باتیانھا الفاحشۃ المبینۃ کما سبق فی قولہ تعالیٰ ولا تعضلوھن لتذھبوا ببعض ما اٰتیتموھن الا ان یأتین بفاحشۃ مبینۃ کان اخذہ دلیلا للناظرین علی اتیانھا بالفاحشۃ وھذا ھو معنی البہتان دلالۃ وھذا عین طریق القوم یتأبون ویتنھون عن الموھم کما عن الموجب۔

قولہ تعالیٰ وان اردتم استبدال زوج مکان زوج واٰتیتم احدٰھن قنطارا فلا تأخذوا منہ شیئا اتأخذونہ بہتانا واثما مبینا (ترجمہ اور اگر تم بجائے ایک بی بی کے دوسری بی بی کرنا چاہو اور تم اس ایک کو انبار کا انبار مال دے چکے ہو تو تم اسمیں سے کچھ بھی مت لو کیا اسکو لیتے ہو بہتان رکھکر اور صریح گناہ کے مرتکب ہوکر) اور اللہ تعالیٰ نے لتذھبوا ببعض ما اٰتیتموھن الا ان یأتین بفاحشۃ مبینۃ میں یہ ذکر فرمایا ہے کہ زوجہ سے دی ہوئی چیز واپس لینا مخصوص ہے عورت کی نالائقی کیساتھ اور جب واقع میں وہ اس عیب سے مبرا ہو محض اپنے شوق سے دوسرا نکاح کرنا چاہتا ہو اسوقت اس سے کچھ لینا قاعدہ بالا کی موافق دیکھنے والوں کو شبہ میں ڈالیگا کہ عورت سے کوئی نالائق حرکت کی ہوگی اور واقع میں وہ بری ہے اسلئے اس لینے کو بہتان فرمایا ہے پس بہتان جیسا کبھی صراحۃ ہوتا ہے یہ دلالۃً تھا اور اسکو بھی ممنوع فرمایا گیا تو اسمیں طریق قوم کی اصل ہے کہ وہ جسطرح موجب سے بچتے ہیں موہم سے بھی بچتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ ولا تنکحوا ما نکح اٰباؤکم من النساء الا ما قد سلف فی الروح استثناء متصل مما یستلزمہ النھی ویستلزمہ مباشرۃ النھی عنہ من العقاب کانہ قیل تستحقون العقاب بنکاح ما نکح اٰباؤکم الا ما قد سلف ومضی فانہ معفو عنہ اھ وھذا ھو السیرۃ لمربی الطریق لا یتشددون علی التائب بما مضی ولا یحقرونہ ولا یعیدون علیہ ذکرہ

قولہ تعالیٰ ولا تنکحوا ما نکح اٰباؤکم من النساء الا ما قد سلف (ترجمہ اور تم ان عورتوں سے نکاح مت کرو جن سے تمہارے باپ نے نکاح کیا ہو مگر جو بات گذر گئی گذر گئی) اسمیں اہل تربیت کی اس سیرت کی اصل ہے کہ تائب پر خطاء ماضی کی بناء پر تشدد نہیں کرتے اور اسکی تحقیر نہیں کرتے اور اس خطا کے ذکر کا اعادہ نہیں کرتے۔

قولہ تعالیٰ ومن لم یستطع منکم طولا الی قولہ تعالیٰ

قولہ تعالیٰ ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنٰت

واللہ اعلم بایمانکم بعضکم من بعض فی الروح حمی بها تانیسا لقلوبهم وازالۃ للنفرۃ عن نکاح الاماء ببیان ان مناط التفاخر الایمان دون الاحساب والانساب ورب امۃ تفوق ایمانها ایمان کثیر من الحرائر اھ وفیہ قطع لعرق الکبر والانفۃ و اهتمام القوم بہ معلوم۔

المومنات فمن ما ملکت ایمانکم من فتیاتکم المومنات واللہ اعلم بایمانکم بعضکم من بعض (ترجمہ اور جو شخص تم میں پوری مقدرت اور گنجائش نہ رکھتا ہو آزاد مسلمان عورتوں سے نکاح کرنے کی تو وہ اپنے آپس کی مسلمان لونڈیوں سے جو کہ تم لوگوں کی مملوکہ ہیں نکاح کرلے اور تمھارے ایمان کی پوری حالت اللہ ہی کو معلوم ہے تم سب آپس میں ایک

دوسرے کی برابر ہو) جملہ بعضکم من بعض میں کبر و نخوت کی جڑ قطع کیگئی ہے اور اسمیں صوفیہ کا اہتمام معلوم ہے۔

قولہ تعالیٰ فان اتین بفاحشۃ فعلیهن نصف ما علی المحصنات من العذاب فیہ التفاوت فی السیاسۃ بالتفاوت فی الدرجۃ وھذا ھو شان الحکماء المصلحین حیث یکون معاملتهم مختلفۃ باحاد الطالبین۔

قولہ تعالیٰ فان اتین بفاحشۃ فعلیهن نصف ما علی المحصنات من العذاب (ترجمہ پھر اگر وہ بڑی بیحیائی کا کام کریں تو اُن پر اُس سزا سے نصف سزا ہوگی جو کہ آزاد عورتوں پر ہوتی ہے) اس سے معلوم ہوا کہ درجات کے تفاوت سے سیاست میں بھی تفاوت ہوتا ہے

اور یہی شان ہوتی ہے حکماء مصلحین کی کہ ہر طالب کے ساتھ اسکی خصوصیت کے موافق معاملہ کرتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ ذلک لمن خشی العنت منکم وان تصبروا خیر لکم ای وصبرکم عن نکاح الاماء فی الروح لان حق الموالی فیهن اقوی فلا یخلصن للازواج خلوص الحرائر ولان فی نکاحهن تعریض الولد للرق اھ ملخصا وفیہ رعایۃ المصالح الدینیۃ والدنیویۃ مقدما للاولی علی الاخری وھذا ھو مسلک المحققین الجامعین بین الشرع والعقل فاذا تیسر رعایۃ المصلحۃ الدنیویۃ ولم یفت المصلحۃ الدینیۃ لم یکن رعایتها منافیا للزھد کدأب المتقشفین من الزاھدین لکن الشرط ان لا یکون منشأ ھذہ الرعایۃ حب الدنیا من المال والجاہ بل اختیار الارفق والاوفق۔

قولہ تعالیٰ ذلک لمن خشی العنت منکم وان تصبروا خیر لکم (ترجمہ یہ اُس شخص کے لئے ہے جو تم میں سے زنا کا اندیشہ رکھتا ہو اور تمھارا ضبط کرنا زیادہ بہتر ہے) یعنی کنیز کے نکاح سے صبر کرنا بہتر ہے دو وجہ سے ایک یہ کہ وہ خدمت مولی کے سبب ازواج کے لئے خالص نہو سکیں گی جو ایک قسم کی بے لطفی ہے دوسری اولاد غلام لونڈی ہوں گی تو اس سے معلوم ہوا کہ اگر مصلحت دینیہ فوت نہو تو دنیوی مصالح کی رعایت کرنا بھی زہد کے منافی نہیں اور یہی مسلک ہے محققین جامعین بین العقل والشرع کا لیکن شرط یہ ہے کہ اس رعایت کا سبب حب مال وجاہ نہو بلکہ محض اصلح والنسب کا اختیار کرنا۔

قولہ تعالیٰ یرید اللہ ان یخفف عنکم وخلق الانسان ضعیفا فیہ الرد علی التشدد فی المجاھدۃ

قولہ تعالیٰ یرید اللہ ان یخفف عنکم وخلق الانسان ضعیفا (ترجمہ اللہ تعالیٰ کو تمھارے ساتھ تخفیف منظور ہے

لا سیما اذا کان ناشئا عن دعوی القوة الموروثة للعجب۔

قوله تعالیٰ ولا تتمنوا ما فضل الله به بعضکم علی بعض للرجال نصیب مما اکتسبوا وللنساء نصیب مما اکتسبن واسألوا الله من فضله ان الله کان بکل شیء علیما فی الجلالین نزلت لما قالت ام سلمة یالیتنا کنا رجالا فجاهدنا الخ قلت مقابلة ما فضل الله بما اکتسبوا دلیل علی کون المراد بما فضل الله ما لا یکون مکتسبا ویؤیده روایة الجلالین فحصل من الایة ان الفضائل موهوبة غیر اختیاریة ومکسوبة اختیاریة ویتعلق بالاول التمنی فنهی عنه وبالثانی الاکتساب وحض علیه ولقوله واسألوا الله من فضله تعلق بالنهی عن التمنی وتعلق بالحض تقریر الاول ان الاستعدادات مختلفة متفاوتة فقسم الله تعالیٰ لکل ما یصلح له بمقتضی استعداده فالتمنی لا نفع فیه نعم ینفع السوال من

اور آدمی کمزور پیدا کیا گیا ہے) اسمیں اشد فی المجاہدہ کا رد ہے خصوص جبکہ اسکا منشا دعوے قوت ہو جس سے عجب پیدا ہو۔

قوله تعالیٰ ولا تتمنوا ما فضل الله به بعضکم علی بعض للرجال نصیب مما اکتسبوا وللنساء نصیب مما اکتسبن واسألوا الله من فضله ان الله کان بکل شیء علیما (ترجمہ اور تم ایسے امر کی تمنا مت کیا کرو جس میں اللہ تعالیٰ نے بعضوں کو بعضوں پر فوقیت بخشی ہے مردوں کے لئے اُن کے اعمال کا حصہ ثابت ہے اور عورتوں کے لئے اُن کے اعمال کا حصہ ثابت ہے اور اللہ تعالیٰ سے اُسکے فضل کی درخواست کیا کرو بلا شبہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کو خوب جانتے ہیں) لا تتمنوا میں نہی ہے اس سے کہ فضائل غیر اختیاریہ کے درپے ہو کہ اس سے سخت تشویش پیدا ہوتی ہے جو کہ توجہ الی المقصود سے مانع ہوتی ہے اور نصیب مما اکتسبوا اور مما اکتسبن کے بعد واسألوا الله من فضله کے لانے میں اس سے نہی ہے کہ مجاہدات پر نظر اور عجب ہو (وبسط الاستدلال فی الاصل)

فضل الله تعالیٰ فیعطیه من احسانه الزائد وانعامه المتکاثر ما یناسب حاله وتقریر الثانی ان الاکتساب وان کان محضوضا علیه لکن لا یغتر به ولا یعتقده علة للثمرات بل یسأل الله تعالیٰ من فضله ویعتقد ان ما اعطی من ثمرات الاعمال هو من فضل الله تعالیٰ لا من لوازم عمله وکذا قوله تعالیٰ ان الله کان بکل شیء علیما له ربط بالنهی عن التمنی والمعنی ان الله لما کان علیما فضل بعضهم علی بعض حسب مراتب استعداداتهم وتفاوت قابلیاتهم وربط بالاکتساب والمعنی ان الله لما کان علیما یجازیکم علی ما اکتسبتم حسب تفاوت نیاتکم واخلاصکم والنهی عن التصدی للفضائل الغیر الاختیاریة من اعظم مقاصد الفن فان هذا التصدی من اعظم المشوشات المانعة عن التوجه الی المقصود وکذا النهی عن النظر الی المجاهدات والعجب بها کذاب من لم یذق من کاس الفناء ولم ینج من العناء۔

قوله تعالیٰ فان اطعنکم فلا تبغوا علیهن سبیلا فیه ذم الاحتیال فی سیاسة من تحته بان نظهر فی سبب الایذاء امر الیس سببا فی الواقع وانما هو البغض

قوله تعالیٰ فان اطعنکم فلا تبغوا علیهن سبیلا (ترجمہ پھر اگر وہ تمہاری اطاعت کرنا شروع کر دیں تو اُن پر بہانہ مت ڈھونڈو) اسمیں اسکی مذمت ہے کہ محض بغض نفسانی کے سبب

النفسانی ۔

سزا دینے کے لئے کوئی حیلہ ڈھونڈا جاوے کہ جو امر واقع میں سبب سزا کا تھا اسکو سبب قرار دے ۔

قوله تعالیٰ والصاحب بالجنب فی الروح قیل الرفیق فی امر حسن کتعلم وتصرف وصناعة وسفر وعدوا من ذلك من قعد بجنبك فی مسجد او مجلس وغیر ذلك اھ قلت ومنه بالاولی الشریك فی البیعة والطریق ففی الآیة بیان حق اخوان الطریقة ۔

قوله تعالیٰ والصاحب بالجنب (ترجمہ اور ہم مجلس کے ساتھ بھی) صاحب جنب بنص التفاسیر سے عام ہے پیر بھائی کو بھی پس آیت میں پیر بھائی کے حق کا بیان ہے ۔

قوله تعالیٰ ان الله لا یحب من کان مختالا فخورا دخل فی عمومه المعجب بسعیه بالسلوك فی نفسه الفخور باحواله ومقاماته ۔

قوله تعالیٰ ان الله لا یحب من کان مختالا فخورا (ترجمہ بے شک اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں سے محبت نہیں رکھتے جو اپنے کو بڑا سمجھتے ہوں شیخی کی باتیں کرتے ہوں) اسکے عموم میں وہ بھی داخل ہو گیا جو اپنی سعی فی السلوک پر عجب اور اپنے احوال ومقامات پر فخر کرتا ہو ۔

قوله تعالیٰ لا تقربوا الصلوة وانتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون فی الروح روی عن جعفر والضحاك وهو احدی الروایتین عن ابن عباس ان المراد من السکر سکر النعاس وغلبة النوم وایده بما اخرجه البخاری عن انس قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم اذا نعس احدکم وهو یصلی فلینصرف فلینم حتی یعلم ما یقول وروی مثله عن عائشة اھ قلت معنی قوله المراد من السکر سکر النعاس ای مع سکر الخمر ولا یلزم الجمع بین الحقیقة والمجاز لحمله علی عموم المجاز وفی عموم السکر دخل السکر الذی هو من الاحوال وان سلمنا عدم دلالة النص علیه فلا مانع من قیاسه علی مدلول النص وایا ما کان دل علی قطع الذکر اذا احس بمخل السکر لاشتراك العلة المذکورة فی حدیث اخر من قوله علیه السلام لعله یذهب یستغفر فیسب نفسه وهذا مما المراد من تنبه لذلك والحق الحق بالاتباع اذا وضح ولو لم یقطع قصد الانقطع ضرورة واذا انقطع العمل لا یترتب ما یترتب علیه ومن ثم صرحوا بان الترقی یقف فی حالة الاستغراق ۔

قوله تعالیٰ لا تقربوا الصلوة وانتم سکاری حتی تعلموا ما تقولون (ترجمہ تم نماز کے پاس بھی ایسی حالت میں مت جاؤ کہ تم نشہ میں ہو یہاں تک کہ تم سمجھنے لگو کہ منہ سے کیا کہتے ہو) اگر سکر کو عام لیں تب تو لفظا اور اگر عام نہ لیں تو اشتراک علت کے سبب قیاسا اس سے مفہوم ہوا کہ سکر حالی کے آثار جب محسوس ہونے لگیں ذکر کو قطع کر دے نیز اگر قطع نہ کیا وہ خود منقطع ہو جاویگا اور ترقی کا سبب تھا عمل جب عمل منقطع ہو گیا ترقی بھی موقوف ہو جاویگی چنانچہ تصریح بھی کیگئی ہے کہ استغراق میں ترقی رک جاتی ہے ۔

قوله تعالیٰ فی اخر آیة التیمم ان الله کان عفوا غفورا فیه علاج الضعفاء فی مباشرتهم الاعمال التی فیها نوع من النقص الظاهر ۔

قوله تعالیٰ بعد ذکر التیمم ان الله کان عفوا غفورا (ترجمہ بلا شبہ اللہ تعالیٰ بڑے معاف کرنے والے بڑے بخشنے والے ہیں) اس میں ضعفاء فی الاعمال کا علاج ہے ۔

يوهمون كونها غير كافية فارشدهم سبحانه الى دفعه باستحضار كونه عفوا غفورا فان فرض كونها غير كافية عفا الله تعالى عنها وهذا انفع طرق قطع الوسوسة۔

جنکو اپنے ضعف کی وجہ سے عمل کے کامل نہ کرسکتے تھے، سبب یہ وسوسہ ہوتا ہے کہ جب ہمارے عمل میں یہ ظاہری نقص ہے تو وہ آثار مقصودہ کے لئے کافی نہ ہوگا پس اسمیں قطع وسوسہ کی تدبیر کی طرف اشارہ ہے کہ یوں سوچ لیا کریں کہ اگر فرضاً وہ غیر کافی بھی ہے تو اللہ تعالیٰ اسکے نقص کو معاف فرماکر اسکو کافی بناویں گے۔

قوله تعالى والله اعلم باعدائكم وكفى بالله وليا وكفى بالله نصيرا دليل للمتوكلين على عدم خوفهم من الشيطان لعموم الاعداء ولوعد الله تعالى بالكفاية من الاعداء۔

قوله تعالى والله اعلم باعدائكم وكفى بالله وليا وكفى بالله نصيرا (ترجمہ اور اللہ تعالیٰ تمہارے دشمنوں کو خوب جانتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کافی رفیق ہے اور اللہ تعالیٰ کافی حامی ہے) اعداء چونکہ شیاطین کو بھی عام ہے تو آیت دلیل ہے اسپر کہ متوکلین کو شیطان سے خوف نہ کرنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے اعداء سے کفایت کا وعدہ فرمایا ہے۔

قوله تعالى - الم تر الى الذين يزكون انفسهم فيه انكار على دعوى التقدس وابتلى به كثير من المشائخ الا اهل الفناء

قوله تعالى الم تر الى الذين يزكون انفسهم (ترجمہ کیا تونے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو اپنے کو مقدس بناتے ہیں) اسمیں دعویٰ تقدس پر انکار ہے اور اسمیں بجز اہل فنا کے بہت مشائخ مبتلا ہیں۔

قوله تعالى - فقد اتينا آل ابراهيم الكتاب والحكمة واتيناهم ملكا عظيما في الروح عن ابن عباس رض الملك في آل ابراهيم ملك يوسف وداؤد وسليمان عليهم السلام اه فدل على عدم التنافي بين الكمال الباطني والملك الظاهري۔

قوله تعالى فقد اتينا آل ابراهيم الكتاب والحكمة واتيناهم ملكا عظيما (ترجمہ سو ہمنے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے خاندان کو کتاب بھی دی ہے اور علم بھی دیا ہے اور ہمنے انکو بڑی بھاری سلطنت بھی دی ہے) اسمیں دلالت ہے کہ کمال باطنی اور سلطنت ظاہری میں کوئی تنافی نہیں۔

قوله تعالى - ان الله يامركم ان تؤدوا الامانات الى اهلها ان اخذ العموم في الامانات دلت الآية على امر الشيوخ بايصال المعارف البركات الى اهلها واعطاء الخلافة من كان اهلا لها۔

قوله تعالى ان الله يامركم ان تؤدوا الامانات الى اهلها (ترجمہ بے شک تمکو اللہ تعالیٰ اس بات کا حکم دیتے ہیں کہ اہل حقوق کو اُن کے حقوق پہونچادیا کرو) اگر امانت کو عام لے لیا جاوے تو آیت میں مشائخ کو بھی امر ہوگا کہ برکات کو اُن کے اہل تک پہونچادیں اور جو شخص خلافت ارشادیہ کا اہل ہو اُس کو اجازت دیں۔

قوله تعالى - ومن يطع الله والرسول فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين وحسن اولئك رفيقا فيه

قوله تعالى ومن يطع الله والرسول فاولئك مع الذين انعم الله عليهم من النبيين والصديقين والشهداء والصالحين وحسن اولئك رفيقا (ترجمہ اور جو شخص

انابت ھذہ المراتب الباطنیۃ وتفسیرھا کما فی روح المعانی ان المنازل اربعۃ بعضھا دون بعض الاول منازل الانبیاء وھم الذین تمدھم قوۃ الٰھیۃ وتصحبھم نفس فی اعلی مراتب القدسیۃ و مثلھم کمن یری الشیٔ عیانا من قریب وبدأ بذکر النبیین لعلو درجتھم وارتفاعھم علی من عداھم وقد نقل الشعرانی عن مولانا الشیخ الاکبر قدس سرہ انہ قال فتح لی قدر خرم ابرۃ من مقام النبوۃ تجلیا لا دخولا فکدت احترق (اہ قول الشیخ الاکبر) ولا بحث لاھل اللہ تعالیٰ عن مقاماتھم و احوالھم اذ لا ذوق لھم فیھا وکلھم معترفون بذلک (وما ذکر فی تفسیرھا انما ھو تمثیل وتقریب لا تحقیق) والثانی منازل الصدیقین وھم الذین یتأخرون عن الانبیاء علیھم السلام فی المعرفۃ ومثلھم کمن یری الشیٔ عیانا من بعید والثالث منازل الشھداء وھم الذین یعرفون الشیٔ بالبراھین ومثلھم کمن یری الشیٔ فی المرآۃ من مکان قریب والرابع منازل الصالحین وھم الذین یعلمون الشیٔ بالتقلید الجازم ومثلھم کمن یری الشیٔ من بعید فی مرآۃ قالہ الراغب ونقلہ الطیبی وغیرہ اہ ملخصا بتغیر شیٔ من الترتیب ودل الآیۃ وقوع المعیۃ والرفاقۃ لمن ھو ادنی من ھؤلاء مع ھؤلاء وفی الروح قد ثبت فی غیر ما حدیث ان اھل الجنۃ یتزاورون ولا مانع من ان یرفع الادنی الی منزلۃ الاعلی متی شاء تکرمۃ لہ ثم یعود ولا یری انہ اعلا منہ عیسا وکذا لا مانع من ان ینحدر الاعلی الی منزلۃ الادنی ثم یعود من غیر ان یری ذلک نقصا فی ملکہ او حطا من قدرہ اھ وھذا ھو حقیقۃ ما یکاشف بہ بعضھم من وصولہ الی مرتبۃ الاعلی و من لم یدرہ وقع فی الضلالۃ من دعوی النبوۃ وغیرھا عصمنا اللہ تعالیٰ ۔

اللہ و رسول کا کہنا مان لیگا تو ایسے اشخاص بھی ان حضرات کے ساتھ ہوں گے جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے یعنی انبیا اور صدیقین اور شہدا اور صلحا اور یہ حضرات بہت اچھے رفیق ہیں) آیت میں ان مقامات باطنہ کا اثبات ہے اور اس پر بھی دلالت ہے کہ ان مقامات والوں میں ادنیٰ کو اعلیٰ کے ساتھ معیت و رفاقت ممکن ہے اور یہی حقیقت ہے اُسکی جو بعضوں کو مکشوف ہوا ہے کہ وہ اعلیٰ کے مقام میں پہونچا ہے (تو یہ پہونچنا اصالۃً نہیں ہوتا تبعًا ہوتا ہے) اور جس شخص کو حقیقت معلوم نہیں ہوتی وہ دعویٔ نبوت وغیرہ کرکے گمراہی میں واقع ہوجاتا ہے ۔ (نعوذ باللہ)

قولہ تعالیٰ ۔ ان کید الشیطان کان ضعیفا فیہ ما فی قولہ تعالیٰ واللہ اعلم باعدائکم وکفی باللہ ولیا وکفی باللہ نصیرا ۔

قولہ تعالیٰ یخشون الناس کخشیۃ اللہ او اشد خشیۃ وقالوا ربنا لم کتبت علینا القتال لولا اخرتنا الی اجل قریب لما کان ھذا الفریق من المومنین المخلصین کان خوفھم ھذا طبعًا

قولہ تعالیٰ ان کید الشیطان کان ضعیفا (ترجمہ واقع میں شیطانی تدبیر لچر ہوتی ہے) اسمیں اسی مضمون پر دلالت ہے جس پر واللہ اعلم باعدائکم دال تھا ۔

قولہ تعالیٰ یخشون الناس کخشیۃ اللہ او اشد خشیۃ وقالوا ربنا لم کتبت علینا القتال لولا اخرتنا الی اجل قریب (ترجمہ لوگوں سے ایسا ڈرنے لگے جیسا اللہ تعالیٰ سے ڈرنا ہو بلکہ اس سے بھی زیادہ ڈرنا اور یوں

الا بمعقلا وقولهم هذا لعتنيا ابو وسوسة ان كان حديث النفس لا انكاراً واعتقاداً فدلت الآية على عدم المواخذة على الامور الطبعية وعلى الوسواس لكونها غير اختيارية واما انكاره تعالى عليهم فشكاية لطيفة لا توبيخ۔

کہنے لگے کہ اے ہمارے پروردگار آپ نے ہم پر جہاد کیوں فرض فرما دیا ہمکو اور تھوڑی مہلت دیدی ہوتی) چونکہ یہ فریق مومنین مخلصین تھا تو ان کا یہ خوف طبعی تھا نہ کہ عقلی اور یہ قول محض تھا یا وسوسہ نہ کہ انکار واعتقاد پس آیت میں دلالت ہوئی کہ امور طبعیہ اور وساوس پر مواخذہ نہیں کیونکہ یہ غیر اختیاری ہے باقی حق تعالیٰ کا ان پر زدو انکار سو ایک لطیف شکایت ہے نہ کہ توبیخ۔

قوله تعالیٰ۔ ما اصابك من حسنة فمن الله وما اصابك من سيئة فمن نفسك بعد قوله تعالى قل كل من عند الله حاصل المقام ان النعمة فضل من الله تعالى بلا واسطة الاعمال والنقمة عدل من الله تعالى بواسطة الاعمال الغير المرضية من العبد فصح التقسيم والجمع كلاهما وبحيثية التقسيم صح قطع نسبة النقمة عن الله تعالى وبحيثية الجمع صح نسبتها اليه وبهذا وضح توجيه قول الشيرازي رح ؎

گناہ گرچہ نبود اختیار ما حافظ
تو در طریق ادب کوش گیں گناہ من ست

قوله تعالیٰ۔ قل كل من عند الله مع قوله تعالیٰ ما اصابك من حسنة فمن الله وما اصابك من سيئة فمن نفسك (ترجمہ آپ فرما دیجئے کہ سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہے تو ان لوگوں کو کیا ہوا ہے کہ بات سمجھنے کے پاس کو بھی نہیں نکلتے اے انسان تمکو جو کوئی خوش حالی پیش آتی ہے وہ محض اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہے اور جو کوئی بدحالی پیش آوے وہ تیرے ہی سبب سے ہے) حاصل مقام یہ ہے کہ نعمت خدا تعالیٰ کی طرف سے فضل ہے بلا واسطہ اعمال صالحہ اور نقمت خدا تعالیٰ کی طرف سے عدل ہے بواسطہ اعمال غیر صالحہ پس جمع اور تقسیم دونوں صحیح ہو گئے یعنی کل من عند اللہ میں جمع اور ما اصابك الخ میں تقسیم کے اعتبار سے نقمت کی نسبت کا قطع خدا تعالیٰ سے صحیح ہوا اور جمع کے اعتبار سے اُس کا نسبت کرنا اُس کی طرف صحیح ہوا اور اس سے عارف شیرازی رح کے قول کی توجیہ کی توضیح ہو گئی ؎

گناہ گرچہ نبود اختیار ما حافظ
تو در طریق ادب کوش گیں گناہ من ست

قوله تعالیٰ۔ من يطع الرسول فقد اطاع الله ومن تولى فما ارسلناك عليهم حفيظا الجملة الاولى تدل على ان المعاملة مع المقبول المقرب كهي مع الله تعالى والثانية تدل على عدم التصدي لمن لم يتوقع منه الصلاح۔

قوله تعالیٰ۔ من يطع الرسول فقد اطاع الله ومن تولى فما ارسلناك عليهم حفيظا (ترجمہ جس شخص نے رسول کی اطاعت کی اُس نے خدا تعالیٰ کی طاعت کی اور جو شخص روگردانی کرے سو ہمنے آپ کو اُن کا نگراں کرکے نہیں بھیجا) جملۂ اولیٰ اس پر دال ہے کہ مقبول مقرب کے ساتھ کوئی معاملہ کرنا ایسا ہے جیسا حق تعالیٰ کے ساتھ معاملہ کرنا اور جملۂ ثانیہ اس پر دال ہے کہ جسکی اصلاح کی توقع نہو اسکے درپے نہو۔

قوله تعالیٰ۔ واذا جاءهم امر من الامن او الخوف

قوله تعالیٰ۔ واذا جاءهم امر من الامن او الخوف

اذاعوابه ولو ردوه الی الرسول والی اولی الامر منهم لعلمه الذین یستنبطونه منهم یقاس علیهم من یفشی الاسرار الی غیر شیخه کما فی روح المعانی اخبار عمن فی مبادی السلوك ای اذا ورد علیهم شئ من آثار الجمال او الجلال افشوه واشاعوه ولو ردوه ای عرضوه الی الرسول ای ما علم من احواله وما کان علیه والی اولی الامر منهم وهم المرشدون الکاملون الذین نالوا مقام الوراثة المحمدیة لعلمه ای علم ما الصواب فیه مما یذاع او لا یذاع الذین یستنبطونه ویتلقونه منهم ای من جهتهم وواسطة فیضهم

اذاعوابه ولو ردوه الی الرسول والی اولی الامر منهم لعلمه الذین یستنبطونه منهم (ترجمہ اور جب ان لوگوں کو کسی امر کی خبر پہونچتی خواہ امن ہو یا خوف تو اسکو مشہور کر دیتے ہیں اور اگر یہ لوگ اسکو رسول کے اور جو ان میں ایسے امور کو سمجھتے ہیں ان کے اوپر حوالہ رکھتے تو اسکو وہ حضرات تو پہچان ہی لیتے جو ان میں سے اسکی تحقیق کر لیا کرتے ہیں) اسی طرح اسرار سلوک میں جو اسرار و احوال پیش آتے ہیں ان کا عوام کے یا غیر شیخ محقق کے سامنے ظاہر کرنا باطناً مضر ہے اور یہ بھی نظیر ہے مدلول آیت کی۔

والمراد بالموصول الرادون انفسهم وحاصل ذلك انه لا ینبغی للمرید اذا عرض له فی اثناء سیره وسلوکه شئ من آثار الجمال او الجلال ان یفشیه لاحد قبل ان یعرضه علی شیخه فیوقفه علی حقیقة الحال فان فی افشائه قبل ذلك ضررا کثیرا۔

قوله تعالیٰ واذا حییتم بتحیة فحیوا باحسن منها او ردوها فی روح المعانی تعلیم لنوع من مکارم الاخلاق ومحاسن الاعمال۔

قوله تعالیٰ واذا حییتم بتحیة فحیوا باحسن منها او ردوها (ترجمہ اور جب تم کو کوئی سلام کرے تو تم اس سے اچھے الفاظ میں سلام کرو یا ویسے ہی الفاظ کہہ دو) اسمیں مکارم اخلاق اور محاسن اعمال کی تعلیم ہے۔

قوله تعالیٰ ولا تقولوا لمن القی الیکم السلم لست مؤمنا تبتغون عرض الحیوة الدنیا هذه الجملة حال والعامل فیها لا تقولوا ادل علی الاخلاص فی الدین لاسیما فی الافتاء بالکفر لا یکون الباعث علیه الغرض النفسانی۔

قوله تعالیٰ ولا تقولوا لمن القی الیکم السلم لست مؤمنا تبتغون عرض الحیوة الدنیا (ترجمہ اور ایسے شخص کو جو تمہارے سامنے اطاعت ظاہر کرے دنیوی زندگی کے سامان کی خواہش میں یوں مت کہدیا کرو کہ تو مسلمان نہیں) تبتغون حال ہے جسمیں لا تقولوا عامل ہے پس آیت دال ہوئی اخلاص فی الدین پر خصوصاً کفر کا فتوی دینے میں کہ غرض نفسانی اسکی باعث نہو۔

قوله تعالیٰ لا یستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجاهدون دل تقیید القاعدین بغیر اولی الضرر علی ان مجاهدة الضعیف غیر مجاهدة القوی والمجاهدة الضعیفة تنفع الضعیف وانما ینفع

قوله تعالیٰ لا یستوی القاعدون من المؤمنین غیر اولی الضرر والمجاهدون (ترجمہ برابر نہیں وہ مسلمان جو بلا عذر کے گھر میں بیٹھے رہیں اور وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور جانوں سے جہاد کریں) قاعدین

عدم افشاء الاسرار الی غیر الشیخ ۲۲۲ حرمت افشاء اسرار کا عموماً

تعلیم بعض مکارم الاخلاق ۲۲۳ بعض مکارم اخلاق کی تعلیم

الاخلاص فی الدین خصوصاً فی التکفیر ۲۲۴ اخلاص فی الدین خصوصاً تکفیر میں

المجاهدة القوية القوی ۔

میں غیر اولی الضرر کی قید لگانا اسپر دال ہے کہ ضعیف کا مجاہدہ ادنیٰ درجہ کا ہے اور قوی کا اونچے درجہ کا اور یہ کہ ضعیف کو مجاہدہ ضعیفہ وہی نفع دیتا ہے جو قوی کو مجاہدہ قویہ نفع دیتا ہے۔

قولہ تعالیٰ ۔ ومن یخرج من بیتہ مھاجرا الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ دل علی ان السالک الذی لم یتم سلوکہ لموتہ کالذی تم سلوکہ فی المرتبۃ والقبول ۔

قولہ تعالیٰ ۔ ومن یخرج من بیتہ مھاجرا الی اللہ ورسولہ ثم یدرکہ الموت فقد وقع اجرہ علی اللہ (ترجمہ اور جو شخص اپنے گھر سے اس نیت سے نکلکر کھڑا ہو کہ اللہ و رسول کی طرف ہجرت کروں گا پھر اسکو موت آپکڑے تب بھی اسکا ثواب ثابت ہوگیا اللہ تعالیٰ کے ذمہ) آیت اسپر دال ہے کہ جو سالک قبل تمام سلوک مرجاوے وہ رتبہ اور قبول میں اُسی کی برابر ہے جسکا سلوک تمام ہوجاوے ۔

قولہ تعالیٰ واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوۃ دل علی کون السفر عذرا فی التقصیر فی الاوراد بالاولی وکذا اذنہ تعالیٰ فی صلوۃ الخوف علی التخفیف فی الالتزامات الوردیۃ ۔

قولہ تعالیٰ ۔ واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلوۃ (ترجمہ اور جب تم زمین میں سفر کرو سو تم کو اس میں کوئی گناہ نہ ہوگا کہ تم نماز کو کم کردو) آیت سے سفر کا تقصیر فی الاوراد کے باب میں عذر ہونا بدرجہ اولیٰ معلوم ہوتا ہے اسی طرح صلوۃ الخوف کے مشروع ہونے سے عذر کا التزامات وردیہ کے باب میں موجب تخفیف ہونا معلوم ہوتا ہے ۔

قولہ تعالیٰ فاذا اطمأننتم فاقیموا الصلوۃ سواء فسر الاطمینان بالاقامۃ عن السفر والامن من الخوف دل علی اکمال الاوراد بعد زوال العذر ۔

قولہ تعالیٰ فاذا اطمأننتم فاقیموا الصلوۃ (ترجمہ پھر جب تم مطمئن ہوجاؤ تو نماز کو قاعدہ کے موافق پڑھنے لگو) اطمینان کی تفسیر خواہ اقامت عن السفر کے ساتھ کیجاوے خواہ امن من الخوف کے ساتھ کیجاوے دونوں تقدیر پر اسپر دال ہے کہ بعد زوال عذر کے اوراد کا اکمال کرنا چاہئے ۔

قولہ تعالیٰ واستغفر اللہ مع النظر الی قولہ تعالیٰ ولولا فضل اللہ علیک ورحمتہ لھمت طائفۃ الخ الدال علی عدم صدور شئ مما یوجب الاستغفار عنہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اصل لقولھم حسنات الابرار سیئات المقربین وایضا یدل علی ان التکالیف الشرعیۃ لا یسقط فی حال من احوال الکمال ۔

قولہ تعالیٰ واستغفر اللہ مع قولہ تعالیٰ ولولا فضل اللہ علیک ورحمتہ لھمت طائفۃ منھم ان یضلوک (ترجمہ اور آپ استغفار فرمائے ۔ اور اگر آپ پر اللہ کا فضل اور رحمت نہ ہوتو ان لوگوں میں سے تو ایک گروہ نے آپ کو غلطی ہی میں ڈالنے کا ارادہ کرلیا تھا) باوجود اسکے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی امر موجب استغفار کا صدور نہیں ہوا جیسا جملہ ثانیہ اسپر دال ہے پھر استغفار کا حکم ہونا جیسا جملہ اولیٰ اسپر دال ہے اصل ہے اہل اللہ کے قول کی حسنات الابرار سیئات المقربین اور نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ خواہ کیسا ہی کمال حاصل ہوجاوے مگر تکالیف شرعیہ کسی حال میں ساقط نہیں ہوتیں ۔

یہ خوب الی اہل الکمال ہیں بہیر احمال بدینہ بخواحدہ ہوگا یہ دعوی باطل محض ہے کیونکہ ایسے دعاوی آگا قریب حرودہ عند الشریعت ہیں۔

قوله تعالیٰ ومن احسن دینا ممن اسلم وجهه لله وهو محسن واتبع ملة ابراهيم حنيفا لما كان حاصل طريق الصوفية الانقياد ظاهرا وباطنا وكمال الاحسان المفسر في الحديث بان تعبد الله كانك تراه الخ والحنيفية اي الميل عن غير الله تعالى اليه وحده دل الآية على كون طريقهم احسن الطرق كلها۔

قوله تعالیٰ ومن احسن دینا ممن اسلم وجهه لله وهو محسن واتبع ملة ابراهيم حنيفا (ترجمہ اور ایسے شخص سے زیادہ اچھا کس کا دین ہوگا جو کہ اپنا رخ اللہ تعالیٰ کی طرف جھکا دے اور وہ مخلص بھی ہو اور وہ ملت ابراہیم کا اتباع کرے جس میں کجی کا نام نہیں) حاصل طریق صوفیہ کا یہ امور ہیں انقیاد ظاہری و باطنی جو تفسیر ہے اسلام کی اور احسان جس کی تفسیر حدیث میں ہے ان تعبد اللہ کانک تراہ اور حنیفیت یعنی غیر اللہ سے یکسو ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرنا اور آیت میں اس مجموعہ کو احسن طرق کہا گیا ہے تو آیت اس پر دال ہوئی کہ صوفیہ کا طریق احسن طرق ہے۔

قوله تعالیٰ واحضرت الانفس الشح دل بعموم الانفس على ان الطبعيات لا تزول عن الكاملين وانما تصير مغلوبة فان عاد بعض آثارها لم ينافي الكمال اذا لم يصر عليه۔

قوله تعالیٰ واحضرت الانفس الشح (ترجمہ اور نفوس کو حرص کے ساتھ اقتران ہوتا ہے) الانفس کے عموم سے آیت اس پر دال ہے کہ امور طبعیہ کاملین سے بھی زائل نہیں ہوسکتے سو اگر کسی کامل میں ان کے کچھ آثار عود کر آدیں تو یہ منافی کمال نہیں جبکہ اس پر اصرار نہ ہو۔

قوله تعالیٰ ولن تستطيعوا ان تعدلوا بين النساء ولو حرصتم فلا تميلوا كل الميل الخ دل على انه لا يترك العمل الادنى اذا لم يقدر على الاعلى كما هو داب بعضهم من انتظارهم هذه القدرة فربما يفنى عمرهم ولا يقدرون۔

قوله تعالیٰ ولن تستطيعوا ان تعدلوا بين النساء ولو حرصتم فلا تميلوا كل الميل الخ (ترجمہ اور تم سے تو یہ کبھی نہ ہو سکے گا کہ سب بیبیوں میں برابری رکھو گو تمہارا کتنا ہی جی چاہے تو تم بالکل تو ایک ہی طرف نہ ڈھل جاؤ) آیت سے یہ معلوم ہوا کہ اگر عمل کے اعلیٰ درجہ پر قدرت نہ ہو اس کے ادنیٰ ہی درجہ پر عمل کرلے اعلیٰ پر قادر ہونے کے انتظار میں نہ رہے بعض لوگوں کی عمر اسی انتظار میں فنا ہو جاتی ہے اور ادنیٰ سے بھی محروم رہتے ہیں۔

قوله تعالیٰ من كان يريد ثواب الدنيا فعند الله ثواب الدنيا والآخرة لما كان معنى الدنيا يعم كل عاجل ودخل فيه الثمرات العاجلة الباطنة دل على قبح ارادة السالك بعمله هذه الثمرات۔

قوله تعالیٰ من كان يريد ثواب الدنيا فعند الله ثواب الدنيا والآخرة (ترجمہ جو شخص دنیا کا معاوضہ چاہتا ہو تو اللہ تعالیٰ کے پاس دنیا و آخرت دونوں کا معاوضہ ہے) دنیا اپنے عموم مفہوم سے ہر عاجلہ غیر ماموربہا کو شامل ہے

شامل ہے اور اس عموم میں ثمرات باطنیہ فاجلہ بھی داخل ہو گئے تو آیت ان ثمرات کے مقصود و مراد ہونے کا [illegible]
انکار کرتی ہے۔

قولہ تعالیٰ۔ کونوا قوامین بالقسط شهداء لله ولو علی انفسکم دل بعمومه علی عدم الاستنکاف عن قبول الحق ولو عن من هو ادنی منه وعن الاعتراف بخطأه لا کعلماء القشر وکشائخ الرسم یموهون ابا طیلهم ویاولون اقاویلهم وحملهم علی ذلک کبرهم۔

قولہ تعالیٰ۔ کونوا قوامین بالقسط شهداء لله ولو علی انفسکم (ترجمہ انصاف پر خوب قائم رہنے والے اللہ کیلئے گواہی دینے والے رہو اگرچہ اپنی ذات ہی پر ہو) آیت اپنے اطلاق سے اس پر دال ہے کہ قبول حق سے اور اپنی غلطی کا اعتراف کرنے سے استنکاف نہ کرے اگرچہ اپنے سے کم رتبہ شخص کے متنبہ کرنے سے ہو علماء قشر و مشائخ رسم کی طرح تمویہ و تاویل نہ کرے کہ منشا اس کا کبر ہے۔

قولہ تعالیٰ۔ ان یکن غنیا او فقیرا فالله اولی بهما یرد علی طریق من یفتخر بترجیح الفقیر علی الغنی مطلقا فکم من غنی متواضع تابع للحق وکم من فقیر متکبر ظالم فالی الله تعالیٰ الا ان یاتی بالقسط فی الغنی والفقر کما قال تعالیٰ فلا تتبعوا الهوی ان تعدلوا۔

قولہ تعالیٰ۔ ان یکن غنیا او فقیرا فالله اولی بهما (ترجمہ وہ شخص اگر امیر ہو تو اور غریب ہو تو دونوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو زیادہ تعلق ہے) یہ آیت اس شخص کے طریق کو بھی رد کرتی ہے جو فقیر کو غنی پر ترجیح دینے پر فخر کرتے ہیں حالانکہ بہت سے غنی متواضع اور تابع للحق ہوتے ہیں اور بہت سے فقیر مطلقا ظالم متکبر ہوتے ہیں سو حق تعالیٰ دونوں کے بارہ میں عدل ہی کو پسند کرتے ہیں جیسا کہ ارشاد ہے فلا تتبعوا الهوی ان تعدلوا۔

قولہ تعالیٰ۔ یا ایها الذین آمنوا آمنوا دل علی کون مراتب الایقان غیر متناهیة ای غیر واقفة علی حد ومن ثم قیل ؎

اے برادر بے نہایت درگہیست
ہر چہ بروے میرسی بروے مایست

قولہ تعالیٰ۔ یا ایها الذین آمنوا آمنوا الآیة (ترجمہ اے ایمان والو تم اعتقاد رکھو الخ) آیت دال ہے اس پر کہ یقین کے مراتب غیر متناہی ہیں یعنی لا تقف عند حد میں ہر مرتبہ الا آئندہ مرتبہ کے تحصیل کا مامور ہے اسی کو کہا گیا ہے ؎ اے برادر بے نہایت درگہیست

ہر چہ بروے میرسی بروے مایست

قولہ تعالیٰ۔ ان الذین آمنوا ثم کفروا ثم آمنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرا لم یکن الله لیغفر لهم ولا لیهدیهم سبیلا فی الروح ومعنی نفیه استبعاد وقوعه فان من تکرر منهم الارتداد وازدیاد الکفر والاصرار علیه صار دابا وخبیث قد ضریت قلوبهم بالکفر وتمرنت علی الردة۔

قولہ تعالیٰ۔ ان الذین آمنوا ثم کفروا ثم آمنوا ثم کفروا ثم ازدادوا کفرا لم یکن الله لیغفر لهم ولا لیهدیهم سبیلا (ترجمہ بلاشبہ جو لوگ مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر مسلمان ہوئے پھر کافر ہو گئے پھر کفر میں بڑھتے چلے گئے اللہ تعالیٰ ایسوں کو ہرگز نہ بخشیں گے اور نہ ان کو رستہ دکھائیں) روح المعانی میں ہے کہ یہ مقصود نہیں کہ اگر اخلاص کے ساتھ ایمان لاویں تب بھی مقبول نہیں۔

لو کان الایمان عندھم اذون شئ واھونہ فلا یکادون یقربون منہ قید شیر لیتاملوا المغفرة وھدایة سبیل الجنة لا انھم لو اخلصوا الایمان لم یقبل منھم ولم یغفر لھم اھ قلت ویقاس علیہ حال من اختار طریق القوم ثم اعرض ثم اختار ثم اعرض ولا یزال یتلاعب کذلک فاکثر ما یشاھد من حالہ الخذلان وعدم التوفیق للصلاح والخیر نعوذ باللہ من الحور بعد الکور۔

بلکہ مقصود اس نفی سے اس کے وقوع کا استبعاد ہے کہ بار بار ارتداد کرنے سے اور اسپر اصرار کرنے سے عادةً قلب مسخ ہوجاتا جسکے بعد اکثر ایمان کی توفیق نہیں ہوتی تاکہ اسپر مغفرت اور ہدایت طریق جنت کی مرتب ہو آھ اور اس پر قیاس کیا جاتا ہو کہ جو شخص طریق قوم کو اختیار کرکے اس سے اعراض کرے اور اس طرح بار بار اختیار اور اعراض کیا کرے اور اسکو ایک ملعبہ بنالے تو مشاہدہ میں آیا ہے کہ اکثر ایسے شخص کو خذلان ہوتا ہے اور خیر و صلاح کی توفیق نہیں ہوتی نعوذ باللہ من الحور بعد الکور

قولہ تعالیٰ ایبتغون عندھم العزة فان العزة للہ جمیعا فیہ ذم طلب الجاہ وھو ظاھر۔

قولہ تعالیٰ ایبتغون عندھم العزة فان العزة للہ جمیعا (ترجمہ کیا ان کے پاس معزز رہنا چاہتے ہیں سو اعزاز تو سارا اللہ تعالیٰ کے قبضے میں ہے) اسمیں طلب جاہ کے مذموم ہونے پر صریح دلالت ہے۔

قولہ تعالیٰ فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ دل علی قبح مجالسة المخالف للطریق لا سیما فی عین وقت اظھار الخلاف۔

قولہ تعالیٰ فلا تقعدوا معھم حتی یخوضوا فی حدیث غیرہ (ان لوگوں کے پاس مت بیٹھو جب تک کہ وہ کوئی اور بات شروع نہ کردیں) اسپر دال ہو کہ مخالف طریق کے ساتھ مجالست کرنا قبیح ہے خصوص جس وقت میں وہ خلاف کا اظہار بھی کرے

قولہ تعالیٰ اذا قاموا الی الصلوة قاموا کسالی یراؤن الناس الخ تقیید الکسل باراءة الناس یدل علی ان المراد الکسل الاعتقادی لا الطبعی فلا یلام علی الطبعی منہ ومن لم یدر ھذا لک اکثر علیہ التشویش فاضر باطنہ۔

قولہ تعالیٰ اذا قاموا الی الصلوة قاموا کسالی یراؤن الناس (ترجمہ اور جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بہت ہی کاہلی کے ساتھ کھڑے ہوتے ہیں) کسل کا ریا کی ساتھ مقید کرنا اسپر دال ہے کہ کسل سے مراد کسل اعتقادی ہے نہ کہ کسل طبعی سو طبعی پر ملامت نہیں اور جسکو اسکی تحقیق نہیں وہ تشویش کو بڑھالیتا ہے جس سے اُسکے باطن کو مضرت پہنچتی ہے

قولہ تعالیٰ لا یحب اللہ الجھر بالسوء من القول الا من ظلم مع قولہ تعالیٰ ان تبدوا خیرا او تخفوہ او تعفوا عن سوء فان اللہ کان عفوا قدیرا دل الاول علی جواز الانتصار بالشکایة والثانی علی احبیة الصبر والعفو والاول شان الضعفاء والثانی شان اھل العزم والحکمة فی الاول طھارة القلب من الغل

قولہ تعالیٰ لا یحب اللہ الجھر بالسوء من القول الا من ظلم مع قولہ تعالیٰ ان تبدوا خیرا او تخفوہ او تعفوا عن سوء فان اللہ کان عفوا قدیرا (ترجمہ اللہ تعالیٰ بری بات زبان پر لانے کو پسند نہیں کرتے بجز مظلوم کے اور اللہ تعالیٰ خوب سنتے ہیں خوب جانتے ہیں اگر نیک کام علانیہ کرو یا خفیہ کرو یا کسی برائی کو معاف کردو تو اللہ تعالیٰ

[illegible] الروح الى [illegible]

بڑے معاف کرنیوالے ہیں پوری قدرت والے ہیں (پہلی آیت جو انتقام پر دال[249] ہے کہ شکایت بھی اسکی ایک فرد ہے اور

دوسری آیت تشبیر اور عفو کی محبوبیت پر دال ہے اور اول ضعفاء کی شان ہے اور اسمیں یہ مصلحت ہے کہ قلب کینہ سے صاف ہوجاتا ہے اور دوسری شان ہے اہل ہمت کی اسمیں مصلحت ورع الی القرب ہے

قوله تعالى يسئلك اهل الكتاب ان تنزل عليهم كتابا من السماء يدل على الانكار على من يعتقد في الشيخ ان افاضة البركات السماوية في اختياره فيطلبها منه۔

قوله تعالى يسئلك اهل الكتاب ان تنزل عليهم كتابا من السماء (ترجمہ آپ سے اہل کتاب یہ درخواست کرتے ہیں کہ آپ اُن کے پاس ایک خاص نوشتہ آسمان سے منگا دیں) اسمیں ایسا شخص کی ذم پر دلالت[249] ہے جو افاضہ برکات سماویہ کو شیخ کے اختیار میں سمجھکر اُس سے درخواست کرے۔

قوله تعالى فقالوا ارنا الله جهرة الخ يدل على[249] الانكار على من يعتقد وقوع الرؤية في النشأة الدنيوية

قوله تعالى فقالوا ارنا الله جهرة (ترجمہ اور یوں کہا تھا کہ ہم کو اللہ تعالی کو کھلم کھلا دکھلا دو) اسمیں اس شخص[250] پر انکار ہے جو نشاۃ دنیویہ میں وقوع رویت کا اعتقاد رکھے۔

قوله تعالى فبظلم من الذين هادوا حرمنا عليهم طيبات احلت لهم يشابهه قبض[250] الواردات عن السالك ببعض المعاصي۔

قوله تعالى فبظلم من الذين هادوا حرمنا عليهم طيبات احلت لهم (ترجمہ سو یہود کے ان ہی بڑے بڑے جرائم کے سبب ہمنے بہت سی چیزیں جو ان کے لئے حلال تھیں اُن پر حرام کردیں) اسی کے مشابہ ہے[251] معاصی کے سبب سالک سے واردات کا قبض۔

قوله تعالى ولا تقولوا ثلثة دل على بطلان[252] الحلول والاتحاد كما يعتقده بعض جهلة الصوفية

قوله تعالى ولا تقولوا ثلثة (ترجمہ اور یوں مت کہو کہ تین ہیں) حلول واتحاد[252] کے بطلان پر صریح دال ہے جیسا بعض جہلاء صوفیہ معتقد ہیں۔

قوله تعالى لن يستنكف المسيح ان يكون عبد الله كما قال في مريم قال اني عبد الله مباهاة بالعبودية ودل على كون ذلك اقصى مراتب الشرف وفي الروح وقد اشار القاضي عياض الى شرف العبودية بقوله ؎ ومما زادني عجبا وتيها + وكدت باخمصي اطأ الثريا + دخولي تحت قولك يا عبادي + وان صيرت احمد لي نبيا +

قوله تعالى لن يستنكف المسيح ان يكون عبد الله (ترجمہ مسیح ہرگز خدا کے بندہ ہونے سے عار نہیں کرینگے) جیسا سورہ مریم میں مباہاۃ عیسی علیہ السلام کا قول ہے انی عبد اللہ اس سے ثابت ہوتا ہے[253] کہ عبدیت مراتب شرف میں اعلی مرتبہ ہے۔

الحاشية في الروح يا اهل الكتاب لا تغلوا في دينكم نهي لليهود والنصارى عند الكثير من سياتنا د

الحاشیہ قوله تعالى يا اهل الكتاب لا تغلوا في دينكم روح میں ہے کہ اسکے مخاطب یہود ونصاری ہیں

[illegible] ای حظ الرحمة الخاصة مراد به المقبول الخاص منه

او قد غلا الفريقان فی دينهم اما اليهود فتعمقوا فی الظواهر ونفی البواطن فحطوا عيسیٰ علیه السلام عن درجة النبوة والتخلق باخلاق الله تعالیٰ و اما النصاریٰ فتعمقوا فی البواطن ونفی الظواهر فرفعوا عيسیٰ علیه السلام الی درجة الالوهية ولا تقولوا علی الله الا الحق بالجمع بين الظواهر والبواطن والجمع والتفصيل كما هو التوحيد المحمدی۔

اور دونوں دین میں غلو کرتے تھے سو یہود کا تو غلو یہ تھا کہ وہ ظواہر میں بہت تعمق کرتے تھے اور بواطن کی نفی کرتے تھے حتیٰ کہ عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت تخلق باخلاق اللہ و مظہریت صفات حق کا بھی انکار کر دیا۔ اور نصاریٰ کا غلو یہ تھا کہ وہ بواطن میں تعمق کرتے تھے اور ظواہر کی نفی کرتے تھے حتیٰ کہ عیسیٰ علیہ السلام کو تخلق و مظہریت سے تجاوز کر کے درجۂ الوہیت تک پہنچا دیا اور یہ جو فرمایا ولا تقولوا علی اللہ الا الحق یہ حق جمع کرتا ہے درمیان ظاہر اور باطن کے جیسا توحید محمدی ہے۔

تمت سورة النساء

تمت سورة النساء

وستليها سورة المائدة انشاء الله تعالیٰ

ملحقة من رسالة التائيد المذكورة فی آخر التمهيد

سورة النساء

قوله تعالیٰ ولا تؤتوا السفهاء اموالكم فالسفيه عند المشائخ هو النفس ای لا تصرفوا فی اموالكم الا علی خلاف النفس والهویٰ فان مالت النفس الی البذل (ای مما فيه احتمال حظ النفس) فامسك وان مالت الی الامساك فابذل ولا تتبع النفس فی هواها ولا تلتفت اليه الا زجرا وردعا ولا تشاورها فانه سفيه وشاور العقل والدين واعمل ما يامرك (المقصود من هذا التقرير اشتراك الحكم باشتراك العلة فی السفهاء والنفس لا تفسير السفهاء بالنفوس فافهم۔

قوله تعالیٰ ومن يخرج من بيته مهاجرا الی الله ورسوله ثم يدركه الموت فقد وقع اجره علی الله

اضافہ از رسالہ تائید

سورة النساء

قولہ تعالیٰ ولا تؤتوا السفهاء اموالكم بیوقوف کا مصداق مشائخ کے نزدیک نفس ہے یعنی اپنے مالوں میں بجز تصرف کرو جو نفس اور خواہش کے خلاف ہو تو اگر نفس خرچ کرنے کی طرف مائل ہو (یعنی جس خرچ میں کچھ احتمال حظ نفس کا ہو) تو رک جاؤ اور اگر بخل کی طرف مائل ہو تو خرچ کرو اور نفس کا اتباع اسکی خواہش میں مت کرو۔ اور نہ اسکی طرف بجز اسپر زجر و توبیخ رکھنے کے التفات کرو اور نہ اس سے مشورہ لو کیونکہ وہ بیوقوف ہے اور عقل و دین سے مشورہ لو اور جو کچھ یہ دونوں کہیں اسپر عمل کرو۔ (مقصود اس تقریر سے سفہاء اور نفس کے حکم کا مشترک ہونا ہے بوجہ اشتراک علت کے نہ کہ سفہاء کی تفسیر کرنا نفوس کی ساتھ خوب سمجھ لو)

قولہ تعالیٰ ومن يخرج من بيته مهاجرا الی الله ورسوله ثم يدركه الموت فقد وقع اجره علی الله

قوله تعالیٰ من بیته ای مما سکن الیه قلبه من اشیاء الدنیا کالنفس والهوی والشهوات مهاجرا عن کل ماسوی الله تعالیٰ وسوی رسوله صلی الله علیه وسلم فلو مات قبل التمکن فقد وقع اجره علی الله لزم الله تعالیٰ اتمام نیته وایصاله الی مقصوده وهو الله تعالیٰ (والمقصود قیاس هجرة علی هجرة وتسمیة المرید مهاجرا وارد فی الحدیث والمهاجر من هجر مانهی الله عنه ورسوله)

یہ جو ارشاد فرمایا ہے کہ اپنے گھر سے یعنی اُن اشیاء دنیویہ سے جنکی ساتھ اسکو دلچسپی ہو جیسے نفس اور خواہش اور شہوات اور مہاجر سے مراد یہ کہ جو چیز اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا ہو اسکو چھوڑ دینے والا ہو تو ایسا شخص اگر قبل حصول مراد کے مرگیا تو اُس کا اجر اللہ کے ذمہ ثابت ہوگیا اُسکی نیت کو پورا کرنا اور اُس کو مقصود تک کہ وہ اللہ تعالیٰ ہے پہونچا دینا اللہ کے ذمہ ہوگا (اور مقصود آیت کی تفسیر نہیں بلکہ ایک ہجرت کا دوسری ہجرت پر قیاس کرنا ہے اور مرید کو مہاجر فرمانا خود حدیث میں وارد ہے کہ بڑا مہاجر وہ شخص ہے جو اسکو چھوڑ دے جس سے اللہ تعالیٰ نے اور اُس کے رسول نے منع فرمایا ہو)

قوله تعالیٰ ومن احسن دینا ممن اسلم وجهه ای نفسه وذاته وصفاته وشخصه وجوارحه کله لله خالصا مخلصا ویجعل کل اعماله لله علی وفق رضاء الله۔

قوله تعالیٰ ومن احسن دینا ممن اسلم وجهه لله۔ یعنی اپنے نفس کو اور اپنی ذات کو اور اپنی صفات کو اور اپنے جسم کو اور اپنے اعضاء کو سب کو اللہ تعالیٰ کے لئے خالص مخلص کردے اور اپنے سب کاموں کو اللہ کیلئے اُسکی رضامندی کے موافق کردے۔

قوله تعالیٰ واتخذ الله ابراهیم خلیلا هو المحب المختص ببعض الامور الشریفة العظیمة من حبیبه فعلی هذا کان کل خلیل حبیبا ولم یکن کل حبیب خلیلا وعلی هذا کل انبیاء الله تعالیٰ اخلاءه تعالیٰ وهکذا سائر الاولیاء والعرفاء وفائدة تخصیصه بهذا الذکر انه لم یکن لله تعالیٰ خلیل (بهذه المثابة فی زمانه غیره۔

قوله تعالیٰ واتخذ الله ابراهیم خلیلا خلیل وہ محب ہے جو محبوب کی جانب سے بعض معاملات شریفہ عظیمہ کے ساتھ مخصوص ہو تو اس بناء پر ہر خلیل حبیب ہے اور ہر حبیب خلیل نہیں اور اس بناء پر اللہ تعالیٰ کے سب نبی اُسکے خلیل ہیں اور اسی طرح تمام اولیاء اور عارفین بھی اور فائدہ ابراہیم علیہ السلام کی تخصیص ذکری کا یہ ہے کہ آپ کے زمانہ میں کوئی دوسرا (اس مرتبہ کا) اللہ کا خلیل نہ تھا۔

انتهت الملحقة

اضافہ تمام ہوا

سورة المائدة

قوله ان الله یحکم ما یرید فیه اشارة الی الردع عن ابتغاء الاسرار فی الاحکام لا لهیبة حیث [illegible]

سورۃ المائدہ

قوله تعالیٰ ان الله یحکم ما یرید (ترجمہ بیشک اللہ تعالیٰ جو چاہیں حکم کریں) اسمیں اسرار احکام کی تفتیش کی ممانعت

ودونها الافکار

قوله تعالیٰ یاایها الذین امنوا لا تحلوا شعائر الله ۲۵۴ ولا الشهر الحرام ولا الهدی ولا القلائد یؤخذ منه تعظیم المتبرکات لانتسابها من یجب تعظیمه

کی طرف اشارہ ہے۔

قوله تعالیٰ یاایها الذین آمنوا لا تحلوا شعائر الله ولا الشهر الحرام ولا الهدی ولا القلائد (ترجمہ اے ایمان والو بے حرمتی نہ کرو خدا تعالیٰ کی نشانیوں کی اور نہ حرمت والے مہینے کی اور نہ حرم میں قربانی ہونے والے جانور کی۔ اور نہ ان جانوروں کی جن کے گلے میں پٹے پڑے ہیں) اس سے تبرکات ۲۵۵ کی تعظیم بوجہ تعلق ذات واجب التعظیم کے مفہوم ہوتی ہے۔

قوله تعالیٰ ولا امین البیت الحرام یبتغون فضلا من ربهم ورضوانا فی الروح قال الحسن وغیره المراد بالآمین هم المشرکون خاصة والمراد من الفضل حینئذ الربح فی تجاراتهم ومن الرضوان ما فی زعمهم آه ففیه رعایة من یرید رضوان الله تعالیٰ ولو اخطاء فی طریقه وفی قوله تعالیٰ من ربهم واضافة الرب الی ضمیرهم اشارة الی ان الله تعالیٰ رب العالمین لا المسلمین فقط ففیه وسعة رحمة الله تعالیٰ۔

قوله تعالیٰ ولا آمین البیت الحرام یبتغون فضلا من ربهم ورضوانا (ترجمہ اور نہ ان لوگوں کی جو کہ بیت الحرام کے قصد سے جارہے ہوں اپنے رب کے فضل اور رضامندی کے طالب ہوں) حسن نے فرمایا کہ مراد اس سے خاص مشرکین ہیں اور فضل سے مراد تجارت کا نفع اور رضوان سے مراد ان کے زعم کے موافق پس اس سے معلوم ہوا ۲۵۶ کہ طالب رضائے حق قابل رعایت ہے اگرچہ اس کے طریق میں اس سے خطا ہی کی ہو اور من ربهم میں اشارہ ہے کہ اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے نہ کہ صرف رب المسلمین ہی اس میں وسعت رحمت اللہ کا بیان ہے۔

قوله تعالیٰ واذا حللتم فاصطادوا فی ورود صیغة الامر الذی حقیقته الایجاب ۲۵۷ مع کون الاصطیاد مباحا دلالة علی ان مباشرة المباح الذی یتوهم حظره مطلوب کالواجب ولقد علمت به ما ینبغی من المعاملة فی مباحات ترکها المتشددون فی الزهد اعتقادا وعملا کانها حرام کبعض الاطعمة والالبسة۔

قوله تعالیٰ واذا حللتم فاصطادوا (ترجمہ اور جب تم احرام سے باہر آجاؤ تو شکار کیا کرو) باوجود اصطیاد کے مباح ہونے کے اس میں صیغہ امر کا وارد ہونا ۲۵۸ دال ہے اس پر کہ جس مباح کے ترک سے اس کے ممنوع ہونے کا شبہ ہونے لگے اس مباح کا کرنا مطلوب ہے، اس سے سمجھ لیا جاوے کہ بعض متشددین جو بعض مباحات کے ترک میں مثل حرام کے مبالغہ و تشدد کرتے ہیں انھیں کیا طرز عمل ہونا چاہیے۔

قوله تعالیٰ ولا یجرمنکم شنآن قوم ان صدوکم ۲۵۹ عن المسجد الحرام ان تعتدوا فیه دلالة علی ان البغض ولو فی الله لا یبیح الاعتداء عن الحدود الشرعیة فی المعاملات مع المبغوضین

قوله تعالیٰ ولا یجرمنکم شنآن قوم ان صدوکم عن المسجد الحرام ان تعتدوا (ترجمہ اور ایسا نہ ہو کہ تمکو کسی قوم سے جو اسی سبب سے بغض ہے کہ انھوں نے تمکو مسجد حرام سے روک دیا تھا وہ تمہارے لئے اسکا باعث ہو جاوے

[illegible]

(تم حد سے نکل جاؤ) اس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی سے بغض فی اللہ بھی ہوتا ہم اس کے معاملات میں حد و د شرعیہ سے تجاوز نہ کریں

قوله تعالیٰ وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان فيه ان المقدمات لها حكم المقاصد حسنا وقبحا وهو من اكثر ما يستعمله اهل التربية من المشايخ وفى تقديم الامر على النهى تقديم التحلية على التخلية۔

قوله تعالیٰ وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الاثم والعدوان (ترجمہ اور نیکی اور تقوی میں ایک دوسرے کی اعانت کرتے رہو اور گناہ اور زیادتی میں ایک دوسرے کی اعانت مت کرو) اسین و لالت ہے اسپر کہ مقدمات کو حسن و قبح میں مقاصد کا حکم دیا جاتا ہے اور اس قاعدہ کو مشائخ اہل تربیت بہت زیادہ استعمال کرتے ہیں اور امر کو نہی پر مقدم کرنے میں تحلیہ کی تقدیم ہے تخلیہ پر۔

قوله تعالیٰ اليوم اكملت لكم دينكم فيه دلالة على ان ما استنبطه الائمة الفقهاء والصوفية من نصوص الدين هو من الدين فانه لو كان غير دين لم يؤذن فى الاستنباط بعد الحكم على الدين بالاكمال فانه يستلزم الاذن فى غير الدين وهو المراد بقولهم القياس مظهر لا مثبت فدل على وجوب اتباع المجتهدين والمشائخ۔

قوله تعالیٰ اليوم اكملت لكم دينكم (ترجمہ آج کے دن تمہارے لئے تمہارے دین کو میں نے کامل کر دیا) اسمیں دلالت ہے اسپر کہ فقہاء ظاہر و باطن نے نصوص سے جو مستنبط کیا ہے سب دین ہے ورنہ بعد اکمال دین کے اس کی اجازت نہ ہوتی کہ اس سے غیر دین کی اجازت دینا یا دین کا غیر مکمل ہونا لازم آتا ہے پس آیت دال ہوئی مجتہدین و مشائخ کے اتباع کے وجوب پر۔

قوله تعالیٰ فمن اضطر فى مخمصة غير متجانف لاثم تفسيره ما فى الايات الاخر من قوله تعالى غير باغ ولا عاد وفى الروح سورة الانعام قال الحسن فى تفسير غير باغ اى غير متناول للذة اه فدل على ان ما اذن فيه للضرورة لا يجوز فيه قصد اللذة كما اذا نظر الطبيب او الشاهد الى العورة او المرأة يحرم فيه قصد الشهوة وفيه من الاهتمام فى صون القلب ما لا يخفى۔

قوله تعالیٰ فمن اضطر فى مخمصة غير متجانف لاثم (ترجمہ پس جو شخص شدت کی بھوک میں بے تاب ہو جاوے بشرطیکہ کسی گناہ کی طرف اس کا میلان نہ ہو) اس کی تفسیر دوسری آیتوں میں آئی ہے غیر باغ ولا عاد اور غیر باغ کی تفسیر حسن سے آئی غیر متناول للذۃ اھ اس سے معلوم ہوا کہ جس چیز کی بضرورت اجازت دیجاوے اس میں حظ نفس کا قصد جائز نہیں جیسے طبیب یا گواہ عورت کو یا اس کے بدن کو بضرورت دیکھے تو بقصد شہوت حرام ہے اور اس سے قلب کی حفاظت کا خاص اہتمام مفہوم ہوتا ہے۔

الحاشية قوله تعالى واذا حللتم فاصطادوا فى الروح اى اذا رجعتم الى البقاء بعد الفناء فلا جناح عليكم فى التمتع اه قلت ويبتنى على الاشارة بالحج الى السلوك وبالاحلال الى تمامه وفيه ولا يجرمنكم شنان قوم ان صدوكم عن المسجد الحرام ان تعتدوا اى لا يكسبنكم بغض القوى النفسانية بسبب صدها اياكم عن السلوك ان تعتدوا عليها وتقهروها بالكلية فتتعطل وتضعف عن منافعها اه قلت هو نوع من قياس

یحبه الله بطون الا من باب التفسیر وفیه فمن اضطر الی تناول لذة فی مخمصة وهی الهیجان الشدید للنفس غیر متجانف لاثم غیر متعرف لرذیلة فان الله غفور رحیم فیستر ذلک ویرحم بمد التوفیق وفیه ومن یکفر بالایمان بان ینکر الشرائع والحقائق ویمتنع من قبولها فقد حبط عمله وهو فی الاخرة من الخاسرین بانکاره الشرائع و الحقائق اھ بتغییر یسیر۔

قوله تعالیٰ ما یرید الله لیجعل علیکم من حرج ولکن یرید لیطهرکم ولیتم نعمته علیکم لعلکم تشکرون فیه ان الرخصة الشرعیة لا نقص فیها فوجدان الضیق فیها مزاحمة للحق کما علیه الغالون فی العمل۔

قوله تعالیٰ ما یرید الله لیجعل علیکم من حرج ولکن یرید لیطهرکم ولیتم نعمته علیکم لعلکم تشکرون (ترجمہ اللہ تعالیٰ کو یہ منظور نہیں کہ تم پر کوئی تنگی ڈالیں لیکن اللہ تعالیٰ کو یہ منظور ہے کہ تمکو پاک صاف رکھے اور یہ کہ تم پر اپنا انعام تام کرے تاکہ تم شکر ادا کرو) اس سے معلوم ہوا کہ رخص شرعیہ میں نقص کے شبہ سے تنگدل ہونا جیسا کہ عمل میں غلو کرنے والے سمجھتے ہیں حق کی مزاحمت ہے۔

قوله تعالیٰ ولا یجرمنکم شنان قوم علی ان لا تعدلوا فیه النهی عن العمل بالطبعیات فی المعاملات وهو من المجاهدات۔

قوله تعالیٰ ولا یجرمنکم شنان قوم علی ان لا تعدلوا (ترجمہ اور کسی خاص لوگوں کی عداوت تمکو اسپر باعث نہ ہوجاوے کہ تم عدل نہ کرو) اسمیں معاملات میں طبعیات پر عمل کرنے کی ممانعت ہے اور یہ منجملہ مجاہدات ہے۔

قوله تعالیٰ یا ایها الذین آمنوا اذکروا نعمة الله علیکم اذ هم قوم ان یبسطوا الیکم ایدیهم فکف ایدیهم عنکم فیه رد علی من یحقر نعم الله تعالیٰ الدنیویة فان ما من العظیم لیس بحقیر و اکثر الجاهلین بالله تعالیٰ یفرطون فیه۔

قوله تعالیٰ یا ایها الذین آمنوا اذکروا نعمة الله علیکم اذ هم قوم ان یبسطوا الیکم ایدیهم فکف ایدیهم عنکم (ترجمہ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ کی انعام کو یاد کرو جو تم پر ہوا ہے جب کہ ایک قوم اس فکر میں تھی کہ تم پر دست درازی کریں تو اللہ تعالیٰ نے تم پر ان کا قابو نہیں چلنے دیا) اسمیں اس شخص پر رد ہے جو خدا تعالیٰ کی دنیوی نعمتوں کو حقیر سمجھتا ہے جیسا اکثر جاہل افراط کرتے ہیں۔

الحاشیة قوله تعالیٰ یا ایها الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوٰة فاغسلوا الخ فی الروح امر بالتطهیر لمن اراد الوقوف بین یدی الملک الکبیر جل شانه وعظم سلطانه وبدأ بالوجه لانه سبحانه وتعالیٰ نقشه بنقش خاتم صفاته وقال بعض العارفین هذا خطاب للمؤمنین بالایمان العلمی اذا قاموا عن نوم الغفلة وقصدوا صلوٰة الحضور والمناجاة الحقیقیة والتوجه الی الحق ان یطهروا وجوه قواهم بماء العلم النافع الطاهر المطهر من علم الشرائع والاخلاق والمعاملات الذی یتعلق بازالة الموانع عن لوث صفات النفس و ایدیکم ای طهروا ایضا قدرکم وقدرکم عن دنس تناول الشهوات والتصرفات فی مواد الرجس وامسحوا برؤسکم وارجلکم فان القلب ذو وجهین احدهما الی الروح والرأس هنا اشارة الیه والثانی الی النفس وقواها

واخری بالرجل ان تکون اشارۃ الیہ وان کنتم جنبا فاطھروا الجنابۃ غربۃ العبد عن موطنہ الذی لیس الا العبودیۃ وکل ذلک یوجب التطھیر وان کنتم مرضی بادواء الرذائل او علی سفر فی بیداء الجھل والحیرۃ بطلب الشھوات اوجاء احد منکم من الغائط ای الاشتغال بلوث المال ملوثا بمحبتہ او لامستم النساء ای لازمتم النفوس وباشرتموھا فی قضاء وطرھا فلم تجدوا ماء علما یھدیکم الی التخلص عن ذلک فتیمموا صعیدا طیبا ارجعوا الی المرشدین ارباب الاستعداد فامسحوا بوجوھکم وایدیکم ای امسحوا ذواتکم وصفاتکم بایتصاعد من انوار استعدادھم وتخلقوا باخلاقھم واسلکوا مسالکھم حتی تمحی عنکم تلک الھیات المھلکۃ وتبقی انفسکم صافیۃ (یعنی اذا لم یمکن الاستعانۃ بالتحقیق فاستعینوا بصحبۃ المشائخ) مایرید اللہ لیجعل علیکم من حرج ای من ضیق ومشقۃ بکثرت المجاھدات ولکن یرید لیطھرکم من الصفات الخبیثۃ ولیتم نعمتہ علیکم بالتکمیل ولعلکم تشکرون نعمۃ الکمال بالاستقامۃ والقیام بحق العدالۃ عند البقاء بعد الفناء واذکروا نعمۃ اللہ ومیثاقہ قال ابو عثمان النعم کثیرۃ واجلھا المعرفۃ بہ سبحانہ والمواثیق کثیرۃ اجلھا الایمان یاایھا الذین اٰمنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذھم قوم ای من قوی نفوسکم المحجوبۃ وصفاتھا ان یبسطوا الیکم ایدیھم بالاستیلاء والقھر لتحصیل ماربھا ولذاذھا فکف ایدیھم عنکم ای فمنعھا عنکم بما اراکم من طریق التطھیر والتنزیہ واتقوا اللہ واجعلوہ سبحانہ وقایۃ فی قھرھا ومنعھا وعلی اللہ فلیتوکل المومنون برؤیۃ الافعال کلھا منہ عز وجل اھ ملخصا۔

قولہ تعالیٰ وبعثنا منھم اثنی عشر نقیبا فیہ اصل لتسلیط الشیوخ خلفائھم نیابۃ عنھم علی عوام المریدین لتعھدھم وتعرف احوالھم للتربیۃ فیکلون کلا الی من بینھم مناسبۃ

قولہ تعالیٰ وبعثنا منھم اثنی عشر نقیبا (ترجمہ اور ہمنے اُن میں سے بارہ سردار مقرر کئے) اسمیں اصل ہے مشائخ اہل تربیۃ کی اس عادت کی کہ مریدین پر اپنے نائبوں کو اس غرض سے مسلط کردیتے ہیں کہ وہ اُن کی اصلاح وتعلیم کی نگرانی کریں اور اُن کو ایسوں کے سپرد کرتے ہیں جنمیں باہم مناسبت ہو۔

قولہ تعالیٰ فبما نقضھم میثاقھم لعناھم وجعلنا قلوبھم قاسیۃ لما کان بعض اقسام القبض ھی القساوۃ دل علی تسببہ عن المعاصی والمسئلۃ معروفۃ وقولہ تعالیٰ یحرفون الکلم عن مواضعہ الدال علی الاجتراء علی التحریف وقولہ تعالیٰ ونسوا حظا مما ذکروا بہ المفسر عند بعضھم بسقوط اشیاء من التورٰیۃ

قولہ تعالیٰ فبما نقضھم میثاقھم لعناھم وجعلنا قلوبھم قاسیۃ (ترجمہ تو صرف ان کی عہد شکنی کی وجہ سے اُنکو اپنی رحمت سے دور کردیا اور ہمنے اُن کے قلوب کو سخت کردیا) چونکہ بعض اقسام قبض سے یہ قساوت بھی ہے آیت سے معلوم ہوا کہ معاصی سے بھی قبض ہوتا ہے اور یحرفون الکلم سے (جو کہ جرأت علی التحریف پر دال ہے) اور نسوا حظا مما ذکروا بہ سے (جسکی تفسیر بعض نے یہ کی ہے کہ اس معصیت کی نحوست سے بہت سے مضامین توریت کے اُنکو حافظہ سے ساقط ہوگئے تھے) یہ معلوم ہوا کہ ایسے قبض سے معاصی بھی ہوتے ہیں پس یہ قبض معاصی کا منشا بھی ہے اور معاصی اس سے ناشی بھی ہیں۔

من حفظهم لشؤم ذلك كما في روح المعاني دل على سببية هذا القبض لامثال هذه المعاصي فهذا القبض كما ينشأ من المعاصي كذلك ينشأ عنه المعاصي۔

قوله تعالىٰ فنسوا حظا مما ذكروا به فاغرينا بينهم العداوة الخ دل على ان المعاصي كما هي سبب للنكال الآخرة كذلك هي سبب للنكال الاولى

قولہ تعالیٰ فنسوا حظا مما ذکروا بہ فاغرینا بینہم العداوۃ (ترجمہ سو وہ بھی جو کچھ اُن کو نصیحت کی گئی تھی اسمیں سے اپنا ایک بڑا حصہ فوت کر بیٹھے تو ہمنے اُن میں باہم قیامت تک کیلئے بغض و عداوت ڈالدیا) دال ہے اسپر کہ معاصی جیسا عقاب آخرت کا سبب ہیں اسی طرح عقاب دنیا کا بھی کیونکہ خانہ جنگی یقینا دنیا میں عقاب ہے۔

قوله تعالىٰ ويعفو عن كثير في روح المعاني اي ولا يظهر كثيرا مما تخفونه اذا لم تدع اليه داعية دينية صيانة لكم عن زيادة الافتضاح اه فيه ان اهل الله لا يقصدون بعدا وتهم محض شفاء الغيظ النفساني اذا لم يترتب عليه الغرض الديني

قولہ تعالیٰ ویعفو عن کثیر (ترجمہ اور بہت سے امور کو واگذاشت کر دیتے ہیں) روح میں اسکی تفسیر یہ کی ہے کہ تمہارے بہت سے مخفی کئے ہوئے مضامین کو ظاہر نہیں فرماتے جبکہ اس کا کوئی دینی قوی داعی نہو تاکہ تمہاری دیہ فضیحت نہو آہ اس سے معلوم ہوا کہ اہل اللہ عداوت میں بھی محض شفاء غیظ نفسانی کا قصد نہیں کرتے یعنی جب اسمیں مصلحت دینی نہو تو غیظ پر عمل نہیں کرتے۔

قوله تعالىٰ يهدي به الله من اتبع رضوانه سبل السلام دل على ان اصل المقصود هو ابتغاء الرضوان والوصول الى الجنة تابع له۔

قولہ تعالیٰ یہدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام (ترجمہ اور ایک کتاب واضح کہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ ایسے شخصوں کو جو رضائے حق کے طالب ہوں سلامتی کی راہیں بتلاتے ہیں) اسپر دال ہے کہ اصل مقصود طلب رضا ہے اور دخول جنت اسکے تابع ہے۔

قوله تعالىٰ لقد كفر الذين قالوا ان الله هو المسيح ابن مريم صريح في الرد على القائلين بالاتحاد بين الخلق والحق۔

قولہ تعالیٰ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ہو المسیح ابن مریم (ترجمہ بلا شبہ وہ لوگ کافر ہیں جو یوں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عین مسیح بن مریم ہیں) اسمیں اُن لوگوں پر صریح رد ہے جو حق اور خلق میں اتحاد کے قائل ہیں۔

قوله تعالىٰ وقالت اليهود والنصارى نحن ابناء الله واحباءه الخ فيه الرد على من يدعي القرب لله لا يواخذ معه على المعصية وكان مرادهم ذلك كما ينبئ عنه الرد عليهم بقوله تعالىٰ قل فلم

قولہ تعالیٰ وقالت الیہود والنصاریٰ نحن ابناء اللہ واحباءہ الخ (ترجمہ اور یہود و نصاریٰ دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اللہ کے بیٹے اور اس کے محبوب ہیں) اسمیں اس شخص پر رد ہے جو خدا تعالیٰ کے ساتھ ایسے قرب کا دعویٰ

یعذ بکم بذنوبکم۔

کرتا ہو کہ انمیں معصیت پر بھی مواخذہ ہوگا اور اُن کی یہی مراد تھی جیسا قل فلم یعذ بکم بذنوبکم سے رد کرنا اسپر دلالت کر رہا ہے۔

قولہ تعالیٰ یا قوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء الخ فیہ ان کون الشخص من بیت اھل اللہ من النعم التی یجب الشکر علیھا لما فیہ من تسہیل الدین علیہ نعم لا یجوز التفاخر علیہ والتعجب بہ۔

قولہ تعالیٰ یا قوم اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جعل فیکم انبیاء الخ (ترجمہ اے میری قوم تم اللہ تعالیٰ کے انعام کو جو کہ تم پر ہوا ہے یاد کرو جب کہ اللہ تعالیٰ نے تم میں بہت سے پیغمبر بنائے) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی شخص کا اہل اللہ کے خاندان سے ہونا بھی ایک نعمت ہے جس پر شکر واجب ہے کیونکہ اس تعلق سے اُس پر دین سہل ہو جاتا ہے البتہ اس پر تفاخر و عجب جائز نہیں۔

قولہ تعالیٰ ولا ترتدوا علی ادبارکم فتنقلبوا خاسرین فیہ ان المعصیۃ قد تفضی الی المضار العاجلۃ۔

قولہ تعالیٰ ولا ترتدوا علی ادبارکم فتنقلبوا خاسرین (ترجمہ اور پیچھے واپس مت چلو کہ بالکل خسارہ میں پڑ جاؤ گے) اس سے معلوم ہوا کہ معصیت سے کبھی دنیوی مضرتیں بھی پیدا ہو جاتی ہیں۔

قولہ تعالیٰ قال رب انی لا املک الا نفسی واخی الخ فیہ ان الشیخ یجوز لہ التصرف بالحکم فی التابع لہ فی الدین کالتصرف فی نفسہ وھذا کالعادۃ فی اھل الطریق۔

قولہ تعالیٰ قال رب انی لا املک الا نفسی واخی الخ (ترجمہ موسیٰ علیہ السلام دعا کرنے لگے کہ اے میرے پروردگار اپنی جان اور اپنے بھائی پر البتہ اختیار رکھتا ہوں) اخی کے بڑھانے سے معلوم ہوا کہ شیخ اپنے مخلص تابع میں وہی حاکمانہ تصرف کر سکتا ہے جو اپنے نفس میں کر سکتا ہے اور اہل طریق کی یہ عادت شائع ہے۔

قولہ تعالیٰ قال انما یتقبل اللہ من المتقین فیہ اظہار کمالہ الدینی شکرا لا فخرا۔

قولہ تعالیٰ قال انما یتقبل اللہ من المتقین (ترجمہ اس نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ متقیوں ہی کا عمل قبول کرتے ہیں) اس میں دلالت ہے کہ اپنا کمال دینی ظاہر کرنا شکراً جائز ہے نہ کہ فخراً۔

قولہ تعالیٰ لئن بسطت الی یدک لتقتلنی ما انا بباسط یدی الیک لاقتلک لما لم یکن نص علی جواز القتل مدافعۃ کان ھذا الجواز مشتبہا فاحتاط ھابیل عن ارتکابہ فدل علی کون التحرز عن المشتبہات مطلوبا۔

قولہ تعالیٰ لئن بسطت الی یدک لتقتلنی ما انا بباسط یدی الیک لاقتلک (ترجمہ اگر تو مجھ پر میرے قتل کرنے کے لئے دست درازی کریگا تب بھی میں تجھ پر تیرے قتل کرنے کیلئے ہرگز دست درازی کرنے والا نہیں ہوں) چونکہ اس وقت تک کوئی ایسی نص نہ تھی جس سے قتل مدافعۃً کی اجازت ہو اسلئے ہابیل نے اسکے ارتکاب سے احتیاط کی پس اس سے شبہات سے بچنے کا مطلوب ہونا ثابت ہوا۔

قولہ تعالیٰ فاصبح من النادمین لما ورد فی الحدیث

قولہ تعالیٰ فاصبح من النادمین (ترجمہ سو وہ شرمندہ ہوا)

کتابۃ کل قتل علی قابیل الدال علی عدم نفع الندم ثبت بہ ان کل ندامۃ لا یکون توبۃ وانما التوبۃ ندم یکون بعدہ العذر والانکسار واہتمام التدارک

حدیث سے ہر خون ناحق کا قابیل پر بھی لکھا جانا معلوم ہوتا ہے اس سے ثابت ہوا کہ یہ ندامت نافع نہیں ہوئی تو اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ ہر ندامت توبہ نہیں بلکہ وہی ندامت توبہ ہے جسکے بعد عذر اور انکسار اور تدارک کا اہتمام ہو۔

قولہ تعالیٰ انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ الخ سمی محاربۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم ومحاربۃ اہل شریعتہ وسالکی طریقتہ من المسلمین محاربۃ للہ تعالیٰ فدل علی ان المعاملۃ مع اہل اللہ کالمعاملۃ مع اللہ تعالیٰ۔

قولہ تعالیٰ انما جزاء الذین یحاربون اللہ ورسولہ الخ (ترجمہ جو لوگ اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور ملک میں فساد پھیلاتے پھرتے ہیں ان کی یہی سزا ہے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور مسلمین کے ساتھ محاربہ کرنے کو محاربہ مع اللہ تعالیٰ فرمانے سے اسپر دلالت ہوئی کہ اہل اللہ کے ساتھ ایسا معاملہ کرنا گویا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کرنا ہے۔

قولہ تعالیٰ وابتغوا الیہ الوسیلۃ فی تفسیر البیضاوی وسل لی کذا اذا تقرب الیہ من فعل الطاعات وترک المعاصی فالوسیلۃ ہی الطاعات وفی روح المعانی استدل بعض الناس بہذہ الآیۃ علی مشروعیۃ الاستغاثۃ بالصالحین وجعلہم وسیلۃ بین اللہ تعالیٰ وبین العباد الی قولہ وکل ذلک بعید عن الحق بمراحل واطال فی ذلک فراجعہ ینفعک وینہت علی ذلک لدفع الغلط فی تفسیر الوسیلۃ

قولہ تعالیٰ وابتغوا الیہ الوسیلۃ (ترجمہ اور خدا تعالیٰ کا قرب ڈھونڈو) وسل بمعنی تقرب ہے جسکا ذریعہ طاعات کا کرنا اور معاصی کا چھوڑنا ہے اور توسل بالصلحین کے مسئلہ کو اس آیت سے کوئی مس نہیں (من روح المعانی)

قولہ تعالیٰ فمن تاب من بعد ظلمہ واصلح فان اللہ یتوب علیہ دل علی توقف اعتبار التوبۃ علی الاصلاح کرد مال السرقۃ ان امکن او استحلالہ لنفسہ من مالکہ او انفاقہ فی سبیل اللہ ان جہلہ فی ہذا المقام۔

قولہ تعالیٰ فمن تاب من بعد ظلمہ واصلح فان اللہ یتوب علیہ (ترجمہ پھر جو شخص توبہ کرے اپنی اس زیادتی کرنے کے بعد اور اعمال کی درستی رکھے تو بے شک اللہ تعالیٰ اسپر توجہ فرماویں گے) اس سے معلوم ہوا کہ توبہ کا معتبر ہونا اصلاح پر موقوف ہے مثلاً بشرط امکان سرقہ وغیرہ کا مال واپس کر دینا ورنہ مالک سے معاف کرانا یا مالک معلوم نہ ہو تو ایسے موقع پر فی سبیل اللہ تصدق کرنا۔

قولہ تعالیٰ یا ایہا الرسول لا یحزنک الذین الخ فیہ ما علیہ اہل اللہ من عدم المبالغۃ فی الاہتمام بسوء حال المعرضین۔

قولہ تعالیٰ یا ایہا الرسول لا یحزنک الذین الخ (ترجمہ اے رسول جو لوگ کفر میں دوڑ دوڑ گرتے ہیں آپکو غمگین نہ کریں) اسمیں اہل طریق کی اس عادت کی اصل ہے کہ اہل اعراض کی بدحالی کا زیادہ اہتمام نہیں کرتے۔

قولہ تعالیٰ یحرفون الکلم من بعد مواضعہ فی الروح

قولہ تعالیٰ یحرفون الکلم من بعد مواضعہ (ترجمہ کلام کو

يغيرون[ف ۲۸۴] قوانين الشريعة بتمويهات الطبيعة ولكن يأول القرآن والاحاديث على وفق هواه وليس مانحن فيه من هذا القبيل لان ذلك انما يكون بانكار ان يكون الظاهر مراد الله تعالى فانه كفر صريح وانما نقول المراد هو الظاهر لكن فيه اشارة الى اشياء اخر لايكاد يحيط لها نطاق الحصر ولو يشك ان يكون ماذكر بعضا منها اهـ۔

بعد اسکے کہ وہ اپنے موقعہ پر ہوتا ہے بدلتے رہتے ہیں) یعنی جیسے معنی قوانین شریعت[ف ۲۸۴] کو تمویہات طبیعت سے متغیر کرتے ہیں جیسے کوئی قرآن وحدیث کو اپنی ہوائے نفسانی کے موافق ماول کرے اور صوفیہ محققین کی تاویل اس قبیل سے نہیں کیونکہ وہ ظاہر معنی کے مراد ہونے سے انکار نہیں کرتے کہ وہ کفر صریح ہے بلکہ ظاہر کے مراد ہوتے ہوئے اسمیں اور اشارات بھی مانتے ہیں اھ ملخصًا۔

قوله تعالى يقولون ان اوتيتم هذا فخذوه وان لم توتوه فاحذروا الاية ناعية على[ف ۲۸۵] من راجع العلماء لا للعمل بقولهم بل لرجاء موافقتهم غرضه فيجعل قولهم جنة عن الملامة على سوء حاله وهو ظاهر۔

قوله تعالى يقولون ان اوتيتم هذا فخذوه وان لم توتوه فاحذروا (ترجمہ کہتے ہیں کہ اگر تم کو یہ حکم ملے تو قبول کرلینا اور اگر تمکو یہ حکم نہ ملے تو احتیاط رکھنا) اسمیں اس شخص کی مذمت[ف ۲۸۵] ہے جو علماء کی طرف عمل کرنے کے لئے رجوع نہ کرے بلکہ اس امید سے رجوع کرے کہ شاید اسکی غرض کے موافق کوئی بات نکل آوے تو ان کے قول کو بدنامی کی سپر بنالے۔

قوله تعالى ومن يرد الله فتنته فلن تملك له من الله شيئا اولئك الذين لم يرد الله ان يطهر قلوبهم فيه دلالة[ف ۲۸۶] على ان ارادة الشيخ وشفقته لا يغني شيئا بدون فضل الله وتوفيقه۔

قوله تعالى ومن يرد الله فتنته فلن تملك له من الله شيئا اولئك الذين لم يرد الله ان يطهر قلوبهم (ترجمہ اور جسکا خراب ہونا اللہ تعالیٰ کو منظور ہو تو اس کے لئے اللہ سے تیرا کچھ زور نہیں چل سکتا یہ لوگ ایسے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو انکے دلوں کا پاک کرنا منظور نہیں) اسمیں دلالت[ف ۲۸۶] ہے کہ شیخ کی شفقت اور توجہ بدون فضل وتوفیق الٰہی کے کچھ نفع نہیں دیتی۔

قوله تعالى سماعون للكذب اكالون للسحت فيه تنبيه[ف ۲۸۷] على رحمة الله تعالى بالعباد حيث علق الذم على الاكثار والاصرار ولم يذمه بما لا يخلو عنه احد عادة وكذلك داب الشيوخ المربين يسامحون عن امثال هذه ما لم يكن مع الجرأة والاستخفاف۔

قوله تعالى سماعون للكذب اكالون للسحت (ترجمہ یہ لوگ غلط باتوں کے سننے کے عادی ہیں بڑے حرام کے کھانے والے ہیں) اسمیں خدا تعالیٰ کی بڑی رحمت پر دلیل ہے کہ مذمت کو اکثار اور اصرار پر مرتب فرمایا سرسری خطا پر مذمت نہیں فرمائی جس سے عادۃً کوئی خالی نہیں ہوتا اور یہی شان ہوتی ہے مشائخ اہل تربیت[ف ۲۸۷] کی کہ خفیف امور سے تسامح کرتے ہیں جب تک کہ جرأت اور استخفاف نہو۔

قوله تعالى فمن تصدق به فهو كفارة له في الروح بتخريج الديلمي عن ابن عمر رضـ ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قرأ الاية فقال هو الرجل تكسر سنه

قوله تعالى فمن تصدق به فهو كفارة له (ترجمہ اور جو شخص اسکو معاف کردے تو وہ اسکے لئے کفارہ ہوجاویگا) حدیث مرفوع میں یہ تفسیر ہے کہ کسی کا دانت توڑ دیا جاوے

او يجرح من جسدہ فيعفو فيحط عنه من خطايا بقدر ما عفا عنه من جسدہ الحديث الى قوله وفيه ترغيب في العفو اه قلت ومثل هذا العفو من اخلاق اهل الله تعالىٰ۔

یا بدن میں زخم کر دیا جاوے اور وہ معاف کر دے تو بقدر اسکے عفو کے اسکی خطائیں عفو کر دی جاتی ہیں سو اس میں ترغیب ہے عفو کی کذا فی الروح اور اس قسم کا عفو اہل اللہ کے اخلاق میں سے ہے۔

قوله تعالىٰ فسوف يأتي الله بقوم يحبهم ويحبونه الى قوله لا يخافون في الله لومة لائم فيه تصريح بما عليه اهل الوله۔

قوله تعالىٰ فسوف يأتي الله بقوم يحبهم ويحبونه الى قوله لا يخافون في الله لومة لائم (ترجمہ تو اللہ تعالیٰ بہت جلد ایسی قوم کو پیدا کر دیگا جن سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہوگی اور ان کو اللہ تعالیٰ سے محبت ہوگی مہربان ہوں گے وہ مسلمانوں پر تیز ہوں گے کافروں پر جہاد کرتے ہونگے اللہ کی راہ میں اور وہ لوگ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا اندیشہ نہ کریں گے) اسمیں اہل اللہ کے طریق کی تصریح ہے۔

الحاشية قوله تعالىٰ لكل جعلنا منكم شرعة ومنهاجا في الروح قال بعضهم ان الله سبحانه بحار الارواح وانهار القلوب وسواقي للعقول ولكل واحد منها شرعة في ذلك ترد منها كشرعة العلم وشرعة القدرة وشرعة الصمدية وشرعة المحبة الى غير ذلك وله عز وجل طرق بعدد انفاس الخلائق كما قال ابو يزيد قدس سرہ والمراد بها الطرق الشخصية وكلها توصل اليه سبحانه الى قوله وقلما يتفق اثنان في مشرب ومنهج۔

قوله تعالىٰ لكل جعلنا منكم شرعة ومنهاجا (ترجمہ تم میں سے ہر ایک کیلئے ہمنے ایک خاص شریعت اور خاص طریقت تجویز کی تھی) موافق تقریر اصل کے اسمیں اس قول کی طرف اشارہ نکل سکتا ہے طرق الوصول الى الله بعدد انفاس الخلائق۔

قوله تعالىٰ ويؤتون الزكوة وهم راكعون في الروح وغالب الاخباريين على انها نزلت في علي فقد اخرج الحاكم وابن مردويه وغيرهما عن ابن عباس باسناد متصل قال اقبل ابن سلام الى قوله فقال النبي صلى الله عليه وسلم على اي حال اعطاك فقال وهو راكع فكبر النبي صلى الله عليه وسلم ثم تلا هذه الاية الحديث فيه بعد صحة وبلغني انه قيل لابن الجوزي كيف تصدق علي بالخاتم وهو في الصلاة والظن فيه بل العلم الجازم ان له شغلا شاغلا فيها عن الالتفات الى ما لا يتعلق بها وقد حكى ما يؤيد ذلك كثير فانشا يقول

قوله تعالىٰ ويؤتون الزكوة وهم راكعون (ترجمہ اور زکوۃ دیتے ہیں کہ ان میں خشوع ہوتا ہے) اس سے یہ امر بھی ماخوذ ہو سکتا ہے کہ اگر عین ذکر میں کسی ایسے شغل کا ہجوم و تقاضا ہو کہ اگر اس سے فارغ نہ ہو تو اس کا قلب مشغول رہے تو اس سے جلدی فارغ ہو جانا مستحسن ہے اور اہل طریق کے نزدیک یہ معروف ہے۔

يسقي ويشرب لا تلهيه سكرته	عن الندیم ولا يلهو عن الناس
اطاعة سكره حتى تمكن من	فعل الصحاة فهذا واحد الناس

آی فی الجواب ۱۲ منہ

اھ قلت ویؤخذ منہ[۲۹۱] استحسان تعجیل الفراغ عن ما یعتریہ فی عین حال الشغل مع الذکر مما لو یفرغ بقی قلبہ مشغولا معہ ویعرفہ اھل الطریق۔

قولہ تعالیٰ فان حزب اللہ ھم الغالبون ولو حملت[۲۹۲] ھذہ الغلبۃ علی قوۃ القلب کما یکون لاھل اللہ تعالیٰ وان ھجمت علیھم اسباب المغلوبیۃ ظاھرا کان اسھل فی الفہم فان شئت ھذا لاجل التوکل والتعلق مع اللہ تعالیٰ کما قال تعالیٰ فما وھنوا لما اصابھم فی سبیل اللہ وما ضعفوا وما استکانوا واللہ اعلم۔

قولہ تعالیٰ فان حزب اللہ ھم الغالبون (ترجمہ و اللہ تعالیٰ کا گروہ بلاشبہ غالب ہے) اگر اس غلبہ کی تفسیر قوت قلب[۲۹۲] سے کیجاوے تو فہم میں اسہل ہو جاوے۔ اور اہل اللہ پر خواہ اسباب مغلوبیۃ کا ظاہرا کتنا ہی ہجوم ہو مگر بوجہ توکل اور تعلق مع اللہ کے ان کو ضعف و استکانت نہیں ہوتا

قولہ تعالیٰ لا تتخذوا الذین اتخذوا دینکم ھزوا ولعبا الی قولہ اولیاء فیہ التجنب[۲۹۳] عمن یسخر بالطریق واھلہ۔

قولہ تعالیٰ لا تتخذوا الذین اتخذوا الی قولہ اولیاء (ترجمہ اے ایمان والو جن لوگوں کو تم سے پہلے کتاب مل چکی ہے جو ایسے ہیں کہ انھوں نے تمہارے دین کو ہنسی اور کھیل بنا رکھا ہے ان کو اور دوسرے کفار کو دوست مت بناؤ) اسمیں ایسے شخص سے علیحدگی[۲۹۳] رکھنے پر دلالت ہے جو اہل اللہ کے اور ان کے طریق کے ساتھ تمسخر کرے۔

قولہ تعالیٰ من لعنہ اللہ الی قولہ اضل عن سواء السبیل فیہ اظھار ذم[۲۹۴] المخالف للحق اذا کانت فیہ مصلحۃ دینیۃ وھو لا ینافی الصبر والحلم۔

قولہ تعالیٰ من لعنہ اللہ الی قولہ اضل عن سواء السبیل (ترجمہ جنکو اللہ تعالیٰ نے دور کر دیا ہو اور ان پر غضب فرمایا ہو اور ان کو بندر اور سور بنا دیئے ہوں اور انھوں نے شیطان کی پرستش کی ہو ایسے اشخاص مکان کے اعتبار سے بھی بہت برے ہیں اور راہ راست سے بھی بہت دور ہیں) اسمیں دلالت[۲۹۴] ہے کہ جب مصلحت دینیہ ہو تو مخالف کی ذم کو خوب ظاہر کرے اور یہ صبر و حلم کے منافی نہیں۔

قولہ تعالیٰ وتری کثیرا منھم یسارعون فی الاثم والعدوان واکلھم السحت فی الروح ای یقدمون[۲۹۵] بسرعۃ علی جمیع الرذائل لاعتیادھم لھا وتدربھم فیھا وکونھا ملکات لنفوسھم فالاثم رذیلۃ القوۃ النطقیۃ والعدوان رذیلۃ القوی الغضبیۃ و اکل السحت رذیلۃ القوی الشھویۃ اھ

قولہ تعالیٰ وتری کثیرا منھم یسارعون فی الاثم والعدوان واکلھم السحت لبئس ما کانوا یعملون (ترجمہ اور آپ ان میں بہت آدمی ایسے دیکھتے ہیں جو دوڑ دوڑ کر گناہ اور ظلم اور حرام کھانے پر گرتے ہیں واقعی ان کے یہ کام برے ہیں) اثم ایک رذیلہ ہے جو قوت نطقیہ سے پیدا ہوتا ہے اور عدوان ایک رذیلہ ہے جو قوت غضبیہ سے ناشی ہے اور اکل سحت ایک رذیلہ ہے جو قوت شہویہ پر مرتب ہوتا ہے (تو اسمیں[۲۹۵] دلالت ہے کہ افعال کے مصادر ملکات ہیں)

قولہ تعالیٰ لولا ینھاھم الربانیون والاحبار عن قولھم الاثم واکلھم السحت لبئس ما کانوا یصنعون

قولہ تعالیٰ لولا ینھاھم الربانیون والاحبار عن قولھم الاثم واکلھم السحت لبئس ما کانوا یصنعون۔

[۲۹۱] عدم التفرغ عن الشغل عن شغل القلب۔
[۲۹۲] قوۃ الباطن لاھل اللہ … / غلبہ سے مراد قوت قلب …
[۲۹۳] الاعراض عمن یستھزئ بالطریق۔ / ایسے اشخاص سے علیحدگی جو طریق کا استہزاء کریں۔
[۲۹۴] الاعلان بذم المخالف للمصلحۃ / بوقت مصلحت مخالف کی ذم کا اعلان۔
[۲۹۵] کون الملکات مصادر الافعال / ملکات کا مصادر افعال ہونا۔

فی الروح فان کان الفعل عن قصد سمی عملا ثم ان فصل بمزاولۃ وتکرر حتی رسخ وصار ملکۃ لہ سمی صنعا اھ ففی الآیۃ حیث اورد فی ھذا یصنعون وفیما قبلہ یعملون تنبیہ علی ان الشیخ الذی یوثر لنھیہ فی کف المنھی عن فعل المنھی اقبح حالا من المرتکب فان الداعی لہ الی عدم الانتھاء انما ھو الشھوۃ والداعی لھذا الشیخ الی عدم النھی حب الدنیا وحب الدنیا اشد من الشھوۃ

(ترجمہ ان کو مشائخ اور علماء گناہ کی بات کہنے سے اور حرام مال کھانے سے کیوں نہیں منع کرتے واقعی ان کی یہ عادت بری ہے) روح میں ہے کہ جو فعل محض قصد سے صادر ہو وہ عمل ہے اور جو مزاولت و اعتیاد سے صادر ہو وہ صنع ہے تو صنع میں زیادتی ہے عمل سے بس اسمیں تنبیہ ہے کہ جو شیخ اور مقتدا باوجود امید اثر کے منع نہ کرے وہ زیادہ بدحال ہے اصل مرتکب سے کیونکہ مرتکب کے لئے داعی شہوت عارضی ہے اور اس شیخ کیلئے حب دنیا ہے جو ملکہ ہوگئی ہے اور حب دنیا شہوت سے اقبح ہے۔

الحاشیہ قولہ تعالیٰ ولو انھم اقاموا التوراۃ والانجیل وما انزل الیھم من ربھم لاکلوا من فوقھم ومن تحت ارجلھم فی الروح فما ظنک بالعارف السالک اذا قمع ھوی النفس معتصما بحبل اللہ تعالیٰ وسنۃ حبیبہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فانہ تعالیٰ یفیض علی قلبہ سجال فضائلہ و سحائب برکاتہ فتظھر ینابیع الحکمۃ من قلبہ علی لسانہ ولذا اکتب بعض العارفین بھذہ الآیۃ الی الامام ارشادا لہ الی معرفۃ طریق اھل اللہ عز شانہ اھ ملخصا

قولہ تعالیٰ ولو انھم اقاموا التوراۃ والانجیل وما انزل الیھم من ربھم لاکلوا من فوقھم ومن تحت ارجلھم (ترجمہ اور اگر یہ لوگ توراۃ اور انجیل کی اور جو کتاب ان کے پاس بھیجی گئی ہے اسکی پوری پابندی کرتے تو یہ لوگ اوپر سے اور نیچے سے خوب فراغت سے کھاتے) یہی حال ہے سالک کا کہ اگر پورا عمل کرے تو اسپر رزق معنوی یعنی فیوض و برکات کا افاضہ ہوتا ہے۔

قولہ تعالیٰ قل یا اھل الکتاب لستم علی شیء حتی تقیموا التوریۃ والانجیل وما انزل الیکم من ربکم دلت الآیۃ علی انہ لا یعتد بشیء من الکمالات بدون اتباع الشریعۃ

قولہ تعالیٰ قل یا اھل الکتاب لستم علی شیء حتی تقیموا التوراۃ والانجیل وما انزل الیکم من ربکم (ترجمہ آپ کہ دیجئے کہ اے اہل کتاب تم کسی راہ پر بھی نہیں جب تک کہ توریت کی اور انجیل کی اور جو کتاب تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے بھیجی گئی ہے اسکی بھی پوری پابندی نہ کروگے) اس سے معلوم ہوا کہ بدون اتباع شریعت کے کوئی کمال معتبر نہیں۔

قولہ تعالیٰ فلا تاس علی القوم الکفرین دل علی عدم القلق علی الحرص کما ھو شان المبالغین فی الشفقۃ

قولہ تعالیٰ فلا تاس علی القوم الکفرین (ترجمہ تو آپ ان کافر لوگوں پر غم نہ کیا کیجئے) اسمیں دلالت ہے کہ اعراض کرنیوالے پر زیادہ قلق نہ کرے جیسا بعض مبالغین فی الشفقۃ کرتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ کلما جاءھم رسول بما لا تھوی انفسھم فریقا کذبوا وفریقا یقتلون دل علی ان اصل جمیع

قولہ تعالیٰ کلما جاءھم رسول بما لا تھوی انفسھم فریقا کذبوا وفریقا یقتلون (ترجمہ جب کبھی ان کے پاس

الکبائر ھو اتباع الھویٰ ولذا تری الصوفیۃ یکدحون فی استیصالھا۔

کوئی پیغمبر ایسا حکم لایا جسکو اُن کا جی نہ چاہتا تھا تو بعضوں کو جھوٹا بتلایا اور بعضوں کو قتل ہی کر ڈالتے تھے) اسپر دال ہے کہ تمام کبائر کی اصل اتباع ہویٰ ہے اسی لئے صوفیا اس کے استیصال میں سخت کوشش کرتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ حسبوا ان لا تکون فتنۃ فعموا وصموا ثم تاب اللہ علیھم ثم عموا وصموا کثیر منھم دل علے بطلان الاستعداد بمعنی اضمحلالہ کل الاضمحلال بالاصرار علے المعاصی۔

قولہ تعالیٰ وحسبوا ان لا تکون فتنۃ فعموا وصموا ثم تاب اللہ علیھم ثم عموا وصموا کثیر منھم (ترجمہ اور یہی گمان کیا کہ کچھ سزا نہ ہوگی اس سے اور بھی اندھے اور بہرے بن گئے پھر اللہ تعالیٰ نے اُن پر توجہ فرمائی پھر بھی اندھے اور بہرے بنے رہے یعنی اُن میں کے بہتیرے) اسمیں دلالت ہے کہ اصرار علی المعاصی سے استعداد بالکل مضمحل ہو جاتی ہے اسی کو بطلان استعداد کہدیتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم دل علی بطلان الحلول والاتحاد الذی یزعمہ جھلۃ الصوفیۃ۔

قولہ تعالیٰ لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ھو المسیح ابن مریم (ترجمہ بے شک وہ لوگ کافر ہو چکے جنھوں نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ عین مسیح ابن مریم ہیں) اسمیں بطلان حلول واتحاد پر جسکے قائل جاہل صوفی ہیں دلالت ہے۔

قولہ تعالیٰ قل تعبدون من دون اللہ ما لا یملک لکم ضرا ولا نفعا فیہ ابطال مما یزعمہ الجھلۃ من کون المشائخ متصرفین مستقلین۔

قولہ تعالیٰ قل تعبدون من دون اللہ ما لا یملک لکم ضرا الخ (ترجمہ آپ فرمائیے کیا خدا کے سوا ایسے کی عبادت کرتے ہو جو کہ تمکو نہ کوئی ضرر پہونچانیکا اختیار رکھتا ہے) اسمیں ابطال ہے مشائخ کو متصرف مستقل سمجھنے کا جیسا جاہلوں کا زعم ہے۔

قولہ تعالیٰ ولا تتبعوا اھواء قوم قد ضلوا فیہ ابطال للرسوم المراغمۃ للشریعۃ ولو نسبت الی المشائخ ویجاب عنھم بتکذیب النسبۃ او کونھم ذا عذر صحیح۔

قولہ تعالیٰ ولا تتبعوا اھواء قوم قد ضلوا (ترجمہ اور اُن لوگوں کے خیالات پر مت چلو جو پہلے خود بھی غلطی میں پڑ چکے ہیں) اسمیں اُن رسوم کا ابطال ہے جو شریعت کے خلاف ہیں گو مشائخ کی طرف منسوب ہوں اور اگر وہ مشائخ محققین ہیں تو اُن کی طرف منسوب کرنے کی تکذیب کرینگے یا کسی عذر صحیح پر محمول کرینگے۔

قولہ تعالیٰ ذلک بان منھم قسیسین ورھبانا وانھم لا یستکبرون۔ فیہ ان العلوم والاخلاق لھا دخل عظیم فی الاعمال ولذا تری المشائخ المحققین لا یھتمون بالاعمال اھتمامھم بالعلوم والاخلاق۔

قولہ تعالیٰ ذلک بان منھم قسیسین ورھبانا وانھم لا یستکبرون (ترجمہ یہ اس سبب سے ہے کہ انمیں بہت سے علم دوست عالم ہیں اور بہت سے تارک دنیا درویش ہیں اور اس سبب سے ہے کہ یہ لوگ متکبر نہیں ہیں) اس بار سے یہ معلوم ہوا کہ علوم و اخلاق کو اعمال میں دخل عظیم ہے اسی لئے مشائخ کو اخلاق و علوم کا اہتمام اعمال سے زیادہ ہوتا ہے

(باقی آئندہ)

قوله تعالیٰ تری اعینهم تفیض من الدمع فیه اثبات للوجد فانه حالة محمودة غریبة غیر اختیاریة۔

قوله تعالیٰ تری اعینهم تفیض من الدمع (ترجمہ تو آپ انکی آنکھیں آنسوؤں سے بہتی ہوئی دیکھتے ہیں) اسمیں وجد کا اثبات ہے کیونکہ وجد کی حقیقت یہ ہے حالة محمودة غریبة غیر اختیاریة۔

قوله تعالیٰ وما لنا لا نؤمن بالله وما جاءنا من الحق ونطمع ان یدخلنا ربنا مع القوم الصالحین فیه ان محض الطمع لا یعتد به بدون العمل۔

قوله تعالیٰ وما لنا لا نؤمن بالله وما جاءنا من الحق ونطمع ان یدخلنا ربنا مع القوم الصالحین (ترجمہ اور ہمارے پاس کونسا عذر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ اور جو حق ہمکو پہونچاہے اسپر ایمان نہ لاویں اور اسکی امید رکھیں کہ ہمارا رب ہمکو نیک لوگوں کی معیت میں داخل کردیگا) اسمیں دلالت ہے کہ محض طمع بدون عمل کے معتد بہ نہیں۔

قوله تعالیٰ یا ایها الذین امنوا لا تحرموا طیبات ما احل الله لکم فیه ابطال لما علیه بعض المدعین للطریق من ترک الحیوانات تعبدا۔

قوله تعالیٰ یا ایها الذین آمنوا لا تحرموا طیبات ما احل الله لکم (ترجمہ اے ایمان والو اللہ تعالیٰ نے جو چیزیں تمہارے واسطے حلال کی ہیں ان میں لذیذ چیزوں کو حرام مت کرو) اسمیں رسم ترک حیوانات کا ابطال ہے جو بعض مدعیان طریقت کا طریق ہے۔

قوله تعالیٰ انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوة والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر الله وعن الصلاة فیه ان المعاصی تتضمن المضار الدنیویة کتضمنها المضار الاخرویة۔

قوله تعالیٰ انما یرید الشیطان ان یوقع بینکم العداوة والبغضاء فی الخمر والمیسر ویصدکم عن ذکر الله وعن الصلوة (ترجمہ شیطان تو یوں چاہتاہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعے سے تمہارے آپس میں عداوت اور بغض واقع کردے اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے اور نماز سے تمکو باز رکھے) اسمیں دلالت ہے کہ معاصی میں جیسے اخروی مضرتیں ہیں اسی طرح دنیوی مضرتیں بھی ہیں۔

قوله تعالیٰ لیس علی الذین امنوا وعملوا الصلحت جناح فیما طعموا اذا ما اتقوا وامنوا وعملوا الصلحت ثم اتقوا وامنوا ثم اتقوا واحسنوا۔ فی تکریر التقوی والایمان اشارة الی ان فیهما درجات بعضها فوق بعض یتدرج فیها السالک وفی الروح عن العلامة الطیبی ان معنی الآیة انه لیس المطلوب من المؤمنین الزهادة عن المستلذات وتحریم الطیبات وانما المطلوب منهم الترقی فی مدارج التقوی والایمان الی مراتب الاخلاص والیقین

قوله تعالیٰ لیس علی الذین آمنوا وعملوا الصلحت جناح فیما طعموا اذا ما اتقوا وآمنوا وعملوا الصلحت ثم اتقوا وامنوا ثم اتقوا واحسنوا (ترجمہ ایسے لوگوں پر جو کہ ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں اس چیز میں کوئی گناہ نہیں جسکو وہ کھاتے پیتے ہوں جبکہ وہ لوگ پرہیز رکھتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں اور نیک کام کرتے ہوں پھر پرہیز کرنے لگتے ہوں اور ایمان رکھتے ہوں پھر پرہیز کرنے لگتے ہوں) تقویٰ اور ایمان کو مکرر لانے میں اشارہ اس طرف ہے کہ ان دونوں میں بہت سے درجات ہیں کہ ایک دوسرے

... المعانی وفی هذا النظم ...

... فرق ہیں جنمیں سالک ترقی کرتا ہے۔

ما رواه الترمذی وابن ماجه عن قوله صلی الله علیه وسلم لیس الزهادة فی الدنیا بتحریم الحلال ولا اضاعة المال ولکن الزهادة ان تکون بما بید الله تعالی اوثق منك بما فی یدك انتهی ملخصا۔

قوله تعالی۔ یا ایها الذین آمنوا لیبلونکم الله بشیء من الصید الخ فیه اصل لما علیه بعض المشائخ من امتحانهم صدق المرید۔

قوله تعالی یا ایها الذین آمنوا لیبلونکم الله بشیء من الصید الخ (ترجمہ اے ایمان والو اللہ تعالی قدرے شکار سے تمہارا امتحان کریگا) اسمیں اصل ہے بعض مشائخ کی اس عادت کی کہ مرید کے صدق کا امتحان کرتے ہیں۔

قوله تعالی ومن قتله منکم متعمدا فجزاء مثل ما قتل الی قوله ومن عاد فینتقم الله منه فیه ما علیه اهل الریاضة من سیاستهم انفسهم اذا جنت بما یسهل تحمله او لا ثم بما یصعب علیها لو عادت للسیئة۔

قوله تعالی ومن قتله منکم متعمدا فجزاء مثل ما قتل الی قوله ومن عاد فینتقم الله منه (ترجمہ اور جو شخص تم میں اسکو جان بوجھکر قتل کریگا تو اُسپر پاداش واجب ہوگی جو کہ مساوی ہوگی اُس جانور کے جسکو اُس نے قتل کیا ہے جسکا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کردیں خواہ وہ پاداش خاص چوپایوں میں سے ہو بشرطیکہ نیاز کے طور پر کعبہ تک پہونچائی جاوے اور خواہ کفارہ مساکین کو دیدیا جاوے اور خواہ اسکے برابر روزے رکھ لئے جاویں تاکہ اپنے کئے کی شامت کا مزہ چکھے اللہ تعالی نے گذشتہ کو معاف کردیا اور جو شخص پھر ایسی حرکت کریگا تو اللہ تعالی انتقام لیں گے) اسمیں اصل ہے اہل ریاضت کے اس طریق کی کہ اول خطا پر اپنے نفس کو ایسی سزا دیتے ہیں جسکا تحمل اسکو آسان ہوتا ہے اور اگر وہ پھر عود کرے تو ایسی سزا دیتے ہیں جو اسپر قدرے دشوار ہو۔

قوله تعالی احل لکم صید البحر وطعامه فیه التعدیل فی الزهد والنهی عن الغلو فیه۔

قوله تعالی احل لکم صید البحر وطعامه (ترجمہ تمہارے لئے دریا کا شکار پکڑنا اور اس کا کھانا حلال کیا گیا) اسمیں زہد کی تعدیل اور اسمیں غلو کرنے سے نہی ہے۔

قوله تعالی قل لا یستوی الخبیث والطیب ولو اعجبك کثرة الخبیث فیه عدم الاغترار بکثرة اهل الرسوم بمقابلة اهل الحقائق۔

قوله تعالی قل لا یستوی الخبیث والطیب ولو اعجبك کثرة الخبیث (ترجمہ آپ فرما دیجئے کہ ناپاک اور پاک برابر نہیں گو تجھکو ناپاک کی کثرت تعجب میں ڈالتی ہو) اسمیں دلالت ہے اسپر کہ اہل حقائق کے مقابلہ میں اہل رسوم کی کثرت پر دھوکا نہ کھانا چاہئے۔

قوله تعالی ما جعل الله من بحیرة الآیة ای ما شرع فیه رد وابطال لما ابتدعه اهل الجاهلیة ومن نحا نحوهم من التعبد بتخصیص بعض الاشیاء ببعض غیر الله وشاع فی جهلة زماننا طائفة النذر

قوله تعالی ما جعل الله من بحیرة (ترجمہ اللہ تعالی نے نہ بحیرہ کو مشروع کیا ہے) یعنی ان چیزوں کو مشروع نہیں فرمایا اسمیں ابطال ہے اہل جاہلیت کی اس بدعت کا کہ بعض چیزوں کو غیر اللہ کے نامزد کردیتے تھے جیسا اب بھی

به الى الارواح الطيبة -

بعض جہلاء ارواح طیبہ کے ساتھ تقرب حاصل کرنے کی نیت سے ایسا کرتے ہیں۔

قوله تعالى: واذا قيل لهم تعالوا الى ما انزل الله والى الرسول قالوا حسبنا ما وجدنا عليه اٰباءنا فيه رد لما عليه الجهلة من الصوفية من تمسكهم بطريقة مشائخهم اذا عرضت عليهم الشريعة -

قولہ تعالیٰ: واذا قیل لھم تعالوا الی ما انزل اللہ والی الرسول قالوا حسبنا ما وجدنا علیہ اٰباءنا (ترجمہ اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو احکام نازل فرمائے ہیں ان کی طرف اور رسول کی طرف رجوع کرو تو کہتے ہیں کہ ہم کو وہی کافی ہے جس پر ہم نے اپنے بڑوں کو دیکھا) اسمیں جاہل صوفیہ کے اس طریق کا ابطال ہے کہ جب ان کے سامنے شریعت پیش کیجاتی ہے تو وہ اپنے مشائخ کے طریق سے تمسک کرتے ہیں۔

قوله تعالى: يا ايها الذين اٰمنوا عليكم انفسكم فيه على بعض التفاسير كما في الروح المنع عن هلاك النفس حسرة واسفا على ما فيه الكفرة والفسقة فقد كان المومنون يتحسرون على الكفرة ويتمنون ايمانهم فنزلت اه وهذا ما هو عليه العارفون من عدم تصديهم لاحد مع امرهم بالمعروف ولنهيهم عن المنكر -

قولہ تعالیٰ: یا ایھا الذین اٰمنوا علیکم انفسکم (ترجمہ اے ایمان والو اپنی فکر کرو) بعض تفاسیر پر جیسا روح میں ہے اسمیں کفار وفساق کی حالت پر زیادہ افسوس اور حسرت سے مومنین کو منع کیا گیا ہے اور یہی طریق ہے عارفین کا کہ امر بالمعروف ونہی عن المنکر کر چکنے کے بعد کسی کے زیادہ درپے نہیں ہوتے۔

قوله تعالى: يا ايها الذين اٰمنوا شهادة بينكم اذا حضر احدكم الموت الى اٰخر الايات فيه مراعة الانتظام في كل امر ولو كان دنيويا فان الاخلال فيه يفضي الى تعطيل مصالح الخلق من ذوي الحقوق

قولہ تعالیٰ: یا ایھا الذین اٰمنوا شھادۃ بینکم اذا حضر احدکم الموت الی اٰخر الایات (ترجمہ اے ایمان والو تمہارے آپس میں دو شخص وصی ہونا مناسب ہے جبکہ تم میں سے کسی کو موت آنے لگے الخ) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ انتظام کی رعایت ہر امر میں ضروری ہے گو وہ امر دنیوی ہی کیوں نہ ہو کیونکہ بد انتظامی سے اہل حقوق کے مصالح میں خلل پڑجاتا ہے (جو کہ معصیت ہے)

قوله تعالى: قالوا لا علم لنا في الروح وقيل ان ذلك الذهول لو يكن بخوف ولا حزن وانما هو من باب العوم في بحار الاجلال لظهور اثار تجلي الجلال اه ففيه اثبات لاحوال نحو الاستغراق والسكر والفناء والمحو والغيبة -

قولہ تعالیٰ: قالوا لا علم لنا (ترجمہ وہ عرض کرینگے ہمکو کچھ خبر نہیں) روح میں ہے کہ بعض نے کہا اس ذہول کی وجہ تجلی جلال کے آثار کا ظہور ہے تو اسمیں ایسی حالتوں کا اثبات ہے استغراق وسکر وفنا ومحو وغیبت۔

قوله تعالى: اذ قال الله يا عيسى بن مريم اذكر نعمتي

قولہ تعالیٰ: اذ قال اللہ یا عیسی بن مریم اذکر نعمتی

علیک وعلی والدتک دل علی ان کون المرء من اولاد اھل اللہ نعمۃ وشرف ایضا

علیک وعلی والدتک (ترجمہ جبکہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیں گے کہ اے عیسیٰ بن مریم میرا انعام یاد کرو جو تم پر اور تمھاری والدہ پر ہوا ہے) اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کسی کا اہل اللہ کی اولاد میں ہونا بھی ایک نعمت اور شرف ہے۔

قولہ تعالیٰ قال اتقوا اللہ ان کنتم مومنین فی الروح عن النجابۃ اتقوا اللہ من امثال ھذا السوال واقتراح الآیات اہ وفیہ ردع عن تتبع الخوارق فی اھل اللہ تعالیٰ

قولہ تعالیٰ قال اتقوا اللہ ان کنتم مومنین (ترجمہ آپ نے فرمایا خدا سے ڈرو اگر تم ایماندار ہو) یعنی ایسے معجزات کی درخواست سے بچو اس میں اس سے بھی زجر ہے کہ اہل اللہ میں خوارق کو تلاش کیا جائے۔

الحاشیۃ قولہ تعالیٰ یا ایھا الذین آمنوا لا تسألوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم فی الروح یا ایھا الذین آمنوا الایمان البرھانی لا تسألوا من ارباب الایمان العیانی عن اشیاء غیبیۃ وحقائق لا تعلم الا بالکشف ان تبد لکم تسؤکم لکم لقصورکم عن معرفتھا فیکون ذلک سببا لانکارکم واللہ سبحانہ غیور یغضب لاولیاءہ کما یغضب اللیث للحرب وفی ھذا کما قیل تحذیر لاھل البدایۃ عن کثرۃ سوالھم من الکاملین عن اسرار الغیب وارشادھم الی الصحبۃ مع التسلیم اہ قلت ولا بعد ان قیل بشمول الآیۃ السوال عما ذکر وعلی ھذا فالحاشیۃ کانھا المتن۔

قد تمت سورۃ المائدۃ

سورہ مائدہ ختم ہوئی

ملحقۃ من رسالۃ التائید المذکورۃ فی اخر التمھید

اضافہ از رسالہ تائید

سورۃ المائدۃ

قولہ تعالیٰ یھدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام والسبل جمع السبیل قالوا السبل الی اللہ تعالیٰ کثیرۃ لا تحصی وھذہ الآیۃ تدل علی صحۃ قولھم ای الی السلسلۃ المعروفۃ لا ان بعدد طرق الوصول الی اللہ بعدد انفاس الخلائق وھذہ کلھا ترجع الطرق فی الحد المستقیم فاما ما لم یرجع الیہ فقال تعالیٰ فیہ ولا تتبعوا السبل۔

سورہ مائدہ

قولہ تعالیٰ یھدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام سبل جمع ہے سبیل کی و بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ رستے اللہ تک پہونچنے کے بہت ہیں جن کا شمار نہیں اور یہ آیت ان کے قول کی صحت پر دلالت کرتی ہے (یعنی اس سلسلہ پر جو اس عنوان سے مشہور ہے کہ طرق وصول الی اللہ باندازہ انفاس خلائق ہیں اور ان سب طریقوں کا مرجع ایک ہی مستقیم طریق ہے اور جس طریق کا مرجع یہ مستقیم طریق نہ ہو اس کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ولا تتبعوا السبل

قولہ تعالیٰ وعلی اللہ فتوکلوا (هو من مقامات السالکین۔)

قولہ تعالیٰ وابتغوا الیہ الوسیلۃ قال بعضهم الوسیلۃ فی الاحیاء الشیخ (ای هو داخل فی عمومها)

قولہ تعالیٰ وجاهدوا فی سبیلہ ای فی سبیل اللہ هذا امر بمجاهدۃ الصوفیۃ (ای ان الآیۃ عامۃ لہ)

قولہ تعالیٰ ولا تشتروا بآیاتی ثمنا قلیلا علی مذاق التصوف لا تشتروا بکراماتی وفراساتی التی ذکرت منکم بهذا اوانی کرمتکم بها تقویۃ لکم علی سیرکم وارتقائکم لا لوصولکم الی الدنیا (مالها وجاهها)

قولہ تعالیٰ لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنهاجا تدل علی ماتقدم من قولہ تعالیٰ یهدی بہ اللہ من اتبع رضوانہ سبل السلام (ای بطریق ابتاء النظیر بالنظیر لا بطریق ادخال الجزئی فی الکلی لان هذہ الشرعۃ والمنهاج منها ما قد نسخ۔

قولہ تعالیٰ یا ایها الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک ولا تبلغ ما خصصناک بہ من الکشف والمشاهدۃ فانهم لا یطیقون حملہ وهذا دلیل علی صحۃ ما یقول المشائخ لا ینبغی ان یحکی واقعاتہ للناس فان مست الضرورۃ یحکی علی الشیخ فحسب علی قولہ تعالیٰ حکایۃ عن اسرائیل لا تقصص رؤیاک علی اخوتک

قولہ تعالیٰ وعلی اللہ فتوکلوا (یہ منجملہ مقامات سالکین کے ہے)

قولہ تعالیٰ وابتغوا الیہ الوسیلۃ بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ زندوں میں ذریعہ شیخ ہے (یعنی وہ اسکے عموم میں داخل ہے)۔

قولہ تعالیٰ وجاهدوا فی سبیلہ یعنی اللہ کے رستہ میں صوفیہ کے مجاہدہ کا حکم ہے (یعنی آیت اسکو بھی عام ہے)

قولہ تعالیٰ ولا تشتروا بآیاتی ثمنا قلیلا مذاق تصوف پر یہ معنی ہیں نہ خریدو متاع قلیل میری ان کراماتوں اور فراستوں کی عوض میں جو کہ تمہارے مشہور ہیں حالانکہ میں نے تمکو ان سے اسلئے مشرف کیا تاکہ ان سے تمہاری سیر اور عروج کی تقویت ہو نہ اسلئے کہ انکے ذریعہ سے تم دنیا (کا مال وجاہ) وصول کرو۔

قولہ تعالیٰ لکل جعلنا منکم شرعۃ ومنهاجا یہ آیت ماتقدم پر دلالت کرتی ہے یعنی اس آیت کے مضمون پر یہدی بہ اللہ من اتبع الخ یعنی بطریق اثبات ایک نظیر کے دوسری نظیر سے نہ بطریق داخل کرنے جزئی کے تحت میں کلی کے کیونکہ اس شرع اور طریق میں بعضے منسوخ ہیں۔

قولہ تعالیٰ یا ایها الرسول بلغ الخ یعنی اور اس کشف ومشاہدہ کو نہ پہونچائیے جسکی ساتھ ہمنے آپ کو خاص کیا ہے (اور تبلیغ کا امر نہیں کیا) کیونکہ یہ لوگ اسکی برداشت کی قوت نہیں رکھتے ہیں اور یہ مضمون مشائخ کے اس مقولہ کی صحت پر دال ہے کہ مناسب نہیں کہ اپنے واقعات لوگوں سے بیان کرے اور اگر ضرورت پڑے تو شیخ سے کہے اللہ تعالیٰ کا وہ ارشاد اسپر کافی دلیل ہے جو حضرت یعقوب علیہ السلام سے نقل فرمایا ہے کہ اسے میرے بیٹے تم اپنے خواب کو اپنے بھائیوں سے مت بیان کرنا۔

قولہ تعالیٰ لیس علی الذین آمنوا وعملوا الصلحٰت جناح فیما طعموا اذا ما اتقوا وامنوا وعملوا الصلحٰت ثم اتقوا وآمنوا ثم اتقوا واحسنوا فاللہ اثبت الایمان علی ثلث درجات فی ھذہ الایۃ ثم جعل الدرجۃ الرابعۃ احسانا۔

قولہ تعالیٰ لیس علی الذین آمنوا وعملوا الصلحٰت جناح فیما طعموا اذا ما اتقوا وآمنوا وعملوا الصلحٰت ثم اتقوا وآمنوا ثم اتقوا واحسنوا اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں ایمان کے تین درجے قائم کئے پھر چوتھے درجہ کو احسان قرار دیا (جو عبارت ہے تصوف سے)

قولہ تعالیٰ لا تسألوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم ان السوال عن الاولیاء والعرفاء عما یختص بھم ولا یضطر الیہ سبب لفتنۃ زائدۃ فانہ یجیب وقت الحالۃ وربما لا یوافقکم الجواب وتکذیب الولی وان لم یکن کفرا فھو عظیم (قلت ھذا قیاس سوال علی سوال باشتراک العلۃ)

قولہ تعالیٰ لا تسألوا عن اشیاء ان تبد لکم تسؤکم اولیاء وعارفین سے (ایسی چیز کا جو ان کی ساتھ خاص ہے اور اسکے پوچھنے کی شدید ضرورت بھی نہیں) سوال کرنا بڑے فتنہ کا سبب ہے کیونکہ وہ غلبہ حالت کے وقت ضرور جواب دیں گے اور بسا اوقات وہ جواب تمھارے فہم کے موافق نہ ہوگا اور تکذیب ولی کی اگرچہ کفر نہیں پھر بھی وہ خطرناک امر ہے (میں کہتا ہوں کہ یہ قیاس ہے ایک سوال کا دوسرے سوال پر بوجہ اشتراک علت کے)

انتہت الملحقۃ

اضافہ تمام ہوا

سورۃ الانعام

قولہ تعالیٰ الحمد للہ الذی خلق السمٰوات والارض الآیۃ فی الروح وفی تعلیق الحمد اولا باسم الذات ووصفہ تعالیٰ ثانیا بما وصف بہ سبحانہ تنبیہ علی تحقیق الاستحقاقین تحقق استحقاقہ عزوجل الحمد باعتبار ذاتہ جل شانہ وتحقق استحقاقہ سبحانہ وتعالیٰ باعتبار الانعام المؤذن بہ ما فی خبر الموصول الواقع صفۃ ومعنی استحقاقہ سبحانہ وتعالیٰ الذاتی عند بعض استحقاقہ جل وعلا الحمد بجمیع اوصافہ وافعالہ وھو معنی قولھم انہ تعالیٰ یستحق العبادۃ

سورۃ الانعام

قولہ تعالیٰ الحمد للہ الذی خلق السمٰوات والارض الخ (ترجمہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے لائق ہیں جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا) حمد کو اولاً اسم ذات سے متعلق کرنا پھر اسکو صفات خاصہ کی ساتھ موصوف کرنا اشارہ اس طرف ہے کہ حق تعالیٰ کو حمد کا استحقاق دو وجہ سے ہے من حیث الذات بھی من حیث الصفات بھی اور من حیث الذات کے معنی نفی صفات کے نہیں بلکہ معنی یہ ہیں کہ اسوقت صفات کی طرف نظر نہیں۔

لذاته وانکر هذا ر البعض) صحة توجه التعظیم والعبادة الی الذات من حیث هی ہو قد صرح الامام فی شرح الاشارة عند ذکر مقامات العارفین ان الناس فی العبادة ثلث طبقات فالاولی فی الکمال والشرف الذین یعبد ونه سبحانه وتعالی لذاته لا لشیٔ آخر والثانیة وهی التی تلی الاولی فی الکمال الذین یعبدونه طلبًا لصفاته ویکون کما مستحقا للعبادة والثالثة وهی آخر درجات المتقین الذین یعبدونه لتکمل نفوسهم فی الانتساب الیه آه

قوله تعالیٰ ولو نزلنا علیک کتابا فی قرطاس فلمسوه بایدیهم فیه بیان حال المعاند حیث لا ینتفع بشیٔ ولذا لا یتصدی لهم اهل الطریق

قوله تعالیٰ ولو نزلنا علیک کتابا فی قرطاس فلمسوه بایدیهم (ترجمہ اور اگر ہم کاغذ پر لکھا ہوا کوئی نوشتہ آپ پر نازل فرماتے پھر اسکو یہ لوگ اپنے ہاتھوں سے چھو بھی لیتے) اسمیں معاند کے حال کا بیان ہے کہ وہ کسی طریق سے منتفع نہیں ہوتا اسی واسطے اہل طریق اس کے درپے نہیں ہوتے۔

قوله تعالیٰ ولو انزلنا ملکا لقضی الامر فی الروح قیل فی سبب اهلاکهم علی تقدیر انزال الملک جسما اقترحوه انهم اذا عاینوه قد نزل علی رسول الله صلی الله علیه وسلم فی صورته الاصلیة وهی آیة لا شیٔ ابین منها ثم لم یؤمنوا لم یکن بد من اهلاکهم فان سنة الله تعالیٰ قد جرت بذلک من قبلهم ممن کفر بعد نزول ما اقترحوه وروی هذا عن قتادة اه قلت علم به ان الاسلم عدم ظهور الخوارق۔

قوله تعالیٰ ولو انزلنا ملکا لقضی الامر (ترجمہ اور اگر ہم کوئی فرشتہ بھیج دیتے تو سارا قصہ ہی ختم ہوجاتا) اس صورت میں ان کے ہلاک ہونیکی وجہ یہ ہوتی کہ ایسے خوارق کے ظہور سے ان پر حجۃ الٰہیہ تام ہوجاتی اس سے معلوم ہوا کہ طریق اسلم خوارق کا ظاہر نہ ہونا ہی ہے۔

قوله تعالیٰ کتب علی نفسه الرحمة فی الروح جملة صادحة بشمول رحمته عزوجل لجمیع الخلق مسوقة لبیان انه تعالیٰ رؤف بالعباد وما سبق من احکام الغضب لیس الا من سوء اختیار العباد بسوء استعدادهم الازلی لا من مقتضیات ذاته جل وعلا وفیه بعد ورق وانت اذا التفت ادنی التفات تعلم انه ما من اثر من آثار البطش الا وهو مطرز برحمه الله تعالیٰ نعم تنقسم الرحمة من بعض الحیثیات الی قسمین رحمة محضة لا یشوبها شیٔ من النقمة کنعیم الجنة ورحمة قد تشوبها نقمة کتادیب الولد بالضرب رحمة به وکشرب الدواء المر للبشع وفیه فی کل غضب رحمة ولیس فی کل رحمة غضب اه ملخصًا۔

قوله تعالیٰ کتب علی نفسه الرحمة (ترجمہ اللہ تعالیٰ نے مہربانی فرمانا اپنے اوپر لازم فرمایا ہے) اپنے اطلاق سے اسپر دال ہے کہ حق تعالیٰ کی رحمت سبکو عام اور شامل ہے چنانچہ ادنیٰ تامل سے معلوم ہوسکتا ہے کہ کوئی غضب ایسا نہیں جسمیں کچھ حصہ رحمت نہ ملی ہو اور رحمت بہت سی ایسی ہیں جنمیں ذرا غضب نہیں اور مؤمنین معذبین پر رحمت ہونا تو ظاہر ہے ہی تعذیب میں بھی کہ وہ تہذیب ہے اور بعد تعذیب بھی کہ مغفرت ہوجاویگی اور کفار معذبین پر اس طرح کہ حق تعالیٰ نے اس عذاب سے اشد جو عذاب تھا اس سے محفوظ رکھا

قوله تعالیٰ قل انی امرت ان اکون اول من اسلم

قوله تعالیٰ قل انی امرت ان اکون اول من اسلم

الی قوله تعالی یوم عظیم فیه عدم سقوط التکالیف حتی عن الانبیاء علیهم السلام۔

الی قوله یوم عظیم (ترجمہ آپ فرما دیجئے کہ مجھکو یہ حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے میں اسلام قبول کروں اور تم مشرکین میں سے ہرگز نہ ہونا آپ کہہ دیجئے کہ میں اگر اپنے رب کا کہنا نہ مانوں تو میں ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں) اسمیں دلالت ہے کہ تکالیف شرعیہ کسی سے حتی کہ انبیاء سے بھی ساقط نہیں ہوتیں۔

الحاشیة قوله تعالی قل انی امرت ان اکون اول من اسلم فی الروح وذلک قبل ظهور هذه التعینات والیه الاشارة بما شاع من قوله صلی الله علیه وسلم کنت نبیا وآدم بین الماء والطین وقد اسلم نفسه لمولاه بلا واسطة وکل اخوانه الانبیاء انما اسلموا نفوسهم بواسطته علیه السلام فهو صلی الله علیه وسلم المرسل الی الانبیاء علیهم السلام فی عالم الارواح وکلهم امته وهم نوابه فی عالم الشهادة اھ۔

قوله تعالی وان یمسسک الله بضر فلا کاشف له الا هو نص فی التصرف المستقل حتی عن المقبولین وفی الروح وفی هذه الآیة الکریمة رد علی رجاء کشف الضر من غیره سبحانه وتعالی واهل احدا سواه وفی فتوح الغیب للجیلانی قدس سره ان اراد

قوله تعالی وان یمسسک الله بضر فلا کاشف له الا هو (ترجمہ اور اگر تجھکو کوئی تکلیف پہونچاویں تو اس کا دور کرنے والا سوا اللہ تعالی کے اور کوئی نہیں) اسمیں غیر اللہ سے تصرف مستقل کی نفی ہے حتی کہ مقبولین سے بھی اور نیز اسمیں رد ہے اسپر جو غیر اللہ سے ازالہ ضرر کی توقع رکھے

السلامة فی الدنیا والآخرة فعلیه بالصبر والرضاء وترک الشکوی الی خلقه وانزال حوائجه بربه عزوجل ولزوم طاعته وانتظار الفرج منه سبحانه وتعالی والانقطاع الیه فحرمانه عطاء وعقوبته نعماء وبلاءه دواء ووعده حال وقوله فعل وکل افعاله حسنة وحکمة ومصلحة غیر انه عزوجل طوی علم المصالح عن عباده وتفرد به فلیس الا الاشتغال بالعبودیة من اداء الاوامر واجتناب النواهی والتسلیم فی القدر وترک الاشتغال بالربوبیة والسکون عن لم وکیف ومتی اھ۔

قوله تعالی وهم ینهون عنه وینأون عنه قال بعض المفسرین ان الضمیر المرفوع لابی طالب واتباعه واضرابه والمجرور للنبی صلی الله علیه وسلم علی معنی ینهون عن اذیته علیه الصلوة والسلام ولا یؤمنون به کذا فی الروح قلت فدل علی هذا التفسیر علی ان الحب الطبعی والنصرة القومیة لاهل الله لا یجدی بدون الحب العقلی۔

قوله تعالی وهم ینهون عنه وینأون عنه (ترجمہ اور یہ لوگ اس سے اوروں کو بھی روکتے ہیں اور خود بھی اس سے دور رہتے ہیں) بعض مفسرین کے نزدیک مراد ان لوگوں سے ابوطالب اور ان کے اتباع ہیں کہ اوروں کو ضرر کرنے سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے روکتے تھے مگر خود آپ پر ایمان لانے سے دور رہتے تھے اس سے معلوم ہوا کہ اہل اللہ کے ساتھ حب طبعی ونصرة قومیہ بدون حب عقلی کے نافع نہیں۔

قوله تعالی وهم یحملون اوزارهم علی ظهورهم فی الروح قیل حملها علی الظهر حقیقة وانه تجسم

قوله تعالی وهم یحملون اوزارهم علی ظهورهم (ترجمہ اور حالت ان کی یہ ہوگی کہ وہ اپنے بار اپنی کمر پر لادے

الی قوله ولا مانع من الحمل علی الحقیقة واجراء الکلام علی ظاهره وقد قال کثیر من اهل السنة بتجسم الاعمال فی تلک الدار وهو الذی یقتضیه ظاهر الوزن اه وساق فی ذلک احادیث قلت وهو مسئلة التمثل۔

ہوں گے) حقیقی معنی اسکے یہی ہیں کہ خود اعمال کو اپنی کمر پر لادینگے اور یہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ اعمال شکل اجسام متمثل ہو جاویں پس جب حمل علی الحقیقة ممکن ہے تو اسکو ترک نہ کریں گے اور بہت اہل سنت تجسیم اعمال کے قائل ہیں پس اس تقریر پر آیت مسئلہ تمثل پر دال ہوگی۔

قوله تعالیٰ وان کان کبر علیک اعراضهم الی قوله فلا تکونن من الجاهلین نص فی جواز تخلف المراد عن ارادة العبد حتی عن ارادة سید الخلق فکیف یعتقد فی احد لزوم استجابة دعاءه کرعم الغالین

قوله تعالیٰ وان کان کبر علیک اعراضهم الی قوله ولو شاء الله لجمعهم علی الهدیٰ (ترجمہ اور اگر آپ کو ان کا اعراض گراں گذرتا ہے تو اگر آپ کو یہ قدرت ہے کہ زمین میں کوئی سرنگ یا آسمان میں کوئی سیڑھی ڈھونڈھ لو پھر کوئی معجزہ لے آؤ تو کرو اور اگر اللہ کو منظور ہوتا تو ان سبکو راہ پر جمع کر دیتا) اسمیں نص ہے کہ ارادہ عبد سے مراد کا تخلف ہو سکتا ہے حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارادہ سے بھی پھر کسی شخص کے متعلق یہ عقیدہ اہل غلو کا کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ اسکی دعا کا قبول ہونا لازم ہے۔

الحاشیة قوله تعالیٰ وما من دابة فی الارض ولا طائر یطیر بجناحیه الا امم امثالکم ما فرطنا فی الکتاب من شیء ثم الی ربهم یحشرون فی الروح الضمیر للامم المذکورة فی النظم الکریم وصیغة جمع العقلاء لاجرائها مجراهم والتعبیر عنها بالامم ومن الناس من جعلها دلیلا علی ان للحیوانات باسرها نفوسا ناطقة کما لافراد الانسان والیه ذهب الصوفیة وبعض الحکماء الاسلامیین واورد الشعرانی فی الجواهر والدرر ادلة وفیه واغرب الغریب عند اهل الظاهر ان الصوفیة جعلوا کل شیء فی الوجود حیا دراکا یفهم الخطاب بدلیل انا لم کمانتألم الحیوان ومازید الحیوان علی الجماد الا بالشهوة ویستندون فی ذلک الی الشهود وفیه وانا لا اری مانعا من القول بان للحیوانات نفوسا ناطقة وهی متفاوتة الادراک حسب تفاوتها فی افراد الانسان وهی مع ذلک کیفما کانت لا تصل فی ادراکها وتصرفها الی غایة یصلها الانسان والشواهد علی هذا کثیرة ولیس فی مقابلتها قطعی یجب تاویلها لاجله اه ملخصا۔

قوله تعالیٰ فلما نسوا ما ذکروا به فتحنا علیهم ابواب کل شیء فی الروح من النعم الکثیرة کالرفاء وسعة الرزق مکرا بهم واستدراجا لهم اه قلت وکذلک حال من بقی حاله وذوقه مع عصیانه وطرده فهو استدراج۔

قوله تعالیٰ فلما نسوا ما ذکروا به فتحنا علیهم ابواب کل شیء (ترجمہ پھر جب وہ لوگ اُن چیزوں کو بھولے رہے جنکی اُن کو نصیحت کیجاتی تھی تو ہمنے اُن پر ہر چیز کے دروازے کشادہ کر دیئے) یعنی انکو استدراجا نعمتیں عطا فرمائیں اور اسی کی نظیر اس شخص کا حال ہے جسکا

معصیت کے حال اور ذوق باقی رہے یہ اس کے لئے استدراج ہوتا ہے (جیسے بعض جہال فخر کرتے ہیں کہ ہماری نسبت کیسی قوی ہے)۔

قوله تعالیٰ قل لا اقول لكم عندی خزائن الله ولا اعلم الغيب ولا اقول لكم انی ملك ان اتبع الا ما يوحی الی فيه نفی خواص الالوهية من القدرة الكاملة والعلم المحيط عن العبد ونفی التنزه عن آثار البشرية واثبات للعبدية التی من لوازمها امتثال امر المولیٰ واتباع بالوحی وللبشرية التی من لوازمها الاكل والشرب والغضب والرضاء

قوله تعالیٰ قل لا اقول لكم عندی خزائن الله ولا اعلم الغيب ولا اقول لكم انی ملك ان اتبع الا ما يوحی الی (ترجمہ آپ کہدیجئے کہ نہ تو میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میرے پاس خدا تعالیٰ کے خزانے ہیں اور نہ میں تمام غیبوں کو جانتا ہوں اور نہ میں تم سے یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں میں تو صرف جو کچھ میرے پاس وحی آتی ہے اس کا اتباع کر لیتا ہوں) اسمیں دو چیزوں کی نفی ہے ایک تو عبد سے خواص الوہیت قدرۃ کاملہ و علم محیط کی نفی اور دوسرے بشر سے تنزہ عن البشریۃ کی نفی اور دو چیزوں کا اثبات ہے ایک عبدیت کا جسکے لوازم میں سے امتثال امر اور اتباع وحی ہے اور دوسری بشریت کا جسکے لوازم میں سے اکل و شرب و غضب و رضا ہے

قوله تعالیٰ ولا تطرد الذين يدعون ربهم الی قوله فانه غفور رحيم فيه بعض حقوق المريدين من عدم طردهم وحبس نفسه معهم وتبشيرهم بالسلامة والرحمة وقبول التوبة

قوله تعالیٰ ولا تطرد الذين يدعون ربهم الی قوله فانه غفور رحيم (ترجمہ اور ان لوگوں کو نہ نکالئے جو صبح شام اپنے پروردگار کی عبادت کرتے ہیں الخ) اسمیں مریدین کے بعض حقوق کا بیان ہے کہ ان کو بلا مصلحت دینیہ اپنے سے دور نہ کرے اور ان کے پاس مقید ہو کر بیٹھے اور ان کو سلامت و رحمت و قبول توبہ کی بشارت دے۔

قوله تعالیٰ وهو الذی يتوفاكم بالليل مع قوله تعالیٰ حتی اذا جاء احدكم الموت توفته رسلنا فی الروح وقد جاء اسناد الفعل الی ملك الموت فقط باعتبار انه المباشر والی الله تعالیٰ باعتبار انه سبحانه الآمر الحقيقی وقد اشرنا فيما تقدم ان بعض الصوفية قال ان المتوفی يكون هو الله تعالیٰ بلا واسطة تارة والملك وتارة الرسل غيره وذلك حسب اختلاف احوال المتوفی۔

قوله تعالیٰ وهو الذی يتوفاكم بالليل مع قوله تعالیٰ حتی اذا جاء احدكم الموت توفته رسلنا (ترجمہ اور وہ ایسا ہے کہ رات میں تمہاری روح کو ایک گونہ قبض کر دیتا ہے مع قولہ یہانتک کہ جب تم میں کسی کو موت آپہنچتی ہے اسکی روح ہمارے بھیجے ہوئے قبض کر لیتے ہیں) روح میں ہے کہ بعض صوفیہ قائل ہوئے ہیں کہ قبض ارواح کبھی حق تعالیٰ خود فرماتے ہیں اور کبھی ملک الموت اور کبھی دوسرے فرشتے جنکو رسل کہا گیا اور یہ متوفی کے احوال کے تفاوت پر ہے

قوله تعالیٰ تدعونه تضرعا وخفيه فی الروح ای اعلانا واسرارا كما روی عن ابن عباس والحسن والاعلان والاسرار يحتمل ان يراد بهما ما باللسان

قوله تعالیٰ تدعونه تضرعا وخفيه (ترجمہ تم اسکو پکارتے ہو تذلل ظاہر کرکے اور چپکے چپکے) یعنی اعلانا و اسرارا اور اعلان و اسرار یا باللسان ہے یا ایک باللسان

ویحتمل ان یراد بهما ما باللسان والقلب اه فیشمل الاٰیة بعمومها مشروعیة اقسام الذکر الجلی والخفی باللسان او بالقلب۔

دوسرا بالقلب کذا فی الروح۔ پس آیت اپنے عموم سے تمام اقسام ذکر کی مشروعیة پر دال ہوئی جلی و خفی پھر خفی باللسان یا بالقلب۔

الحاشیة قوله تعالیٰ وما علی الذین یتقون من حسابهم من شیٔ ولکن ذکری لعلهم یتقون فی الروح جوّز ان یکون المعنی ان المتجردین لایحتجون بواسطة مخالطة المحجوبین ولکن ذکرناهم لعلهم یزیدون فی التقوی اه۔

قوله تعالیٰ وذر الذین اتخذوا دینهم لعبا ولهوا فی الروح قیل المراد بالدین العید الذی یعاد الیه فی کل عام بالوجه الذی شرعه الله تعالیٰ کعید المسلمین او بالوجه الذی لم یشرع من العبث واللهو کاعیاد الکفرة لان اصل معنی الدین العادة والعید معتاد کل عام ونسب ذلک لابن عباسؓ اه قلت ویدخل فیه اکثر اعراس متصوفة زماننا لاشتمالها علی المنکرات من الملاهی او البدعات۔

قوله تعالیٰ وذر الذین اتخذوا دینهم لعبا ولهوا۔ (ترجمہ اور ایسے لوگوں سے بالکل کنارہ کش رہ جنھوں نے اپنے دین کو لہو ولعب بنا رکھا ہو) بعض نے کہا ہے کہ دین کے معنی عادة ہیں اور عادت سے مراد عید معتاد اور روح میں اس قول کو ابن عباسؓ کی طرف منسوب کیا ہے پس اس میں کفار کی اعیاد جنمیں لہو ولعب ہوتا تھا الکار ہے میں کہتا ہوں کہ اسمیں اس زمانہ کے اکثر اعراس بوجہ اشتمال علی المنکرات والبدعات کے داخل ہیں۔

قوله تعالیٰ ونرد علی اعقابنا بعد اذ هدانا الله کالذی استهوته الشیاطین فی الارض حیران کذلک یبتلی فی الحیرة والدهشة من خرج عن طریق القوم بعد الدخول فیه کما یشاهد وهو الحیرة المذمومة ودلیل الاشتمال عموم الهدایة کما فی الروح ای الی التوحید والاسلام او الی سائر ما یترتب علیه الفوز فی الاٰخرة علی ما قیل اه

قوله تعالیٰ ونرد علی اعقابنا بعد اذ هدانا الله کالذی استهوته الشیاطین فی الارض حیران (ترجمہ اور کیا ہم اُلٹے پھر جاویں بعد اسکے کہ ہم کو حق تعالیٰ نے ہدایت کردی ہے جیسے کہ کوئی شخص ہو کہ اسکو شیطانوں نے کہیں جنگل میں بے راہ کر دیا ہو اور وہ بھٹکتا پھرتا ہو) اسی طرح کی حیرت میں وہ مبتلا ہو جاتا ہے جو طریق قوم میں داخل ہو کر پھر اس سے خارج ہو جاوے چنانچہ اس کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اور یہ حیرت مذمومہ ہے اور اسی اشتمال کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ آگے جو ہدی واقع ہوا ہے اس سے مراد عام ہے جیسا کہ روح میں ہے کہ توحید و اسلام یا دوسرا اسباب فوز آخرت۔

قوله تعالیٰ واذ قال ابراهیم لابیه آزر الخ فیه ان الاشتغال بالله تعالیٰ لاینافی المناظرة مع اهل الباطل ما لم یجاوز الحد وفیه ان الخشونة ربما ترجح علی الرفق فان المقامات متفاوتة۔

قوله تعالیٰ واذ قال ابراهیم لابیه آزر الخ (ترجمہ اور وہ وقت بھی یاد کرنے کے قابل ہے جب کہ ابراہیمؑ نے اپنے باپ آزر سے فرمایا الخ) اسمیں دلالت ہے کہ مشغولی مع الحق مناظرہ مع اہل باطل میں منافی نہیں جب تک کہ حد سے تجاوز نہ ہو

اور اسی سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ بعض مقامات پر نرمی پر خشونت کو ترجیح ہوتی ہے۔

قوله تعالیٰ فلما جن علیه اللیل رای کوکبا قال هذا ربی الخ فی الروح وهذا منه علیه السلام علی سبیل الفرض وارخاء العنان مجاراة مع ابیه وقومه فان المستدل علی فساد قول یحکیه ثم یکره علیه بالابطال وفیه ولعل سلوك تلك الطریقة فی بیان استحالة ربوبیة الکوکب دون بیان استحالة الٰهیة الاصنام کما قیل لان هذا اخفی بطلانا واستحالة من الاول فلو صدع بالحق من اول الامر کما فعله فی حق عبادة الاصنام لتمادوا فی المکابرة والعناد اھ فنفیه رعایة الاصلح للمخاطب فی باب النصح والارشاد فاثر فی ذکر الاصنام الخشونة وفی ذکر الکواکب اللیونة وهکذا شان الحکماء من الشیوخ المصلحین۔

قوله تعالیٰ فلما جن علیه اللیل رای کوکبا قال هذا ربی الخ (ترجمہ پھر جب رات کی تاریکی اُن پر چھا گئی تو انہوں نے ایک ستارہ دیکھا آپ نے فرمایا کہ یہ میرا رب ہے) روح میں ہے کہ ابطال ربوبیۃ کواکب میں نرم عنوان (مجاراۃ کا) اختیار فرمایا اور ابطال ربوبیۃ اصنام میں سخت عنوان اختیار فرمایا وجہ یہ کہ ربوبیت کواکب کا بطلان بہ نسبت بطلان ربوبیۃ اصنام خفی تھا اس میں اگر اول ہی خشونت اختیار کیجاتی تو انکا مکابرہ اور عناد بڑھ جاتا اھ تو اس سے معلوم ہوا کہ نصح و ارشاد کے باب میں مخاطب کے حال کی رعایت اور اُسکی مصلحت کا لحاظ مناسب ہے اور شیوخ حکماء مصلحین کی یہی شان ہے۔

قوله تعالیٰ ولا اخاف ما تشرکون به الا ان یشاء ربی شیئا فیه التحرز عن صورة الدعوی التی کانت فی الاکتفاء علی قوله ولا اخاف فزاد للتحرز منها الا ان یشاء ربی۔

قوله تعالیٰ ولا اخاف ما تشرکون به الا ان یشاء ربی شیئا (ترجمہ اور میں ان چیزوں سے جن کو تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک بناتے ہو نہیں ڈرتا) اس میں صورۃ دعویٰ سے احتیاط ہے جو صرف لا اخاف پر اکتفا کرنے میں متوہم تھا اسلئے الا ان یشاء بھی بڑھا دیا۔

قوله تعالیٰ فای الفریقین احق بالامن سیاق فنحن احق بالامن مع کون الاحق بالامن متعینا لاجل استنزالهم عن مرتبة المکابرة والاعتساف الی سنن الانصاف وهذا هو مسلك اهل الشفقة فی ارشاد مخالفی الحق الی الحق۔

قوله تعالیٰ فای الفریقین احق بالامن (ترجمہ سو ان دونوں جماعتوں میں سے امن کا کون زیادہ مستحق ہے) باوجودیکہ احق بالامن متعین ہے مگر یوں نہیں فرمایا فنحن احق بالامن تاکہ اس اخبار میں مخاطب سے اعتساف کرنا اور اس استفہام میں انصاف کی طرف اُسکو مائل کرنا ہے اور اہل شفقت کا محققین کے ارشاد میں یہی مسلک ہے۔

قوله تعالیٰ وکذلك نجزی المحسنین فی الروح قیل ای نجزیهم مثل ما جزینا ابراهیم علیه السلام برفع درجاته وکثرة اولاده والنبوة فیهم آه ففیه دلالة علی ان لصلاح الآباء له دخل فی صلاح الابناء

قوله تعالیٰ وکذلك نجزی المحسنین (ترجمہ اور اسی طرح ہم نیک کام کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں) روح میں بعض مفسرین کا قول ہے کہ ہم محسنین کو ایسی ہی جزا دیتے ہیں جیسی ابراہیم علیہ السلام کو جزا دی کہ اُن کے درجات بلند کئے اُن کی اولاد میں ترقی دی

فائدة الاصلح لاهل الارشاد — ارشاد و نصیحت میں مخاطب کی مصلحت کی رعایت —
التحرز عن الدعوی — صورت دعویٰ سے بھی احتیاط
مسلك المحققین فی المحاجة — مناظرہ میں محققین کا طرز
دخل صلاح الآباء فی صلاح الاولاد

وهو مشاهد فی اولاد المشائخ یکون فیهم ما لا یکون فی غیرهم من شان الرشد ما لم یعاوضه معارض۔

اولاد میں نبوت عطا فرمائی (اس میں دلالت ہے کہ آباء کی صلاح و احسان کو صلاح ابناء میں بھی دخل ہے کہ ان کے محسن ہونے کا یہ صلہ ملتا ہے کہ ان کی اولاد میں بھی صلاحیت پیدا ہو جاتی ہے چنانچہ مشائخ کی اولاد میں مشاہدہ ہے کہ ان میں رشد کی ایک خاص شان ایسی ہوتی ہے جو دوسروں میں نہیں ہوتی بشرطیکہ کوئی معارض پیش نہ آجائے۔

قوله تعالیٰ واجتبیناهم وهدیناهم حاصل الاول الجذب فان الجبی فی اللغة الجلب وحاصل الثانی هو السلوک فان الهدایة هو اراءة الطریق مع الوصول او بدونه۔

قوله تعالیٰ واجتبیناهم وهدیناهم (ترجمہ: اور ہم نے ان کو مقبول بنایا اور ہم نے ان کو راہ راست کی ہدایت کی) اول کا حاصل جذب ہے کیونکہ جبی کے معنی لغت میں جلب ہیں اور ثانی کا حاصل سلوک ہے کیونکہ ہدایت کے معنی ارائہ طریق ہیں خواہ مع الوصول یا بدون وصول۔

قوله تعالیٰ ولو اشرکوا لحبط عنهم ما کانوا یعملون فیه ان الله تعالیٰ لیس له محبوب بذاته بحیث لا یجازیه بحال کما هو زعم الجهلة فی حق سید الانبیاء علیه الصلوٰة والسلام او بعض الاولیاء من امته علیه الصلوٰة والسلام

قوله تعالیٰ ولو اشرکوا لحبط عنهم ما کانوا یعملون (ترجمہ: اور اگر فرضاً یہ حضرات بھی شرک کرتے تو جو کچھ یہ اعمال کیا کرتے تھے ان سے سب اکارت ہو جاتے) اس سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ کا کوئی ایسا محبوب بالذات نہیں کہ کسی حال میں بھی مواخذہ نہ ہو جیسا جہلاء کا حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا بعض اولیاء امت کے حق میں (مثل حضرت غوث اعظمؒ) خیال ہے کہ معشوق عرفی سمجھتے ہیں۔

قوله تعالیٰ ومن اظلم ممن افتریٰ علی الله کذبا او قال اوحی الی ولم یوح الیه شیء وفی حکمه من اختلق رؤیا کما فی الحدیث من الوعید علیه ومن ادعی واردا او الهاما کاذبا وفی الروح ومن اظلم ممن افتریٰ علی الله کذبا کمن ادعی الکمال والوصول الی التوحید والخلاص عن کثرة صفات النفس وادعی انه بالله عز وجل وانه من اهل الارشاد وهو لیس کذلک او قال اوحی الی ولم یوح الیه شیء لمن سمی مفتریات وهمه وخیاله ومخترعات عقله وفکره وحیا وفیضا من الروح القدس اھ

قوله تعالیٰ ومن اظلم ممن افتریٰ علی الله کذبا او قال اوحی الی ولم یوح الیه شیء (ترجمہ: اور اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ تہمت لگائے یا یوں کہے کہ مجھ پر وحی آتی ہے حالانکہ اس کے پاس کسی بات کی بھی وحی نہیں آئی) اور اسی کے حکم میں ہے جو شخص کوئی خواب تراشے یا کسی وارد یا الہام کاذب یا کسی کمال یا توحید حقیقی و فنا یا مشیخت کا دعویٰ کرے یا اپنے اوہام و خیالات کو فیض غیبی کہے۔

قوله تعالیٰ لتهتدوا بها فیه اثبات الاسباب ومشروعیة الانتفاع بها وانه لا ینافی التوکل مطلقا

قوله تعالیٰ لتهتدوا بها (ترجمہ: تاکہ تم ان کے ذریعہ سے رستہ معلوم کرسکو) اس میں اسباب کا اثبات اور ان

الحق نوراً وهو دائر على لسان القوم

اسکو لئے ہوئے آدمیوں میں چلتا پھرتا ہے) اسمیں طریق حق کی معرفت کو نور فرمایا ہے اور یہ اطلاق قوم کی زبان پر دائر سائر رہا ہے

پھر ہمنے اسکو زندہ بنا دیا اور ہم نے اسکو ایسا نور دیا کہ وہ

قوله تعالى الله اعلم حيث يجعل رسالته في الروح المعنى ان منصب الرسالة ليس مما ينال بما يزعمونه من كثرة المال والولد وتعاضد الاسباب والعدد وانما ينال بفضائل نفسانية ونفس قدسية افاضها الله تعالى بمحض الكرم والجود على من كان استعد ونص بعضهم على انه تابع لله لاستعداد الذاتي

قوله تعالى الله اعلم حيث يجعل رسالته (ترجمہ) اس موقعہ کو تو خدا ہی خوب جانتا ہے جہاں اپنا پیغام بھیجتا ہے یعنی منصب رسالت کا مدار کثرت مال واولاد اور سامان دنیوی نہیں ہے بلکہ کمال استعداد ہے جس سے نفس قدسیہ پر رسالت کا فیضان ہوجاتا ہے کذا فی الروح ملخصاً (اسمیں دلالت ہوئی کہ استعداد فیضان کی شرط عادی ہے)

لا يستلزم الايجاب الذي يقوله الفلاسفة لانه سبحانه ان شاء اعطى ذلك وان شاء امسك وان استعد المحل وما في المواقف من انه لا يشترط في الاهل الاستعداد الذاتي بل الله تعالى يختص برحمته من يشاء محمول على الاستعداد الذاتي الموجب فقد جرت عادة الله تعالى ان يبعث من كل قوم اشرفهم واطهرهم جبلة اه قلت ان اريد بالذاتي ما اودعه الله تعالى بلا واسطة سبب متقدم عليه فسلم وان اريد به ما هو غير مجعول كما ذهب اليه صاحب الروح تحت قوله تعالى ولو اننا نزلنا اليهم الملئكة الآية فلا قبله وان نسبه الى كثير من اهل الكشف وان ثبت عنهم يأول والا فيلزم عجزه عن خلق ما يخالف مقتضاه تعالى عن ذلك علواً كبيراً فافهم

قوله تعالى فمن يرد الله ان يهديه يشرح صدره للاسلام ومن يرد ان يضله يجعل صدره ضيقا حرجا فيه اثبات لبعض اقسام البسط والقبض وهما العقليان وهما الاصل في الباب كما اشار اليه صلى الله عليه وسلم حين قيل له كيف الشرح يا رسول الله فقال نور يقذف في الصدر فينشرح له وينفسح فقيل هل لذلك من آية يعرف بها يا رسول الله فقال عليه الصلوة والسلام الانابة الى دار الخلود والتجافي عن دار الغرور والاستعداد للموت قبل لقاء الموت فقط

قوله تعالى فمن يرد الله ان يهديه يشرح صدره للاسلام ومن يرد ان يضله يجعل صدره ضيقا حرجا (ترجمہ سو جس شخص کو اللہ تعالیٰ رستہ پر ڈالنا چاہتے ہیں اس کے سینہ کو اصلاح کے لئے کشادہ کر دیتے ہیں اور جسکو بے راہ رکھنا چاہتے ہیں اسکے سینہ کو تنگ بہت تنگ کر دیتے ہیں) اسمیں اثبات ہے بسط وقبض کے بعض اقسام کا اور وہ قبض وبسط عقلی ہیں اور یہی دونوں باب سلوک میں اصل ہیں (اور بسط وقبض طبعی غیر معتد بہ ہیں)

قوله تعالى وربك الغني ذو الرحمة زيادة ذو الرحمة نص صريح في بطلان ما يزعمونه من ان معنى الغني من لا يبالي بمصلحة العباد وقد

قوله تعالى وربك الغني ذو الرحمة (ترجمہ اور آپکا رب بالکل غنی ہے رحمت والا ہے) ذو الرحمة کا بڑھا دینا ابطال ہے اس زعم کا کہ بعضے اغنا کے معنی یہ سمجھتے ہیں

ابتلی بہ کثیر من الخواص فضلا عن العوام۔

کہ بندوں کی مصلحت کی پروا نہیں فرماتے اور اس میں بہت سے خواص بھی مبتلا ہیں۔

قولہ تعالیٰ وجعلوا للہ مما ذرأ الی آخر الرکوع من قولہ تعالی قد ضلوا وما کانوا مھتدین فیہ رد لکثیر من بدعات زماننا التی تضاھی البدعات المذکورۃ فی ھذہ الآیات فانک لو تاملت فیھما لوجدتھما متطابقتین وقد شاعت ھذہ الرسوم حتی فی المدعیین للمشیخۃ۔

قولہ تعالیٰ وجعلوا للہ مما ذرأ الی آخر الرکوع من قولہ تعالی قد ضلوا وما کانوا مھتدین (ترجمہ اور اللہ تعالیٰ نے جو کھیتی اور مواشی پیدا کئے ہیں الی آخر الرکوع) ان آیتوں میں ہمارے زمانہ کے بہت سی بدعات کا رد ہے جو بدعات مذکورہ فی الآیات کے مشابہ ہیں اگر تم غور کرو تو دونوں کو منطابق دیکھو اور یہ رسوم مدعیان مشیخت تک میں شائع ہو رہی ہیں۔

قولہ تعالیٰ وعلی الذین ھادوا حرمنا کل ذی ظفر الی قولہ ذلک جزیناھم ببغیھم دل علی ان المعاصی لھا دخل فی حرمان العبد عن النعم الدنیویۃ۔

قولہ تعالیٰ وعلی الذین ھادوا حرمنا کل ذی ظفر الی قولہ ذلک جزیناھم ببغیھم (ترجمہ اور یہود پر ہم نے تمام ناخن والے جانور حرام کر دیے تھے الخ) اس سے دلالت ہے کہ دنیوی نعمتوں سے محروم رہنے میں معاصی کا بھی دخل ہوتا ہے۔

قولہ تعالیٰ وقال الذین اشرکوا لو شاء اللہ ما اشرکنا الآیۃ فیہ نفی للجبر المذموم۔

قولہ تعالیٰ وقال الذین اشرکوا لو شاء اللہ ما اشرکنا (ترجمہ یہ مشرکین یوں کہتے کو ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا تو ہم شرک کرتے) اس میں جبر مذموم کا ابطال ہے۔

قولہ تعالیٰ قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین دل علی تعلیم التوحید الکامل من الاستسلام فی جمیع احوالہ التشریعیۃ والتکوینیۃ بان یفوض جمیعھا الیہ تعالیٰ اطاعۃ لما امر بہ ورضی بما قضی بہ۔

قولہ تعالیٰ قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی للہ رب العلمین (ترجمہ آپ فرما دیجئے کہ بالیقین میری نماز اور میری ساری عبادت اور میرا جینا اور میرا مرنا یہ سب خالص اللہ ہی کا ہے جو مالک ہے سارے جہان کا) یہ توحید کامل کی تعلیم پر دال ہے یعنی جمیع احوال تشریعیہ و تکوینیہ میں استسلام اور تفویض کرنا عمل اور اطاعت سے بھی اور رضا بالقضاء سے بھی۔

تمت سورۃ الانعام

ملحقہ من رسالۃ التائید المذکورۃ فی آخر التمہید

سورۃ الانعام

قولہ تعالیٰ فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین

تمت سورۃ الانعام

اضافہ از رسالہ تائید

سورۃ الانعام

قولہ تعالیٰ فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین

... الظلمين من غير تصحيح ... ظالم ... فاسق وكافر لان الظالم يشملهم۔

قوله تعالیٰ فلما جن علیه اللیل الی قوله وما انا من المشرکین وهذا یکون مبادی مشاهدات السالکین وهو رویة الانوار فهذه الآیة دالة علی ان السالک فی طریق الله تعالیٰ ینبغی ان یکون عاقلا دراکا ناظرا مستدلا غیر غافل عما یجوز علی الله وعما لا یجوز علی الله فی ذاته وصفاته

قوله تعالیٰ واجتبیناهم وهدیناهم ای جذبناهم الینا من غیر السیر فی الطریقة والتصفیة بالمجاهدة وهدیناهم الی صراط مستقیم لیجهدوا فینا ویرتاضوا فی طریقنا۔

قوله تعالیٰ اولٰئک الذین هدی الله فبهداهم اقتده فی هذه الآیة دلالة ظاهرة علی ان المرید لا بد له من شیخ یقتدی به۔

قوله تعالیٰ ومن اظلم ممن افتری علی الله کذبا او قال اوحی الی ولم یوح الیه شیء عام فی کل مدع کذاب سواء یدعی النبوة او الولایة کیف ما کان مما کان ندعیا داخل تحت هذه الآیة

قوله تعالیٰ فمن یرد الله ان یهدیه یشرح صدره للاسلام وهو تسلیم النفس والقلب والدنیا والآخرة وما فیهما کلها الی الله تعالیٰ واختیار الله وحده یشرح صدره ای یجعل قلبه واسعا حتی یسع لخروج ما اسلم ونزول ما اختار وسئل النبی صلی الله علیه وسلم عن ذلک قال نور یقذف فی القلب فینشرح به۔

انہیں ظالم کی مجالست سے ... ظالم اور فاسق اور کافر ہیں کیونکہ ظالم سب کو شامل ہے ... صحبت بد سے بچنا ثابت ہوا)

قولہ تعالیٰ فلما جن علیہ اللیل الی قولہ وما انا من المشرکین اور یہ مشاہدات عارفین کی ابتدائی چیزیں ہیں (یعنی انوار کو دیکھنا بعض احوال میں) تو یہ آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ سالک راہ حق کو چاہیئے کہ عاقل ہو دانا ہو سمجھدار ہو صاحب نظر و فکر ہو اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں جو اعتقاد جائز ہے اور جو جائز نہیں اس سے غافل نہو۔

قولہ تعالیٰ واجتبیناہم وہدیناہم یعنی ہم نے ان کو اپنی طرف کھینچ لیا اور سیدھے رستہ کی ہدایت فرمائی تاکہ ہمارے لئے مجاہدہ کریں اور راستہ میں ریاضت کریں۔

قولہ تعالیٰ اولٰئک الذین ہدی اللہ فبہداہم اقتدہ اس آیت میں اس بات پر کھلی ہوئی دلالت ہے کہ مرید کیلئے ایک شیخ ایسا ہونا ضرور ہے جسکی وہ پیروی کرے۔

قولہ تعالیٰ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا او قال اوحی الی ولم یوح الیہ شیء یہ ہر جھوٹے مدعی کو عام ہے خواہ نبوت کا دعوی کرے یا کسی قسم کی ولایت کا جب جھوٹا ہو گا تو اس آیت میں داخل ہو گا۔

قولہ تعالیٰ فمن یرد اللہ ان یہدیہ یشرح صدرہ للاسلام۔ ہدایت یہ ہے کہ نفس اور قلب اور دنیا اور آخرت کو اور جو ان کے درمیان میں ہے سب کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے اور صرف اللہ ہی کو اختیار کر لے اور کھول دیتا ہے اسکے سینہ کو یعنی اس کے قلب کو وسیع کر دیتا ہے یہانتک کہ جس چیز کو اختیار کیا ہے اسکے آجانے کی اسمیں گنجائش

ہوجاتی ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کا مطلب پوچھا گیا آپ نے فرمایا وہ ایک نور ہے جو دل میں ڈالدیا جاتا ہے پھر وہ اسکی وجہ سے کشادہ ہوجاتا ہے۔

تمت الملحقة

اضافہ تمام ہوا

سورة الاعراف

قوله تعالى كتاب انزل اليك فلا يكن في صدرك حرج منه لتنذر به وذكرى للمؤمنين قوله لتنذر متعلق بقوله انزل ففيه الامر للمرشد بالارشاد ونهى له عن الغم بغواية من يريد ارشاده فلا يستغنى عنه كل الاستغناء ولا يقاسى له كل عناء وليكن الامر بين الشفقة والاستغناء۔

قوله تعالى فمن ثقلت موازينه الخ قيل ثقلت اى غلبت بنيا للفاعل موازينه اى موازين حسناته ومن خفت اى غلبت بنيا للمفعول ويوخذ منه حكم من تساوت حسناته وسيئاته يعنى هم بين هولاء وهولاء وهم اهل الاعراف على قول وكذلك ينبغى ان يعامل بالناس فى الدنيا بان من كان غالب حاله الصلاح يعد صالحا وان كان فيه شيء من اللمم نعم يجب عليه ان يصلح نفسه۔

قوله تعالى ولقد مكناكم فى الارض وجعلنا لكم فيها معايش حاصل الاول الجاه والثانى المال وذكرهما فى موقع المنة دليل على كونهما نعمة يجب الشكر عليهما فلا يذمان بل يذم الانهماك فى تحصيلهما۔

سورة الاعراف

قوله تعالى كتاب انزل اليك فلا يكن فى صدرك حرج منه لتنذر به الخ (ترجمہ یہ ایک کتاب ہے جو آپکے پاس اسلئے بھیجی گئی ہے کہ آپ اس سے ڈرائیں الخ) لتنذر متعلق ہے انزل کے پس اسمیں مرشد کو ارشاد کا امر ہے اور اگر مخاطب اس ارشاد کو قبول نہ کرے تو مرشد کو غم کرنے سے نہی ہے پس مرشد نہ بالکلیہ مستغنی ہو اور نہ بالکل ضیق میں پڑجائے۔

قوله تعالى فمن ثقلت موازينه الخ (ترجمہ پھر جس کا پلہ بھاری ہوا الخ) ثقلت کی تفسیر یہ کیگئی ہے کہ غالب ہو جائیں اور خفت کی تفسیر یہ کیگئی ہے کہ مغلوب ہوں یعنی اول آیت میں حسنات کے غالب ہونے کا حکم ہے اور دوسری آیت میں ان کے مغلوب ہونے کا ذکر ہے اور اسی سے ان دونوں کی تساوی کا حکم معلوم ہوجاویگا یعنی وہ دونوں حالتوں کے درمیان میں ہونگے۔ اور یہ لوگ ایک قول پر اہل اعراف ہیں اور لوگوں کے ساتھ دنیا میں اسی کے موافق معاملہ کرنا چاہیئے کہ جسکی غالب حالت صلاح ہو اسکو صالح سمجھا جاوے اگرچہ اسمیں کچھ خفیف سی برائی بھی پائی جاتی ہو ہاں خود اس شخص پر ضرور واجب ہے کہ اپنے نفس کی اصلاح کرے۔

قوله تعالى ولقد مكناكم فى الارض وجعلنا لكم فيها معايش۔ (ترجمہ اور بیشک ہمنے تمکو زمین پر رہنے کی جگہ دی اور ہم نے تمہارے لیے سامان زندگانی پیدا کیا) اول کا حاصل جاہ ہے اور ثانی کا مال اور ان دونوں کا موقع منت میں ذکر کرنا دلیل ہے ان کے

نعمت قابل شکر ہونے کی سو یہ دونوں چیزیں مذموم نہیں ہاں ان کی تحصیل میں انہماک یہ بیشک مذموم ہے۔

الحاشية في الروح ولقد مكناكم في الارض اذ جعلناكم خلفاء فيها وجعلنا لكم فيها معايش متعددة دون غيركم فان له معيشة واحدة لان الانسان فيه ملكية وحيوانية وشيطانية فمعيشة روحه معيشة الملك ومعيشة بدنه معيشة الحيوان ومعيشة نفسه الامارة معيشة الشيطان وله معايش غير ذلك وهي معيشة القلب بالشهود ومعيشة السر بالكشوف ومعيشة سر السر بالوصال قليلا ما تشكرون ولو شكرتم ما رضيتم بالدون اھ۔

قوله تعالى قال انا خير منه خلقتني من نار الخ وورثته من يرجح رايه او رويته من الكشف او الوجدان على الشرع۔

قوله تعالى قال انا خير منه خلقتني من نار الخ (ترجمہ کہنے لگا میں اس سے بہتر ہوں آپنے مجھ کو آگ سے پیدا کیا) اور اس تقدیم رای علی النص میں ایسا شخص ابلیس کا وارث ہے جو اپنی رای کو یا رویت کو خواہ کشف سے ہو یا وجدان وذوق سے ہو شرع پر ترجیح دیتا ہے۔

قوله تعالى قال فاهبط منها اي من تلك الحضرة فما يكون لك ان تتكبر فيها لان الكبرياء فيها كذا في الروح ففيه دلالة على كون الكبر مانعا عن الوصول بالقبول في الحضرة الالهية۔

قوله تعالى قال فاهبط منها (ترجمہ حق تعالیٰ نے فرمایا تو آسمان سے اتر) یعنی درگاہ الہیٰ سے دور ہو کیونکہ تکبر اس درگاہ کے منافی ہے کذا فی الروح بس اسمیں دلالت ہے اسپر کہ کبر درگاہ الہیٰ میں حصول مقبولیت سے مانع ہے۔

قوله تعالى انك من المنظرين دل على ان كون الدعوة مستجابة ليس دليلا على القبول كما اغتر به بعض الجهلة۔

قوله تعالى انك من المنظرين (ترجمہ تجکو مہلت دی گئی) اسمیں دلالت ہے کہ دعا کا قبول ہو جانا قبولیت کی دلیل نہیں جیسے بعض جہلا سمجھتے ہیں۔

الحاشية قوله تعالى ثم لاتينهم من بين ايديهم ومن خلفهم وعن ايمانهم وعن شمائلهم في الروح قال بعض حكماء الاسلام ان في البدن قوى اربعا القوة الخيالية التي يجتمع فيها مثل المحسوسات وموضعها البطن المقدم من الدماغ واليه الاشارة بقوله من بين ايديهم والقوة الوهمية التي تحكم في غير المحسوسات بالاحكام المناسبة للمحسوسات ومحلها البطن الموخر من الدماغ واليها الاشارة بقوله ومن خلفهم والقوة الشهوانية ومحلها الكبد وهو عن يمين الانسان واليها الاشارة بقوله تعالى وعن ايمانهم والقوة الغضبية ومحلها القلب الذي هو في الشق الايسر واليها الاشارة بقوله وعن شمائلهم والشيطان ما لم يستعن بشيء من هذه القوى لا يقدر على القاء الوسوسة وهذا عندي نوع من الاشارة كما لا يخفى اھ۔

قوله تعالى قال اخرج منها مذءوما الخ الظاهر ان الكلام كان بلا واسطة فدل على ان المكالمة ليست من علامات القبول۔

قوله تعالى قال اخرج منها مذءوما الخ (ترجمہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہاں سے ذلیل وخوار ہو کر نکل) ظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ کلام بلا واسطہ ہوا ہے سو اس سے معلوم ہوا کہ ہمکلام ہونا بھی علامات قبول سے نہیں

قوله تعالیٰ فوسوس لهما الشیطان الی قوله تعالیٰ فلما ذاقا الشجرة بدت لهما سوأتهما

دل علی اجتماع العصمة والتصرف الشیطانی الذی لا یصل الی المعصیة فان فعل آدم علیه السلام لم یثبت کونه معصیة اصطلاحیة وانما سماه الله تعالیٰ معصیة لغة وانما کان اجتهادا یثاب علی الخطا منه وان ما جری علیه بهذا الخطاء لم یزد علی کشف عوراتهما فیما بینهما وظاهر انه مباح فیما بین الزوجین ولما ثبت کون هذا التناول خطاء اجتهادیا ثبت کون النهی ظنی الدلالة مع کونه قطعی الثبوت فدل علی ان ترک مثل هذا الظنی الذی فیه مساغ للاجتهاد لا یوجب الطرد والعقاب نعم یوجب الضرر الدنیوی ومثل هو الامر فی مخالفة الالهام والکشف الذی یحتمل الخطاء یلحق بمخالفته ضرر دنیوی لا عقاب اخروی فافهم واحفظ فکم من علماء ومشائخ غلطوا فی المسئلة فالعلماء جوزوا مخالفة الالهام کل تجویز والمشائخ حرموها کل تحریم والامر بینهما کما بینت والله اعلم۔

قوله تعالیٰ فوسوس لهما الشیطان الی قوله تعالیٰ فلما ذاقا الشجرة بدت لهما سوأتهما

(ترجمہ پھر شیطان نے اُن دونوں کے دل میں وسوسہ ڈالا الی قولہ تعالیٰ پس جب اُن دونوں نے جو درخت کو چکھا الخ) اسمیں دلالت ہے کہ عصمۃ کے ساتھ ایسا تصرف شیطانی جمع ہو سکتا ہے جو حد معصیت تک نہ پہونچا ہو کیونکہ آدم علیہ السلام کے فعل کا معصیت شرعیہ ہونا ثابت نہیں ہوا اگرچہ لغۃً حق تعالیٰ نے اسکو معصیت فرمایا ہے وہ صرف ایک اجتہادی خطا تھی جسپر ثواب بھی ملتا ہے اور اس خطا پر جو سزا جاری کیگئی ہے وہ صرف دونوں کے بدن کا ایک دوسرے کے سامنے کھلجانا ہے جو زوجین میں مباح ہے اور جب اسکا خطاء اجتہادی ہونا معلوم ہوگیا تو اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ یہ نہی باوجود قطعی الثبوت ہونے کے ظنی الدلالۃ تھی جسمیں اجتہاد کی گنجایش تھی تو اس سے یہ مسئلہ ثابت ہوا کہ جس دلیل ظنی میں اجتہاد کی گنجایش ہو اُسکا ترک کرنا طرد و عقاب کا موجب نہیں البتہ اس سے دنیوی ضرر ہو جاتا ہے اور (اشتراک علت سے) یہی حکم ہے کشف و الہام کی جو کہ محتمل خطا ہیں مخالفت کا کہ اُسکے خلاف کرنے سے عذاب اخروی تو نہیں ہوتا لیکن کچھ دنیوی ضرر لاحق ہو جاتا ہے اسکو یاد رکھو کیونکہ علماء تو اسکی بالکل مخالفت کو بھی جائز رکھتے ہیں اور مشائخ اسکو بالکل حرام سمجھتے ہیں۔

قوله تعالیٰ انه یراکم هو وقبیله من حیث لا ترونهم

فی الروح والقضیة مطلقة لا دائمة وفیه وعلی هذا لا یفسق مدعی رؤیتهم فی صورهم الاصلیة اذا کان مظنة للکرامة ولیس فی الآیة اکثر من نفی رؤیتهم کذلک بحسب العادة الی قوله ومن هذا یعلم ان القول بکفر مدعی تلک الرؤیة خارج عن الانصاف فتدبره۔

قوله تعالیٰ انه یراکم هو وقبیله من حیث لا ترونهم

(ترجمہ وہ اور اُسکا لشکر تم کو اس طور پر دیکھتا ہے کہ تم اُنکو نہیں دیکھتے) روح میں ہے کہ قضیہ مطلقہ ہے دائمہ نہیں پس اگر کوئی شخص جنات کو اُنکی اصلی صورت میں دیکھنے کا دعویٰ کرے خاصکر جبکہ مظنہ کرامت کا بھی ہو اُسکو فاسق اور جھوٹا نہ کہا جاویگا اور آیت کا حاصل صرف اتنا ہے کہ عادۃً اس طرح نہیں دکھائی دیتے۔

قوله تعالیٰ واقیموا وجوھکم عند کل مسجد وادعوہ مخلصین له الدین فی الآیة امر بالجمع باصلاح الظاهر والباطن فان اقامة الوجه طاعة ظاهرة والاخلاص طاعة باطنة

قوله تعالیٰ واقیموا وجوھکم عند کل مسجد وادعوہ مخلصین له الدین الخ (ترجمہ اور یہ کہ تم ہر سجدہ کے وقت اپنا رخ سیدھا رکھا کرو اور اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طور پر کرو کہ اس عبادت کو اللہ ہی کے واسطے رکھا کرو)

اس آیت میں حکم ہے اصلاح ظاہر و باطن کو جمع کرنیکا اقیموا میں اول اور مخلصین میں ثانی کی طرف اشارہ ہے۔

قوله تعالیٰ قل انما حرم ربی الفواحش ما ظهر منها وما بطن والاثم والبغی بغیر الحق وان تشرکوا بالله ما لم ینزل به سلطانا وان تقولوا علی الله ما لا تعلمون فی الروح الفواحش رذائل القوة البهیمیة والبغی رذائل القوة السبعیة وان تقولوا رذائل القوة النطقیة اھ۔

قوله تعالیٰ قل انما حرم ربی الفواحش الخ (ترجمہ آپ فرمایئے کہ البتہ میرے رب نے حرام کیا ہے تمام فحش باتوں کو الخ) یہ اشارہ ہے رذائل قوۂ بہیمیہ کی طرف اور بغی میں رذائل قوۂ سبعی کی طرف اور ان تقولوا میں رذائل قوہ نطقیہ کی طرف۔

قوله تعالیٰ ان الذین کذبوا بآیاتنا واستکبروا عنها لا تفتح لهم ابواب السماء کذلک فی النشاة الدنیویة لا تفتح لهم ابواب الملکوت کما قال فی الروح باب الاشارة فلا تعرج ارواحهم الی الملکوت ولا یدخلون الجنة ای جنة المعرفة والمشاهدة والقرب حتی یلج الجمل ای جمل انفسهم

قوله تعالیٰ ان الذین کذبوا بآیاتنا واستکبروا عنها لا تفتح لهم ابواب السماء (ترجمہ جو لوگ ہماری آیتوں کو جھوٹا بتلاتے ہیں اور ان سے تکبر کرتے ہیں ان کے لئے آسمان کے دروازے نہ کھولے جائیں گے) روح میں ہے کہ اسی طرح ایسے لوگوں کے لئے دنیا میں ابواب ملکوت کشادہ نہیں ہوتے۔

المستکبرة فی سم الخیاط ای خیاط احکام الشریعة الذی یخاط به ما شقته سکین الشقاق و سمته اداب الطریقة لانها دقیقة جدا ولوج ذلک الجمل لا یمکن مع الاستکبار بل لا بد من الخضوع والانقیاد وترک الحظوظ النفسانیة وحینئذ یکون الجمل اقل من البعوضة بل ادق من الشعرة فحینئذ یلج فی ذلک السم اھ۔

قوله تعالیٰ والذین آمنوا وعملوا الصلحت لا نکلف نفسا الا وسعها کذلک الشیخ لا یکلف المرید فوق وسعه فی باب الاصلاح۔

قوله تعالیٰ والذین آمنوا وعملوا الصلحت لا نکلف نفسا الا وسعها (ترجمہ اور جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک کام کئے ہم کسی شخص کو اس کی قدرت سے زیادہ کوئی کام نہیں بتلاتے) اسی طرح شیخ بھی مرید کو باب اصلاح میں اس کے تحمل سے زیادہ اسکو تکلیف نہیں دیتا۔

قوله تعالیٰ ونزعنا ما فی صدورهم من غل فی الروح ای قلعنا ما فی قلوبهم من حقد مخفی فیها وعداوة کانت بمقتضی الطبیعة لامور جرت

قوله تعالیٰ ونزعنا ما فی صدورهم من غل (ترجمہ اور جو کچھ ان کے دلوں میں غبار تھا ہم اسکو دور کر دیں گے) روح میں ہے کہ ان کے قلوب میں جو بمقتضائے طبیعت بعض

بینهم فی الدنیا اھ ففیه دلیل علی ان الغل الطبعی الغیر الاختیاری غیر مانع من دخول الجنة

معاملات دنیویہ کے سبب کچھ مخفی عداوت وکینہ تھا وہ نکال دینگے اھ اس سے ثابت ہوا کہ جو کینہ طبعی غیر اختیاری ہو وہ دخول جنت سے مانع نہیں۔

قوله تعالیٰ وماکنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ صریح فی ان الوصول الی المقصود وھبی لاکسبی والکسب الذی له دخل ما فیه ظاھرا فذلك الکسب ایضا وھبی۔

قوله تعالیٰ وماکنا لنھتدی لولا ان ھدانا اللہ (ترجمہ اور ہماری کبھی رسائی نہ ہوتی اگر حق تعالیٰ ہمکو نہ پہونچاتے) اس سے صریح معلوم ہوتا ہے کہ وصول الی المقصود وہبی ہے کسبی نہیں اور جس کسب کا ظاہرا کچھ دخل ہی ہے وہ کسب خود وہبی ہے۔

الحاشیة قوله تعالیٰ الذین یصدون عن سبیل اللہ ویبغونھا عوجا کذلك کما فی الروح الذین یصدون السالکین عن سبیل اللہ ای الطریق الموصلة الیه سبحانه ویبغونھا عوجا بان یصفوھا بما ینفر السالك عنھا من الزیغ والمیل عن الحق اھ کاھل البدعة واصحاب الریاء۔

قوله تعالیٰ الذین یصدون عن سبیل اللہ ویبغونھا عوجا (ترجمہ جو اللہ کی راہ سے اعراض کیا کرتے ہیں اور اسمیں کجی تلاش کرتے رہتے ہیں) انہی کے مشابہ وہ لوگ ہیں جو سالکین طریق حق تعالیٰ کو روکتے ہیں اور اسمیں کجی کا قصد کرتے ہیں اسطرح پر کہ اسکو ایسے رنگ میں ظاہر کرتے ہیں کہ اس سے سالک کو نفرت ہو جاوے جیسے اہل بدعت اور اہل ریاء۔

قوله تعالیٰ ونادی اصحاب النار اصحاب الجنة ان افیضوا علینا من الماء او مما رزقکم اللہ فی الروح قیل ان الکفار لما کانوا عبید البطون حراصا علی الطعام والشراب فما توا علی ما عاشوا وحشروا وادخلوا النار علی ما ماتوا طلبوا الماء والطعام اھ ودل علی بقاء الذمائم بعد الموت۔

قوله تعالیٰ ونادی اصحاب النار اصحاب الجنة ان افیضوا علینا من الماء او مما رزقکم اللہ (ترجمہ اور دوزخ والے جنت والوں کو پکاریں گے کہ ہمارے اوپر تھوڑا پانی ہی ڈالدو یا اور ہی کچھ دیدو جو اللہ تعالیٰ نے تمکو دے رکھا ہے) بعض نے کہا ہے کہ چونکہ یہ کفار شکم کے بندے اور کھانے پینے کے حریص تھے تو اسی حالت میں مرے اور اسی پر انکا حشر ہوا کہ کھانا اور پانی ہی مانگتے رہے اھ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ ذمائم بعد مرگ بھی باقی رہتے ہیں۔

قوله تعالیٰ ثم استوی علی العرش فی الروح وانت تعلم ان المشهور من مذهب السلف فی مثل ذلك تفویض المراد الی اللہ تعالی فهم یقولون استوی علی العرش علی الوجه الذی عناہ سبحانه منزها عن الاستقرار والتمکن وان تفسیر الاستواء

قوله تعالیٰ ثم استوی علی العرش (ترجمہ پھر عرش پر قائم ہوا) سلف کا مذہب ایسے نصوص میں تفویض مراد کی حق سبحانہ تعالیٰ کی طرف ہے یعنی جو استواء حق تعالیٰ نے مراد لیا ہے اور وہ حق تعالیٰ کی شان کے موافق ہے وہی مراد ہے اور اکثر حضرات صوفیہ کا یہی مذہب ہے۔

بالاستیلاء تفسیر مرذول اذ القائل به لا یسعه ان یقول کاستیلائنا بل لا بد ان یقول هو استیلاء لا نؤمن به عز وجل فلیقل من اول الامر هو استواء لا نؤمن به جل وعلا وقد اختیار ذلک السادة الصوفیة قدس الله تعالیٰ اسرارهم وهو اعلم واسلم واحکم خلافا لبعضهم اه۔

موافقة الصوفیة فی المتشابهات

قوله تعالیٰ الا له الخلق والامر فی الروح واستخرج سفیان بن عیینة من هذا ان کلام الله تعالیٰ شانه لیس بمخلوق فقال ان الله تعالیٰ فرق بین الخلق والامر فمن جمع بینهما فقد کفر یعنی من جعل الامر الذی هو کلامه سبحانه من جملة ما خلقه فقد کفر لان المخلوق لا یقوم الا بمخلوق مثله کذا فی تفسیر الخازن ولیس بشیء کما لا یخفی واخرج ابن ابی حاتم ان الخلق ما دون العرش والامر ما فوق ذلک وشاع عند بعضهم اطلاق عالم الامر علی عالم المجردات اه قلت قوله لیس بشیء لاحتمال التفسیر الثانی الذی حاصله ان الخلق ما هو من المادة فنفیه کما یقتضیه کون الامر مقابلا له لا یستلزم القدم وانما یستلزم نفی المادة عما هو من الامر قلت وعلی هذا الاحتمال الصحة اطلاق الامر علی المجردات فاتضح من هذا معنی قول الصوفیة ان اللطائف من عالم الامر ای انها من المجردات ومعنی کونها فوق العرش کما فی التفسیر الثانی لیس معناه ان مکانها فوق العرش لان التمکن من خواص المادیات بل المراد انها لیست مکانیة فعبر عن کونها غیر متمکنة بکونها فوق العرش لان العرش اقصی الامکنة فافهم والله اعلم ومن ثم اقول الصوفیة ان هذه اللطائف فوق العرش فاحکام الصوفیة هذه لیست بمحض اصطلاحاتهم بل لها اصل عن السلف ویحتمل ان یکون قوله کما لا یخفی اشارة الی احتمال التخصیص بعد التعمیم وعلیه لا یتمشی جمیع ما مر من تائید الصوفیة بقول السلف ویبقی مضمون المسئلة کشفیة وعنوانها اصطلاحیة۔

قوله تعالیٰ الا له الخلق والامر (ترجمہ یاد رکھو اسی کے لئے خاص ہے خالق ہونا اور حاکم ہونا) روح میں ہے کہ سفیان بن عیینہ نے اس سے کلام الٰہی کا غیر مخلوق ہونا مستنبط کیا ہے یعنی کلام حق اس کا امر تو یقیناً ہے اور امر کو مقابل فرمایا ہے خلق کا تو معلوم ہوا کہ وہ خلق سے منزہ ہے اور یہ استدلال کچھ نہیں اسلئے کہ یہاں دوسری تفسیر بھی محتمل ہے جیسا کہ ابن ابی حاتم نے روایت کی ہے کہ خلق تو ما تحت عرش کے ہے اور امر ما فوق عرش کے ہے آہ حاصل اس تفسیر ثانی کا یہ ہو سکتا ہے کہ خلق مادیات کے ساتھ خاص ہے تو کلام اللہ و امر کی مادیت کی نفی سے غیر مخلوق ہونا لازم نہیں آتا اور اس سے مجردات پر عالم امر کے اطلاق کی صحت معلوم ہوتی ہے اور صوفیہ نے جو لطائف کو عالم امر سے کہا ہے اور اسکو فوق العرش بھی کہا ہے اس کی اصل نکل آئی یعنی فوق العرش کی تفسیر یہی ہے کہ وہ مادیات میں سے نہیں تو اس بنا پر صوفیہ کے ان احکام کی اصل سلف سے بھی معلوم ہوتی ہے اور ممکن ہے کہ وہ دوسری تفسیر محتمل یہ ہو کہ الامر تخصیص بعد التعمیم ہو یعنی پیدا کرنا بھی اسی کا کام ہے اور حکم کرنا بھی کہ ایک فرد ہے پیدا کرنے کی یعنی خطاب کو پیدا کرنا تو اس بنا پر اسمیں صوفیہ کی یہ تائید نہ ہوگی۔

معنی قول الصوفیة ان اللطائف من عالم الامر وانها فوق العرش۔

صوفیہ کے اس قول کے معنی کہ لطائف عالم امر سے ہیں اور فوق العرش ہیں۔

قوله تعالىٰ ادعوا ربكم تضرعا وخفية في الروح اى اعبدوه تضرعا وخفية اشارة الى طريق الجلوة والخلوة او ادعوه بالجوارح والقلب انه لا يحب المعتدين المتجاوزين عما امروا به بترك الامتثال والذين يطلبون منه سواه اه

قولہ تعالیٰ ادعوا ربکم تضرعا وخفیہ (ترجمہ تم لوگ اپنے پروردگار سے دعا کیا کرو تذلل ظاہر کرکے بھی اور چپکے چپکے بھی) اسمیں اشارہ ہے طریق جلوت وخلوت کی طرف یا عبادت جوارح وقلب کی طرف۔

قوله تعالىٰ والبلد الطيب يخرج نباته باذن ربه والذى خبث لا يخرج الا نكدا في الروح وهذا كما قال غير واحد مثل لمن ينجع فيه الوعظ والتنبيه من المكلفين ولمن لا يؤثر فيه شئ من ذلك اه وايده بآثار موقوفة وروايات مرفوعة ثم قال في باب الاشارة (قلت لم يبق فيه بعد بعد هذه الادلة) ما نصه والبلد الطيب وهو ما طاب استعداده يخرج نباته باذن ربه حسنا غزيرا نفعه والذى خبث وهو ما ساء استعداده لا يخرج الا نكدا لا خير فيه اه ففيه دليل على مسئلة الاستعداد۔

قولہ تعالیٰ والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ والذی خبث لا یخرج الا نکدا (ترجمہ اور جو سرزمین ستھری ہوتی ہے اُس کا پیداوار تو خدا تعالیٰ کے حکم سے خوب نکلتا ہے اور جو خراب ہے اُس کا پیداوار کم نکلتا ہے) ایسے شخص کی مثال ہے جسمیں وعظ موثر ہوتا ہے اور جسمیں موثر نہیں ہوتا یعنی طیب الاستعداد وفاسد الاستعداد کی پس اسمیں مسئلہ استعداد کی دلیل ہے۔

قوله تعالىٰ او عجبتم ان جاءكم ذكر من ربكم على رجل منكم وهذا هو داب الجاهلين باولياء عصرهم يحقرونهم لمحض المعاصرة۔

قولہ تعالیٰ او عجبتم ان جاءکم ذکر من ربکم علی رجل منکم (ترجمہ اور کیا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو کہ تمہارے پروردگار کی طرف سے تمھارے پاس ایک ایسے شخص کی معرفت جو تمھاری ہی جنس کا ہے کوئی نصیحت کی بات آگئی) اور یہی طریقہ ہے جاہلوں کا اپنے ہمعصر اولیاء کے ساتھ کہ محض معاصرت کے سبب اُن سے منافرت کرتے ہیں۔

قوله تعالىٰ قال الملأ الذين كفروا من قومه انا لنراك في سفاهة قد خلت من قبل سنة السفهاء من تسفيه عقلاء الدين ويشاهد ايضا في زماننا فينبغي لهم ان يصبروا على اذاهم۔

قولہ تعالیٰ قال الملأ الذین کفروا من قومہ انا لنراک فی سفاہۃ (ترجمہ اُن کی قوم میں جو آبرودار کافر تھے اُنھوں نے کہا کہ ہم تمکو کم عقلی میں دیکھتے ہیں) یہی طریقہ سفہاء کا پہلے سے چلا آیا ہے کہ عقلاء دین کو سفیہ کہا کرتے ہیں اس زمانہ میں بھی اسکا مشاہدہ ہو رہا ہے تو ان حضرات کو صبر کرنا چاہیئے۔

قوله تعالىٰ وزادكم في الخلق بسطة فاذكروا آلاء الله دل على كون القوة والزيادة في الجسم من نعم الله تعالى فليس من الزهد تحقير النعم الدنيوية

قولہ تعالیٰ وزادکم فی الخلق بسطۃ فاذکروا آلاء اللہ (ترجمہ اور ڈیل ڈول میں تمکو زیادہ پھیلاؤ دیا سو خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو) اس سے معلوم ہوا کہ قوۃ اور جسامت

کما علیه المتقشفون۔

قوله تعالیٰ هذه ناقة الله فی الروح اضافة الناقة الی الاسم الجلیل لتعظیمها کما یقال بیت الله مسجد اھ قلت وھو اسهل التوجیهات لاضافة الصورة الی الله تعالیٰ فی قوله علیه السلام ان الله خلق آدم علی صورته الحدیث۔

قوله تعالیٰ وتنحتون الجبال بیوتا فاذکروا آلاء الله دل علی کون المهارة فی الصناعة من نعم الله تعالیٰ واذکر ما مر فی قوله تعالیٰ وزادکم فی الخلق بسطة

قوله تعالیٰ فتولی عنهم وقال یقوم لقد ابلغتکم الخ فی الروح فتولی عنهم بعد ان جری علیهم ما جری علی ما ھو الظاهر وفیه وخطابه علیه السلام لهم کخطاب رسول الله صلی الله علیه وسلم قتلی المشرکین حین القوا فی قلیب بدر اھ قلت ظاهره سماع الموتی مالم ینفه دلیل قوی ولیس۔

قوله تعالیٰ اتاتون الفاحشة ماسبقکم بها من احد فی تقیید الفاحشة بعدم السبق بها دلالة علی ان تاسیس المنکر اشد من الاقتداء فیه ونفطن من ذلک فعل البدعات۔

قوله تعالیٰ ولا تبخسوا الناس اشیاءھم فی الروح قیل ویدخل فی ذلک بخس الرجل حقه من حسن المعاملة والتوقیر اللائق وبیان فضله علی ما ھو علیه للسائل عنه وکثیر ممن انتسب الی اهل العلم الیوم مبتلون بهذا البخس اھ قلت کانه قیاس علی

کی زیادتی بھی حق تعالیٰ کی نعمت ہے تو وہ بھی تحقیر زہد میں داخل نہیں جیسا بعض متقشفین کا مذاق ہے۔

قوله تعالیٰ هذه ناقة الله (ترجمہ یہ اونٹنی ہے اللہ کی) یہ اضافۃ تشریف کے لئے ہے جیسے مسجد کو بیت اللہ کہتے ہیں میں کہتا ہوں کہ حدیث میں جو آیا ہے ان الله خلق آدم علی صورته اس اضافت کی اسہل توجیہات یہ ہو سکتی ہے۔

قوله تعالیٰ وتنحتون الجبال بیوتا فاذکروا آلاء الله (ترجمہ اور پہاڑوں کو تراش تراش کر ان میں گھر بناتے ہو سو خدا تعالیٰ کی نعمتوں کو یاد کرو) اس سے معلوم ہوا کہ کسی صنعت میں مہارۃ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے، ابھی وزادکم فی الخلق بسطة میں ایسا ہی مضمون گذرا ہے۔

قوله تعالیٰ فتولی عنهم وقال یقوم لقد ابلغتکم۔ (ترجمہ صالح ان سے منہ موڑ کر چلے اور فرمانے لگے کہ اے میری قوم میں نے تو تم کو اپنے پروردگار کا حکم بتلا دیا) ظاہرا یہ خطاب بعد ہلاک کے ہے تو اس سے ظاہرا سماع موتیٰ معلوم ہوتا ہے جب تک کوئی دلیل قوی نفی نہ کرے

قوله تعالیٰ اتاتون الفاحشة ماسبقکم بها من احد (ترجمہ کہ تم ایسا فحش کام کرتے ہو جسکو تم سے پہلے کسی نے دنیا جہان والوں میں سے نہیں کیا) فاحشہ کا عدم سبق کے ساتھ مقید کرنا اسپر دال ہے کہ منکر کی ایجاد اُسکی اقتدار سے اشد ہے اور اسی سے بدعت کا درجہ سمجھلو۔

قوله تعالیٰ ولا تبخسوا الناس اشیاءهم (ترجمہ اور لوگوں کا اُن کی چیزوں میں نقصان مت کیا کرو) مدلول نص پر اسکو بھی قیاس کیا جاویگا جسمیں اکثر اہل علم مبتلا ہیں کہ دوسرے اہل فضیلت کے اس حق کی تنقیص کرتے ہیں کہ ان کی ساتھ جو توقیر اور اُن کے اظہار فضیلت کا

معاملہ اولی الضعیف۔

قوله تعالى فكيف اسى على قوم كفرين في الروح في قوله تعالى على قوم الخ اقامة الظاهر مقام الضمير للاشعار بعدم استحقاقهم التاسف عليهم لكفرهم اه فدل على عدم الرحمة على المبغوضين۔

معاملہ کرنا چاہئے نہیں کرتے۔

قولہ تعالیٰ فکیف اسیٰ علیٰ قوم کفرین (ترجمہ پھر میں ان کافر لوگوں پر کیوں رنج کروں) بجائے علیہم کے علی کفرین کہنا اشعار ہے کہ کفر کے سبب یہ لوگ مستحق تاسف کے نہیں اس سے معلوم ہوا کہ مبغوضین پر ترحم نہ چاہئے۔

قوله تعالى ولو ان اهل القرى آمنوا واتقوا لفتحنا عليهم بركات الخ دل على ان الطاعة لها دخل في النعم الدنيوية على العين وان المعصية لها دخل في النقم الدنيوية عليه كما يدل عليه قوله فيما بعد ولكن كذبوا فاخذناهم سواء كانت النعمة والنقمة حسيتين او معنويتين۔

قولہ تعالیٰ ولو ان اهل القریٰ آمنوا واتقوا لفتحنا علیهم برکات من السماء (ترجمہ اور اگر ان بستیوں کے رہنے والے ایمان لے آتے اور پرہیز کرتے تو ہم ان پر آسمان زمین کی برکتیں کھول دیتے) اپنے بعد والی آیت سے ملکر یہ دال ہے کہ نعم دنیویہ میں طاعت کو اور نقم دنیویہ میں معصیت کو بھی دخل ہے خواہ وہ نعمت و نقمت حسی ہو یا معنوی۔

قوله تعالى فلا يامن مكر الله الا القوم الخاسرون ويدخل فيهم من اغتر بكونه صاحب النسبة ولم يخف استلابها فاياك اياك ان تامنه ففي الامن الخوف وفي الخوف الامن۔

قولہ تعالیٰ فلا یامن مکر اللہ الا القوم الخاسرون (ترجمہ کہ خدا تعالیٰ کی پکڑ سے بجز ان کے جنکی شامت ہی آگئی ہو اور کوئی بے فکر نہیں ہوتا) اسمیں وہ بھی داخل ہے جو اپنے صاحب نسبت ہونے پر مغرور ہو اور سلب نسبت کے خوف نہ کرے۔

قوله تعالى فما كانوا ليؤمنوا بما كذبوا من قبل فيه ذم للتمادي واللجاج والاصرار والعناد وقد كثر في المتزئين بزي العلماء والمشائخ لا يرجعون عما صدر عنهم اول الوهلة ولو ظهر عليهم بطلانه

قولہ تعالیٰ فما کانوا لیؤمنوا بما کذبوا من قبل (ترجمہ پھر جس چیز کو انھوں نے اول میں جھوٹا کہدیا یہ بات نہ ہوئی کہ اسکو مان لیتے) اسمیں اصرار و عناد کی مذمت ہے اور اسوقت یہ بلا مقتداؤں میں بہت ہو گئی کہ جس بات میں ایک بار انکار نکل گیا پھر باوجود ظہور بطلان کے بھی اسکو کبھی نہ مانیں گے۔

قوله تعالى قال الملأ من قوم فرعون ان هذا لساحر عليم يريد ان يخرجكم من ارضكم هذا تصوير للحق الذي جاء به موسى في صورة الباطل الذي افتراه فرعون من ارادة موسى عم الاخراج وهذا من عادة المروجين للباطل الراغبين للحق وان سموا انفسهم صوفية ينفرون العامة عن متبعي السنة تصويرا لمعروفهم في صورة المنكر۔

قولہ تعالیٰ قال الملأ من قوم فرعون ان هذا لساحر علیم یرید ان یخرجکم من ارضکم (ترجمہ قوم فرعون میں جو سردار لوگ تھے انھوں نے کہا کہ واقعی یہ شخص بڑا ماہر جادوگر ہے یہ چاہتا ہے کہ تمکو تمھاری سرزمین سے باہر کر دے) فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کے طریق حق کو ایک باطل کی صورت میں ظاہر کیا یہی حال ہے اہل باطل کا گو وہ صوفی ہی کہلاویں کہ عوام کو اہل حق سے نفرت دلانے

کے لئے اُن کے حق کو بُرے بُرے عنوان سے ظاہر کرتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ قال القوا فیقال انہ علیہ السلام انما اذن لھم لیبطل سحرھم فھو ابطال للکفر بالاخرۃ وتحقیق لمعجزتہ علیہ السلام کما افتی الروح ولاجل امثال تلک المصلحۃ قد یاذن بعض الشیوخ فیما ظاھرہ المعصیۃ کما استاذننی بعض الاحباء فی قبول منصب التدریس فی بعض المدارس الذی لا ارضاہ فاذنت لہ فیہ فزاحمنی بعض الحاضرین وکان لی فیہ حکمتہ انہ اذا اقام فی المدرسۃ شاھد المنکرات التی ھی مبنیٰ لرأیی فیتنفر برؤیتہ ما لا ینتفر بمحض روایتی فوقع ما ظننت وترکہ مستقبحا ایاہ محققا لما رأہ۔

قولہ تعالیٰ قال القوا (ترجمہ یعنی موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم ہی ڈالو) موسیٰ علیہ السلام کا مقصود اس سے محض اذن دینا نہ تھا بلکہ اذن کو اُن کے کفر کے ابطال اور اپنے معجزہ کی اثبات کا ذریعہ بنانا تھا ایسی ہی مصلحت سے بعض اوقات شیوخ ایسے امر میں اذن دیدیتے ہیں کہ ظاہر اُسکا معصیت ہوتا ہے مگر اخیر میں اُسمیں کوئی مصلحت یہی ہوتی ہے وہی مصلحت اُن کو مقصود ہوتی ہے۔

قولہ تعالیٰ فلما القوا سحروا اعین الناس ویدخل فی الناس موسیٰ علیہ السلام لقولہ تعالیٰ فی طہ فاذا حبالھم وعصیھم یخیل الیہ من سحرھم انھا تسعی افادت امورا الاول عدم الاغترار بالخوارق والثانی کون التصرف فی الخیال احد اقسام السحر ومنہ عمل الترب الشائع فی زماننا الذی یسمی مسمریزم والثالث لا ینافی التاثر منہ الکمال الباطنی فانہ علیہ السلام قد تاثر منہ فمثل ھذہ الافعال لیست بدلیل تکون الفاعل من اھل الحق ولا یلزم قدرتہم علیھا۔

قولہ تعالیٰ فلما القوا سحروا اعین الناس (ترجمہ پس جب انھوں نے ڈالا تو لوگوں کی نظر بندی کردی) اور اس ناس میں موسیٰ علیہ السلام بھی داخل ہیں چنانچہ سورہ طہٰ میں ہے یخیل الیہ آہ پس اس سے کئی امر مستفاد ہوئے اول خوارق سے دھوکا نہ کھانا کہ اہل باطل سے بھی ظاہر ہوسکتے ہیں ثانی سحر کی ایک قسم خیال میں تصرف کرنا بھی ہے اسی میں مسمریزم بھی داخل ہے ثالث ایسی چیزوں سے متاثر ہوجانا کمال باطنی کے خلاف نہیں چنانچہ موسیٰ علیہ السلام خائف ہوئے اور اہل حق کا ایسے امور پر یا اُن کے ابطال پر قادر ہونا لازم نہیں۔

قولہ تعالیٰ والقی السحرۃ دلت علی ان الاصل فی الامر ھو الجذب من الحق تعالیٰ وقد اجمعوا علیہ

قولہ تعالیٰ فالقی السحرۃ (ترجمہ اور جو ساحر تھے سجدہ میں گر گئے) اس آیت سے معلوم ہوا کہ اصل طریق میں جذب من الحق ہے اور اسپر اہل طریق کا اجماع ہے

قولہ تعالیٰ قال عسیٰ ربکم ان یھلک عدوکم ویستخلفکم فی الارض دل علی کون الکفار مغلوبین والمؤمنین غالبین من النعم العظیمۃ فلیس معنی ترک الدنیا الاستسلام للخزی والھوان للکفار الا بعذر العجز ولیس الملک منافیا لکمال الایمان۔

قولہ تعالیٰ قال عسیٰ ربکم ان یھلک عدوکم ویستخلفکم فی الارض (ترجمہ فرمایا بہت جلد اللہ تعالیٰ تمھارے دشمنوں کو ہلاک کردینگے اور بجائے اُنکے تمکو اس سرزمین کا مالک بنا دینگے) اسمیں دلالت ہے کہ کفار کا مغلوب ہونا اور مومنین کا غالب ہونا نعمائے عظیم سے ہے ترک دنیا کے یہ معنی نہیں ہیں کہ کفار کو ہاتھ میں بلا عذر کے ذلت و خواری میں پڑا رہے

(باقی آیندہ)

قوله تعالیٰ فاغرقناهم فی الیم دل علی ترتب العقوبة الدنیویة علی المعصیة ولو بعد ابلاخرة اکبر۔

قوله تعالیٰ قالوا یا موسیٰ اجعل لنا الٰها کما لهم اٰلهة قال انکم قوم تجهلون وفی الحدیث للترمذی قرأ رسول الله صلی الله علیه وسلم الاٰیة لما قال بعضهم له صلی الله علیه وسلم اجعل لنا ذات انواط کما لهم ذات انواط فدلت الاٰیة بعد انضمام الروایة علی قبح اتباع الجهلة فی رسوم ولو دنیویة فما بال من یتشبه بهم فی عبادة القبور واتخاذ السرج والستور علیها وفی الروح بعد نقل الحدیث والناس الیوم قد اتخذوا من قبیل ذات الانواط شیئا کثیرا لایحیط به نطاق الحصر اھ۔

(۳۳)

قوله تعالیٰ فتم میقات ربه اربعین لیلة اصل للاربعین المعتاد عند المشائخ الذی یشاهدون البرکات فیها۔

قوله تعالیٰ وقال موسیٰ لاخیه هرون اخلفنی فی قومی فیه اصل لتفویض المریدین الی بعض خلفائه۔

قوله تعالیٰ قال لن ترانی نص فی امتناع رؤیته تعالیٰ فی النشأة الدنیویة فبطل من ادعاها او مغرور ولا یریبك قوله تعالیٰ فلما تجلی ربه لان التجلی هو الظهور الذی هو فعله تعالیٰ ولا یلزم منه وقوع الرؤیة التی هی فعل موسیٰ الذی منعه الصعق عنها وان اختلج فی صدرك ان الاٰیة نص فی تاخر الصعق عن التجلی فعلم انه علیه السلام کان مفیقا عند التجلی فلم یکن الصعق مانعا له فازحه ان تقدم التجلی علی الصعق ذاتی لا زمانی فزمان التجلی والصعق واحد فبقی مانعا وامادؤ یته

قوله تعالیٰ فاغرقناهم فی الیم (ترجمہ ان کو دریا میں غرق کردیا) معلوم ہوا کہ عقوبت دنیویہ کا ہے معصیت پر بھی مرتب ہوجاتی ہے۔

قوله تعالیٰ قالوا یا موسیٰ اجعل لنا الٰها کما لهم اٰلهة قال انکم قوم تجهلون (ترجمہ کہنے لگے اے موسیٰ ہمارے لئے بھی ایک معبود ایسا ہی مقرر کردیجئے جیسے ان کے یہ معبود ہیں آپ نے فرمایا کہ واقعی تم لوگوں میں بڑی جہالت ہے) حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس درخواست کے جواب میں (کہ ہمارے لئے بھی ہتھیار لٹکانے کو ایک درخت مقرر فرما دیجئے جیسے مشرکین نے کر رکھا ہے) یہ آیت پڑھ دی تھی اس سے معلوم ہوا کہ دنیوی عادات میں بھی اہل باطل کے ساتھ تشبہ مذموم ہے اور بدعات بزعم عبادات میں تو کیا پوچھنا ہے۔

قوله تعالیٰ فتم میقات ربه اربعین لیلة (ترجمہ کہ ان کے پروردگار کا وقت پورے چالیس روز پورا ہوگیا) اس میں اصل ہے چلہ کی جو مشائخ میں معتاد اور مشاہد البرکات ہے۔

قوله تعالیٰ وقال موسیٰ لاخیه هرون اخلفنی فی قومی (ترجمہ اور موسیٰ نے اپنے بھائی ہارون سے کہدیا تھا کہ میرے بعد ان لوگوں کا انتظام رکھنا) اس میں اصل ہے جو مریدوں کو بعض خلفا کے سپرد کردیتے ہیں۔

قوله تعالیٰ قال لن ترانی (ترجمہ ارشاد ہوا کہ تم مجھکو ہرگز نہیں دیکھ سکتے) نص ہے اس میں کہ دنیا میں رویت الٰہیہ نہیں ہوتی تو جو شخص اسکا مدعی ہے یا دھوکہ میں ہے یا دھوکہ دیتا ہے اور شب معراج اس سے مستثنیٰ ہے۔

صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ المعراج فخصوص منہ اوکان فی الاخرۃ ولا یکیف ہما وقد نہیٰ عن طلب لا بجوز

قولہ تعالیٰ ساصرف عن آیاتی الذین یتکبرون فی الارض بغیر الحق فی الروح قیل المراد انہم یتکبرون علی من لا یتکبر کالانبیاء علیہم السلام لانہ الذی یکون بغیر حق واما التکبر علی المتکبر فہو بحق لما فی الاثر التکبر علی المتکبر صدقۃ وانت تعلم ان ہذا صورۃ تکبر لا تکبر حقیقۃ فلعل مراد ہذا القائل ان التقیید بما ذکر لاظہار انہم یتکبرون حقیقۃ اھ

قولہ تعالیٰ ساصرف عن آیاتی الذین یتکبرون فی الارض بغیر الحق (ترجمہ میں ایسے لوگوں کو اپنے احکام سے برگشتہ ہی رکھونگا جو دنیا میں تکبر کرتے ہیں جس کا ان کو کوئی حق حاصل نہیں) تکبر بغیر حق یہ ہے کہ غیر متکبر کے مقابلہ میں تکبر کرے اور متکبر کے مقابلہ میں تکبر کرنا بحق ہے اور حقیقت میں وہ صورۃً تکبر ہے حقیقۃً نہیں۔

الحاشیۃ فی الروح یتکبرون فی الارض بغیر الحق وہم الذین فی مقام النفس فیکون تکبرہم حجابا لہم عن آیات اللہ واما المتکبرون بالحق وہم الذین فنیت صفاتہم وظہرت علیہم صفات مولاہم فلیسوا بمحجوبین ولا یعد تکبرہم مذموما لانہ لیس تکبرہم حقیقۃ وانما حظہم منہ کونہ مظہر اللہ اھ۔

قولہ تعالیٰ واتخذ قوم موسیٰ من بعدہ من حلیہم عجلا جسدا لہ خوار الم یروا انہ لا یکلمہم قال الجدل علی ذم الاغترار بالخوارق وعلی کون الدلیل الشرعی حجۃ قاضیۃ علی الخوارق وترجیحہ علیہا۔

قولہ تعالیٰ واتخذ قوم موسیٰ من بعدہ من حلیہم عجلا جسدا لہ خوار الم یروا انہ لا یکلمہم (ترجمہ اور موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان کے بعد اپنے زیوروں کا ایک بچھڑا ٹھیرا لیا جو کہ ایک قالب تھا جس میں ایک آواز تھی کیا انھوں نے یہ نہ دیکھا کہ وہ ان سے بات تک نہیں کرتا تھا) اس سے ثابت ہوا کہ خوارق سے دھوکہ نہ کھاوے اور الم یروا سے معلوم ہوا کہ دلیل شرعی اس پر حجت قاضیہ اور اس پر راجح ہے۔

الحاشیۃ فی الروح وکثیر من الناس الیوم عبید الدرہم والدینار وہما العجل المعنوی یعبدون ما لم یسجد والہ آہ۔

قولہ تعالیٰ ولما رجع موسیٰ الی قومہ غضبان اسفا دل علی جواز الغضب علی المرید اذا احتیج الیہ۔

قولہ تعالیٰ والقی الالواح فی الروح ای وضعہا علی الارض کالطارح لہا لیأخذ براس اخیہ مما عراہ من فرط الغیرۃ الدینیۃ وکان علیہ السلام شدید الغضب للہ سبحانہ الی قولہ ولیس ہنالک الا العجلۃ فی الوضع الناشئۃ من الغیرۃ للہ تعالیٰ آہ

قولہ تعالیٰ ولما رجع موسیٰ الی قومہ غضبان اسفا (ترجمہ اور جب موسیٰ اپنی قوم کی طرف واپس آئے غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے) معلوم ہوا کہ حاجت کے وقت مرید پر غصہ جائز ہے

قولہ تعالیٰ والقی الالواح (ترجمہ اور جلدی سے تختیاں ایک طرف رکھیں) دین کے جوش میں یہ غصہ آیا معلوم ہوا کہ ایسا غصہ بدخلقی نہیں جیسے بعض اہل اللہ کی عادت ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ غلبۂ حال عذر ہے کیونکہ یہ کسر اسی غلبہ میں ہوا۔

فالحق ان هذا الالقاء كقوله تعالى في طٰه ان اقذفيه في التابوت فاقذفيه في اليم وكقوله تعالى في القصص فالقيه في اليم فغنيه اصل لما جبل عليه بعض اهل الله من شدة بغضهم في الدين وفرط حميتهم وان سماه العامة سوء الخلق حاشاهم عن ذلك وان شئت فانظر في الروح عن احمد وغيره وعبد بن حميد والبزار وابن ابي حاتم وابن حبان والطبراني وغيرهم عن ابن عباس قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم يرحم الله تعالى موسى ليس المعاين كالمخبر اخبره ربه تبارك وتعالى ان قومه فتنوا بعده فلم يلق الالواح فلما رأهم وعاينهم القى الالواح فتكسر منها ما تكسر اه دل على كون الغضب محمودًا وقت غلبة الحال لان الكسر لا يكون بدون الالقاء وظاهر معناه لكن شدة الحمية لم تترك له التماسك۔

قوله تعالى واخذ برأس اخيه يجره اليه في الروح ظنا منه عليه السلام انه قصر في كفهم اه قلت ولم يقصر فدل على جواز الخطأ في اجتهاد الانبياء فما ظنك بالشيوخ وانه لا ينافي الكمال فان البشر بشر وان بلغ العرش فما بال الذين يعتقدون في شيوخهم استحالة الخطأ منهم۔

قوله تعالى واخذ برأس اخيه يجره اليه۔ (ترجمہ: اور اپنے بھائی کا سر پکڑ کر ان کو اپنی طرف گھسیٹنے لگے) روح میں ہے کہ ان کو گمان ہوا کہ انھوں نے روکنے میں کوتاہی کی اھ میں کہتا ہوں حالانکہ کوتاہی نہ کی تھی اس سے معلوم ہوا کہ کاملین سے خطاء اجتہادی ہو سکتی ہے تو شیوخ غیر معصومین سے کیوں نہ ممکن ہوگی۔

قوله تعالى ان الذين اتخذوا العجل سينالهم غضب من ربهم وذلة في الحيوة الدنيا دل على ان الذلة الدنيوية قد تكون عقوبة لبعض المعاصي۔

قوله تعالى ان الذين اتخذوا العجل سينالهم غضب من ربهم وذلة في الحيوة الدنيا (ترجمہ: جن لوگوں نے گوسالہ پرستی کی ہے ان پر بہت جلد ان کے رب کی طرف سے غضب اور ذلت اس دنیوی زندگی ہی میں پڑے گی) معلوم ہوا کہ دنیوی ذلت کبھی سزا معصیت کی ہوتی ہے۔

قوله تعالى رحمتي وسعت كل شيء فساكتبها للذين يتقون الجملة الثانية تبطل استدلال بعضهم بالجملة الاولى على كون عاقبة كل الخلق الرحمة والمغفرة وهو ظاهر۔

قوله تعالى ورحمتي وسعت كل شيء فساكتبها للذين يتقون (ترجمہ: اور میری رحمت تمام اشیا کو محیط ہو رہی ہے تو وہ رحمت ان لوگوں کے نام تو ضرور ہی لکھونگا جو کہ خدا تعالیٰ سے ڈرتے ہیں) پہلے جملہ سے جو بعض نے استدلال کیا ہے کہ کفار کا اخیر بھی رحمت و مغفرت ہے دوسرا جملہ اس استدلال کو باطل کرتا ہے۔

قوله تعالى اذ يعدون في السبت الى قوله كذلك نبلوهم في الروح واستدل بعض اهل العلم بقصة هؤلاء المعتدين على حرمة الحيل في الدين وايد ذلك بما اخرجه ابن بطة عن ابي هريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا ترتكبوا ما ارتكب اليهود فتستحلوا

قوله تعالى اذ يعدون في السبت الى قوله كذلك نبلوهم (ترجمہ: جبکہ وہ ہفتہ کے بارہ میں حد سے نکل رہے تھے جبکہ ان کے ہفتہ کے روز تو ان کی مچھلیاں ظاہر ہو ہو کر ان کے سامنے آتی تھیں اور جب ہفتہ کا دن نہ ہوتا تو ان کے سامنے نہ آتی تھیں ہم ان کی اس طرح پر آزمائش کرتے تھے) اس سے

بجارم اللہ تعالیٰ باد لی الحیل اہ وما جوزہ حکماء
الامۃ من بعض الحیل فہی مالیس فیہا ابطال المقاصد
الدینیۃ والحقوق الیقینیۃ ومثلہ ثابت بالحدیث
بع الجمع بالدراھم ثم ابتع بالدراھم واما الحیلۃ

معلوم ہوا کہ احکام شرعیہ کی مذ اعتنا کیلئے حیلے کرنا حرام
ہے اور جن حیل کا شروع ہونا وارد ہے وہ احکام
شرعیہ کی تحصیل کیلئے ہیں (اصل عربی میں پوری
تقریر ہے)

لاسقاط الزکوۃ ففیہ ابطال للغرض الدینی وھو اغناء المساکین وکذلک ما لابطال الشفعۃ ففیہ
ابطال الحق وفی الروح من باب الاشارۃ تحت ھذہ الآیۃ قال بعضھم ماکان ماقص اللہ تعالیٰ
الاکحال الاسلامیین من اھل زماننا فی اجتماع انواع الحظوظ النفسانیۃ من المطاعم والمشارب والملاھی
والمناکح ظاھرۃ فی الاسواق والمحافل فی الایام المعظمۃ کالاعیاد والاوقات المبارکۃ کاوقات زیارۃ
مشاھد الصالحین المعلومۃ المشھورۃ بین الناس اہ۔

قولہ تعالیٰ وإذ قالت امۃ منھم لم تعظون
قوما اللہ مھلکھم او معذبھم عذابا شدیدا
قالوا معذرۃ الی ربکم ولعلھم یتقون قد تقرر فی
محلہ انہ اذا علم الناھی حال المنھی عنہ وان
النھی لا یؤثر فیہ سقط عنہ النھی وھذہ الامۃ
نھوا ولا الا انھم رأوا عدم النفع فکفوا ولم
یعرض اولئک کما اعرض ھؤلاء لعدم بلوغھم
فی الیاس کما بلغ اخوانھم او لفرط حرصھم
وجدھم فی امرھم کما وصف اللہ تعالیٰ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم لقولہ تعالیٰ فلعلک باخع
نفسک علی آثارھم محصلہ وقد توقف ابن عباسؓ
اولا فی ھذہ الامۃ فقال لہ عکرمۃ الا تراھم

قولہ تعالیٰ وإذ قالت امۃ منھم لم تعظون قوما اللہ
مھلکھم او معذبھم عذابا شدیدا قالوا معذرۃ
الی ربکم ولعلھم یتقون (ترجمہ اور جبکہ انمیں سے ایک
جماعت نے یوں کہا کہ تم ایسے لوگونکو کیوں نصیحت کیے جاتے
ہو جبکہ اللہ تعالیٰ بالکل ہلاک کرنے والے ہیں یا ان کو سخت
سزا دینے والے ہیں انھوں نے جواب دیا کہ تمھارے رب کے
روبرو عذر کرنے کے لئے اور اسی لئے کہ شاید یہ ڈر جائیں)
مسئلہ یہ ہے کہ جب نفع کی امید نہو نہی عن المنکر کا وجوب ساقط
ہو جاتا ہے تو قائلین اول نے یاس کی وجہ سے وعظ چھوڑ دیا
اور قائلین ثانی کو امید تھی اسلئے وہ کرتے رہے اور تحقیق یہ
ہے کہ ساکتین کو بھی نجات رہی اب بھی اسی بنا پر اہل طریق
کا مذاق مختلف ہے بعض اولین کے مشابہ ہے بعض دوسروں کے

کیف انکروا وکرھوا ما القوم علیہ وقالوا ما قالوا فاعجبہ قولہ وقال بخت الساکتۃ ھذا محصل ما فی الروح بعض
تغییر لفظی ومذاق اھل الطریق مختلف فی امثالہ فمشابہ للاولین ومشابہ للاخرین۔

قولہ تعالیٰ وبلوناھم بالحسنات والسیئات
المراد الخصب والعافیۃ والجدب والشدۃ التی
ھی حسنات وسیئات ظاھرۃ وکذلک قد یبتلی العبد
بالحسنات الباطنۃ من المواجید والاذواق مع

قولہ تعالیٰ وبلوناھم بالحسنات والسیئات (ترجمہ
اور ہم ان کو خوشحالیوں اور بدحالیوں سے آزماتے رہے) یہاں
حسنات وسیئات سے مراد تنگی وفراخی ظاہری ہے اور کبھی
حسنات باطنہ سے بھی ابتلا کیا جاتا ہے۔ مثلاً معاصی کے

المواجيد فيغتر بها فيحسب انه على الحق وهو على الباطل فلا يغتر بك البسط مع المعصية فانه استدراج

تو معصیت کے ساتھ اگر نسبط ہو وہ استدراج ہے اس سے

قوله تعالى فخلف من بعدهم خلف ورثوا الكتاب ياخذون عرض هذا الادنى ويقولون سيغفر لنا وان ياتهم عرض مثله ياخذوه في الروح وهذا حال كثير من متصوفة[۱] زماننا فانهم يتهافتون على الشهوات تهافت الفراش على النار ويقولون ان ذلك لا يضرنا لانا واصلون وحكى عن بعضهم انه ياكل الحرام الصرف ويقول ان النفي والاثبات يدفع ضرره وهو خطأ فاحش وضلال بيّن اعاذنا الله تعالى من ذلك اھ۔

ہوتے ہو تو مواجید واذواق حاصل ہوتے ہیں تو اس سے دھوکا ہوتا ہے کہ میں حق پر ہوں حالانکہ وہ باطل پر ہے دھوکا نہ کھانا چاہئے۔

قوله تعالى فخلف من بعدهم خلف ورثوا الكتاب ياخذون عرض هذا الادنى ويقولون سيغفر لنا وان ياتهم عرض مثله ياخذوه (ترجمہ پھر ان کے بعد ایسے لوگ ان کے جانشین ہوئے کہ کتاب کو ان سے حاصل کیا اس دنیائے دنی کا مال متاع لے لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہماری ضرور مغفرت ہو جائیگی حالانکہ اگر ان کے پاس ویسا ہی مال متاع آنے لگے تو اسکو لے لیتے ہیں) روح المعانی میں ہے کہ یہی حال ہے ہمارے زمانہ کے بہت متصوفین[۱] کا کہ شہوات دنیویہ پر پروانوں کی طرح گرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہمکو مضر نہیں کیونکہ ہم واصل ہیں اور بعض کی حکایت سنی گئی ہے کہ وہ خالص حرام کھاتا تھا اور کہتا تھا کہ نفی واثبات اس کے ضرر کو دفع کر دیتا ہے اور یہ کھلی گمراہی ہے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

قوله تعالى واذ اخذ ربك من بني آدم من ظهورهم ذريتهم الآية في الروح الذي عليه المحدثون والصوفية قاطبة ان الله تعالى اخذ من العباد باسرهم ميثاقا قاليا قبل ان يظهروا بهذه الهيئة المخصوصة وان الاخراج من الظهور كان قبل ايضا اھ وفيه قد روى[۲] عن ذي النون وقد سئل عن ذلك هل تذكره انه قال كانه الآن في اذني وقال بعضهم مستقربا ان هذا الميثاق بالامس كان اھ وكان الشيخ الشيرازي ترجم هذا بقوله ؎

قوله تعالى واذ اخذ ربك من بني آدم من ظهورهم ذريتهم (ترجمہ اور جبکہ آپ کے رب نے اولاد آدم کی پشت سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان ہی کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے جواب دیا کہ کیوں نہیں ہم سب گواہ بنتے ہیں) حضرت ذو النون[۲] سے اس کے متعلق سوال کیا گیا کہ کیا تمکو یاد ہے انھوں نے فرمایا گویا وہ میرے کانوں میں گونج رہا ہے اور بعض نے کہا ہے کہ یہ تو کل کی بات ہے۔

الست از ازل ہمچناں شاں بگوش ۔۔۔ بفریاد قالوا بلیٰ در خروش

قوله تعالى واتل عليهم نبأ الذي آتيناه آياتنا فانسلخ منها الآية في الروح عن الطيبي طيب[۳] الله ثراه ان من تفكر في هذا المثل تحقق له ان

قوله تعالى واتل عليهم نبأ الذي آتيناه آياتنا فانسلخ منها الآية (ترجمہ اور ان لوگوں کو اس شخص کا حال پڑھکر سنائیے کہ اسکو ہمنے اپنی آیتیں دیں پھر وہ ان سے

علماء السوء اسوء واقبح من ذلك فما اعاذنا من
مثل عليهم وما هم فيه من التهالك في الدنيا
مالها وجاهها والركون الى لذاتها وشهواتها
من متابعة النفس الامارة وارخاء زمامها في
مرامها عافانا الله تعالى والمسلمين من ذلك اه
وفيه من باب الاشارة اشارة الى من ابتلي بالحور
بعد الكور بان سلك حتى ظهر له ما ظهر ثم رجع من
الطريق لسوء استعداده وغلبة الشقاوة والعياذ
بالله تعالى واخلد الى الارض اى مال الى الارض
الطبعية السفلية واتبع هواه في ايثار السوى وقوله ان تحمل الخ كانه اشارة الى ان هذا المنسلخ لا يزال
يطلق لسانه في اهل الكمال سواء زجر عن ذلك او لم يزجر اه۔

بالکل ہی نکل گیا پھر شیطان اسکے پیچھے لگ گیا سو وہ گمراہ
لوگوں میں داخل ہو گیا۔ روح میں طیبی سے نقل کیا ہے کہ (ترجمہ) جو شخص
اس مثل میں غور کریگا اسکو یہ بات یقین کے ساتھ معلوم
ہو جاویگی کہ علماء بے عمل اس سے زیادہ قبیح حالت میں ہیں
کہ دنیا کے مال و جاہ میں اور اسکی لذات میں پھنسے ہوئے ہیں
اور اسی میں باب اشارہ میں ہے کہ جو شخص بعد سلوک کے
طریق سے ہٹتا ہے اسپر وبال یہ ہوتا ہے کہ وہ ارض طبیعت
سفلیہ کی طرف مائل ہوتا ہے اور ہوائے نفسانی کا اتباع
کرتا ہے اور اہل اللہ کی شان میں زبان چلاتا ہے نعوذ باللہ۔

قوله تعالى ولقد ذرأنا لجهنم كثيرا الى قوله تعالى
واولئك هم الغافلون هذا التذييل كالتنبيه
على ان الموجب لدخول جهنم هو الغفلة عن ذكر الله
تعالى وارباب الذوق والمشاهدة يجدون ذلك
من ادراكهم ان القلب اذا غفل عن ذكر الله
تبارك وتعالى واقبل على الدنيا وشهواتها وقع
في نار الحرص ولا يزال يهوي من ظلمة الى ظلمة
حتى ينتهي الى دركات الحرمان وبخلاف ذلك اذا
انفتح على القلب باب الذكر فانه يقع في جنة القناعة
ولا يزال يترقى من نور الى نور حتى ينتهي الى درجات
الاحسان كذا في الروح بتغيير كلمة اول العبارة

قولہ تعالیٰ ولقد ذرأنا لجهنم كثيرا من الجن والانس
الی قولہ تعالیٰ واولئك هم الغافلون۔ (ترجمہ اور ہم نے ایسے
بہت سے جن اور انسان دوزخ کیلئے پیدا کئے ہیں جنکے دل ایسے
ہیں جن سے نہیں سمجھتے اور جنکی آنکھیں ایسی ہیں جن سے نہیں
دیکھتے اور جن کے کان ایسے ہیں کہ جن سے نہیں سنتے یہ لوگ
چوپایوں کی طرح ہیں بلکہ یہ لوگ زیادہ بے راہ ہیں یہ لوگ غافل
ہیں) اس کا مدلول لفظی تو یہ ہے کہ غفلت عن اللہ موجب
ہے نار کا اور مدلول قیاسی یہ ہے جس کا مشاہدہ بھی ہوتا ہے
کہ غفلت عن اللہ موجب ہے نار حرص دنیا و شہوات کی جیسا
کہ ذکر سے جنت قناعت و انوار بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

قوله تعالى قل لا املك لنفسي نفعا ولا ضرا الا
ما شاء الله ولو كنت اعلم الغيب الآية نص في
نفي القدرة المستقلة والعلم المحيط عن المقبولين
فما بال الجهلة يعتقدونها في مشايخهم ان هو
الا ضلال مبين۔

قولہ تعالیٰ قل لا املك لنفسي نفعا ولا ضرا الا ما شاء الله
ولو كنت اعلم الغيب (ترجمہ آپ کہدیجئے کہ میں خود اپنی
ذات خاص کیلئے کسی نفع کا اختیار نہیں رکھتا اور نہ کسی ضرر کا
مگر اتنا ہی کہ جتنا حق تعالیٰ نے چاہا ہو اور اگر میں غیب کی
باتیں جانتا ہوتا تو میں بہت سے منافع حاصل کر لیا کرتا اور کوئی

۔۔۔ آپ صرف مومنوں میں کو بعض بشارت دینے والا اور ڈرانے والا ہوں ان لوگوں کو جو ایمان رکھتے ہیں) اس میں تصریح ہے کہ قدرۃ مستقلہ و علم محیط مقبولین سے منفی ہے اور جہلا اپنے پیروں کیلئے ایسا گمان رکھتے ہیں نعوذ باللہ۔

قوله تعالیٰ ان الذین تدعون من دون الله عباد امثالکم فادعوهم فلیستجیبوا لکم الخ الآیة وان وردت فی الاصنام بدلیل قوله تعالیٰ فیما بعد الهم ارجل الخ لکن لما اناط الحکم علی کونهم عبادا دل علی ان المملوکیة تمنع جواز الاستغاثة بغیر الله وافرق بین ما نطقت به الآیة وبین ما یفعله الغلاة۔

قوله تعالیٰ ان الذین تدعون من دون الله عباد امثالکم فادعوهم فلیستجیبوا لکم الآیة ترجمہ (واقعی تم خدا کو چھوڑ کر جنکی عبادت کرتے ہو وہ بھی تم ہی جیسے بندے ہیں تم انکو پکارو پھر ان کو چاہیے کہ تمہارا کہنا کر دیں اگر تم سچے ہو) آیت گو اصنام کے بارہ میں ہے بقرینہ ما بعد الهم ارجل الخ کے لیکن حکم کا مناط ان کو عباد یعنی مملوک ہونے پر رکھا ہے اس سے ثابت ہوا کہ ندا غیر اللہ بطور استغاثہ کے ناجائز ہے تو کہاں یہ آیت اور کہاں غالی جاہلوں کا فعل۔

قوله تعالیٰ خذ العفو ای عفا وتیسر ولا تخذ مجاز عن القبول والرضا ای ارض من الناس بما تیسر من اعمالهم وبما اتی منهم وتسهل من غیر کلفة ولا تطلب منهم الجهد وما یشق علیهم حتی لا ینفروا وامر بالعرف واعرض عن الجاهلین ای ولا تکافی السفهاء بمثل سفههم ولا تمارهم واحلم علیهم عن جعفر الصادق لیس فی القرآن آیة اجمع لمکارم الاخلاق من هذه الآیة کذا فی الروح۔

قوله تعالیٰ خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاهلین ترجمہ (سرسری برتاؤ کو قبول کر لیا کیجئے اور نیک کام کی تعلیم کر دیا کیجئے اور جاہلوں سے ایک کنارہ ہو جایا کیجئے) اس میں لوگوں کے ساتھ تسامح اور ان کو شفقت سے تعلیم اور جاہلوں کے ساتھ حلم کرنے کی تعلیم ہے حضرت جعفر صادقؒ کا ارشاد ہے کہ اس سے زیادہ کوئی آیت اخلاق کی جامع نہیں۔

قوله تعالیٰ واما ینزغنک من الشیطان نزغ فاستعذ بالله انه سمیع علیم ان الذین اتقوا اذا مسهم طائف من الشیطان تذکروا فاذا هم مبصرون صریح فی امکان اعتراء الوسوسة للکاملین مع ارشاد الی علاجه بالاستعاذة وتذکر امر الله ونهیه۔

قوله تعالیٰ واما ینزغنک من الشیطان نزغ فاستعذ بالله انه سمیع علیم ان الذین اتقوا اذا مسهم طائف من الشیطان تذکروا فاذا هم مبصرون ترجمہ (اور اگر آپ کو کوئی وسوسہ شیطان کی طرف سے آنے لگے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے بلاشبہ وہ خوب سننے والا خوب جاننے والا ہے یقیناً جو لوگ خدا ترس ہیں جب ان کو کوئی خطرہ شیطان کی طرف سے آجاتا ہے تو وہ یاد میں لگ جاتے ہیں سو یکایک ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں) اس میں کاملوں کو وسوسہ آنے کے امکان کی مع اس کے علاج یعنی استعاذہ اور تذکر امر و نہی کی تصریح ہے۔

قوله تعالیٰ واذا لم تأتهم بآیة قالوا لولا اجتبیتها قل انما اتبع ما یوحی الی من ربی نص فی کون الامور

قوله تعالیٰ واذا لم تأتهم بآیة قالوا لولا اجتبیتها قل انما اتبع ما یوحی الی من ربی ترجمہ (اور جب آپ

الامور الغيبية غير اختيارية فلا تكون علامة للكمال وانما العلامة كمال اتباع الوحي فاستقراء الخوارق مع اتباع الشرع جهل۔

کوئی معجزہ ان کے سامنے ظاہر نہیں کرتے تو وہ لوگ کہتے ہیں کہ آپ معجزہ کیوں نہ لائے آپ فرما دیجئے کہ میں اس کا اتباع کرتا ہوں جو مجھ پر میرے رب کی طرف سے حکم بھیجا گیا ہے) اس میں

تشریح یہ ہے کہ امور غیبیہ غیر اختیاری ہیں اس لئے وہ کمال کی علامت بھی نہ ہوں گی بڑی علامت کمال اتباع ہے وحی کا اس کے ہوتے ہوئے کرامات کی تلاش جہل ہے۔

قوله تعالیٰ واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا عن مجاهد ان الاية في الصلوة والخطبة يوم الجمعة كذا في الروح وفي حكم الخطبة ارشاد الشيخ فينبغي للمريد استماعه والانصات له

قوله تعالیٰ واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا ترجمہ (اور جب قرآن پڑھا جایا کرے تو اس کی طرف کان لگا دیا کرو اور خاموش رہا کرو) مجاہد سے مروی ہے کہ آیت صلوۃ و خطبہ جمعہ کے باب میں ہے اور خطبہ کے حکم میں شیخ کا ارشاد بھی ہے پس مرید کو اس وقت خاموش ہو کر سننا چاہئے۔

قوله تعالیٰ واذكر ربك في نفسك تضرعا وخيفة ودون الجهر من القول الاول الخفي والثاني الجهر المعتدل الذي هو دون الجهر المفرط كما في الروح والمراد بالجهر رفع الصوت المفرط وبما دونه نوع آخر من الجهر وفيه باب الاشارة وذكروا ان حال المبتدي والسالك منوطة براي الشيخ فانه طبيب لامراض القلوب فهو اعرف بالعلاج فقد يرى له رفع الصوت بالذكر علاجا حيث توقف قطع الخواطر وحديث النفس عليه اه وقوله ولا تكن من الغافلين في مقابلة قوله واذكر يدل على ان احد انواع الذكر عدم الغفلة وهو الفكر ولو لم يكن فيه حركة باللسان اصلا لا خفيا ولا جليا

قوله تعالیٰ واذكر ربك في نفسك تضرعا وخيفة ودون الجهر من القول ترجمہ (اور اے شخص اپنے رب کی یاد کیا کر اپنے دل میں عاجزی کے ساتھ اور خوف کے ساتھ اور زور کی آواز کی نسبت کم آواز کے ساتھ) اول ذکر خفی ہے دوسرا جہر معتدل ہے (جیسا اس کی تقریر ال میں ہے) ولا تکن من الغافلین سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک قسم ذکر کی یہ بھی ہے کہ غفلت نہ ہو یعنی فکر ہو اگرچہ اس میں حرکت زبان کی اصلا نہ ہو نہ خفی اور نہ جلی اور ... باب اشارہ میں ہے کہ ... معاملہ شیخ کی رائے پر ہے کبھی وہ جہر تجویز کرتا ہے اور علاج وہی جانتا ہے۔

قوله تعالیٰ ان الذين عند ربك لا يستكبرون عن عبادته ويسبحونه الخ في تقديم تبريهم عن الاستكبار على سائر الطاعات دلالة على ان علاج الكبر كانه شرط لباقي الاصلاح۔

قوله تعالیٰ ان الذين عند ربك لا يستكبرون عن عبادته ويسبحونه الخ ترجمہ (یقیناً جو تیرے رب کے نزدیک ہیں وہ اس کی عبادت سے تکبر نہیں کرتے اور اس کی پاکی بیان کرتے ہیں اور اس کو سجدہ کرتے ہیں) تکبر سے بری ہونے کے دوسری طاعات پر مقدم کرنے میں اس پر دلالت ہے کہ زوال کبر باقی اصلاح کی گویا شرط ہے۔

تمت سورة الاعراف

سورۂ اعراف تمام ہوئی

(۴۰)

ملحقہ من رسالۃ التائید المذکورۃ فی آخر التمہید

سورۃ الاعراف

قولہ تعالیٰ قل امر ربی بالقسط ای بالعدل وھو ان لا تمیل الی شیء سوی اللہ تعالیٰ

قولہ تعالیٰ۔ وادعوہ مخلصین لہ الدین قال بعض المشائخ الاخلاص نسیان رؤیۃ الخلق لدوام النظر الی الخالق۔

قولہ تعالیٰ کلوا واشربوا ولا تسرفوا ای خذوا من الدنیا ستر العورۃ وسد الجوعۃ فحسب الا ان یؤذیکم الحر والبرد فالبسوا ما یدفع اثر الحر والبرد ولا تزیدوا علی ذلک تنعما من لین اللباس وطیب الطعام ولا تجملا ولا تفاخرا علی الفقراء فانہ اسراف۔

قولہ تعالیٰ والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ فی البلد الطیب (ویدخل فی عمومہ) نفس المؤمن وفیہ بیان لظہور ما فیہ استعداد بالذکر والطاعۃ

قولہ تعالیٰ فاذکروا آلاء اللہ لعلکم تفلحون امرہم بتذکر آلاء اللہ لکی یؤدی الی محبۃ اللہ فان القلوب مجبولۃ علی حب من احسن الیہا (وھو نوع من المراقبۃ)

قولہ تعالیٰ وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا

اضافہ

از رسالۃ تائید

سورۂ اعراف

قولہ تعالیٰ قل امر ربی بالقسط۔ عدل یہ ہے کہ تو کسی چیز کی طرف بجز اللہ کے مائل نہ ہو

قولہ تعالیٰ وادعوہ مخلصین لہ الدین بعض مشائخ نے فرمایا ہے کہ اخلاص یہ ہے کہ خالق پر علی الدوام نظر رکھنے کی وجہ سے خلق پر نظر کرنے کو فراموش کردے

قولہ تعالیٰ کلوا واشربوا ولا تسرفوا یعنی دنیا سے بقدر ستر ڈھانکنے کے اور بھوک روکنے کے لو اور بس مگر یہ کہ تم کو گرمی سردی تکلیف دے تو اسقدر اور پہن لو جو گرمی و سردی دفع کردے اور اس سے زیادتی مت کرو تنعم کے طور پر جیسے نرم لباسی اور خوش خوراکی اور نہ آرائش کے طور پر اور نہ غریبوں کے مقابلہ میں تفاخر کے طور پر کیونکہ یہ اسراف ہے

۳۴

قولہ تعالیٰ والبلد الطیب یخرج نباتہ باذن ربہ تو پاکیزہ شہر کے عموم میں داخل ہے) نفس مومن (اور اس آیت میں نفس مومن کے اندر جو استعداد ذکر و طاعت کی ہے اس کے ظہور کا بیان ہے)۔

قولہ تعالیٰ فاذکروا آلاء اللہ لعلکم تفلحون اللہ تعالیٰ نے ان کو نعمتوں کے یاد کرنے کا اس لئے حکم دیا کہ وہ یاد کرنا محبت الٰہی کا سبب بنجاوے کیونکہ اپنے محسن کی محبت قلوب کا امر جبلی ہے (اور یہ ایک قسم کا مراقبہ ہے۔)

قولہ تعالیٰ وما ارسلنا فی قریۃ من نبی الا اخذنا

اهلها بالبأساء والضراء لعلهم يضرعون فالله تعالیٰ يدعو عباده الی بابه لطفا فان ابوا فعنفا

قوله تعالیٰ فتم ميقات ربه اربعين ليلة وقال عليه السلام من اخلص لله تعالیٰ اربعين يوما فطريقتهم ماخوذ من هذه الاية والحديث

قوله تعالیٰ ساصرف عن اياتی الذين يتكبرون فی الارض بغير الحق ای عن كراماتی ومشاهداتی الذين يتكبرون علی عباد الله الفقراء والضعفاء والاولياء وهذه الاية دالة علی كون المتكبرين بغير حق محجوبين عما للاولياء والعرفاء وید ل ايضا علی ان التكبر نوعان بحق وبغير حق فالتكبر بالحق هو تكبر الفقراء علی الاغنياء والضعفاء علی الاقوياء والمؤمنين علی الكافرين قال الله تعالیٰ اذلة علی المؤمنين اعزة علی الكافرين

قوله تعالیٰ فرجع موسی الی قومه غضبان و ذلك دلالة علی جواز ان يغضب الشيخ المربی علی مريده

قوله تعالیٰ واتل عليهم نبأ الذی اتيناه اٰيٰتنا ای الكرامات منا فانسلخ منها اعلم ان الانسلاخ نوعان انسلاخ من خير الی شر وانسلاخ من شر الی خير وذلك هی تبدل هذه الصفات وهی الحقد والحسد والكبر واضرابها بصفات حميدة وهو الفناء واما الانسلاخ من خير الی شر هو العكس اليا لغ الی الابتداء بالمقامات والدرجات التی ارتقی فيها فينزل عنها واذا نزل الی ابتدائه وهو مقام الايمان فربما يبقی علی ذلك ومنهم من لا يبقی

اهلها بالباساء والضراء لعلهم يضرعون اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اپنی درگاہ کی طرف لطف سے بلاتا ہے پھر اگر وہ انکار کرتے ہیں تو سختی سے بلاتا ہے۔۔

قولہ تعالیٰ فتم میقات ربہ اربعین لیلۃ فرمایا نبی علیہ السلام نے جو شخص اللہ کی چالیس دن اخلاص سے عبادت کرے تو ان حضرات کا طریقہ (چلہ نشینی) اس آیت سے ماخوذ ہے

قولہ تعالیٰ ساصرف عن ایاتی الذین یتکبرون فی الارض بغیر الحق یعنی اپنی کرامتوں اور اپنے مشاہدوں سے ان لوگوں کو (دور رکھتا ہوں) جو خدا کے بندوں یعنی فقیروں اور کمزوروں اور ولیوں پر تکبر کرتے ہیں اور یہ آیت دال ہے ناحق تکبر کرنے والوں کے محجوب ہونے پر کمالات اولیاء و عارفین سے اور اسپر بھی دلالت کرتی ہے کہ تکبر دو قسم پر ہے بحق اور ناحق سو تکبر بحق غریبوں کا تکبر ہے امیروں پر اور کمزوروں کا زور مندوں پر اور مسلمانوں کا کافروں پر۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے نرم ہیں مسلمانوں کے مقابلہ میں سخت ہیں کافروں کے مقابلہ میں (اس سے مراد)

قولہ تعالیٰ فرجع موسیٰ الی قومہ غضبان یہ آیت دال ہے اسپر کہ شیخ مربی کو اپنے مرید پر غصہ کرنا جائز ہے (جب کوئی داعی ہو)

قولہ تعالیٰ واتل علیہم نبأ الذی آتیناہ آیاتنا جاننا چاہیئے کہ انسلاخ دو قسم پر ہے ایک خیر سے نکلنا شر کیطرف اور ایک شر سے نکلنا خیر کیطرف اور یہ دوسری قسم بدلجانا ان صفات کا یعنی کینہ اور حسد اور تکبر اور ان کے امثال کا صفات حمیدہ کے ساتھ اور فنا یہی ہے اور خیر سے شر کیطرف نکلنا یہ ہے کہ جو شخص مقامات اور درجات تک جسمیں وہ ترقی کر رہا ہے پہونچا ہو پھر ابتدا کی طرف لوٹ آوے اور ان مقامات سے اتر آوے اور جب ابتدا کیطرف سالک اترتا ہے اور وہ مقام ہے ایمان کا تو اکثر اوقات

۴۴

والعیاذ باللہ تعالیٰ حتے یتسافل ومنہم من
یسقط من اعلیٰ مقاماتہ بمرۃ واحدۃ الی اسفل
السافلین کاللعین ابلیس وبلعم بن باعوراء
ولو شئنا لرفعناہ بہا الی علیین وھذا
دلیل علی انہ تعالیٰ لم یرفعہ بعد الی درجات
المشاھدۃ لان الواصل لا یرجع والفانی لا یرد
ولکنہ اخلد الی الارض ای اختار الدنیا ورضی
بہ فانہ تعالیٰ بین ان نزولہ الی الاسفل انما
کان بکسبہ وسوء اختیارہ لنفسہ وھذا
ایضاً دلیل علی انہ کان بعد فی مقامات الکسب
والطریقۃ لان ما بعد الکسب لیس اختیاریا فلا
یقدر معہ علی الاخلاد الیہا وھذہ الآیۃ دالۃ
علی ان الولی لا ینبغی ان یامن ما دام حیا فی دار
التکلیف وبلوغہ الی ما بعد الکسب لا یعلم
بہ یقینا فعسیٰ لم یبلغ

اسی حالت پر باقی رہتا ہے اور بعضے اسپر بھی نہیں
ٹھیرتے یہاں تک کہ نعوذ باللہ اسفل السافلین یعنی کفر
تک گر جاتے ہیں اور ان میں سے بعضے دفعۃً ہی اسفل السافلین
تک گر جاتے ہیں جیسے ابلیس لعین اور بلعم باعورا ولو
شئنا لرفعناہ بہا یہ دلیل ہے اس امر کی کہ اللہ تعالےٰ
نے اسکو درجات مشاہدہ تک ہنوز نہیں بلند کیا تھا (کیونکہ
واصل راجع نہیں ہوتا اور فانی واپس نہیں ہوتا) ولکنہ
اخلد الی الارض یعنی دنیا کو اختیار کر لیا اور اسکے ساتھ
راضی ہو گیا سو اللہ تعالیٰ نے بیان فرما دیا کہ اس کا نیچے
اترنا اسکے عمل اور اسکے سوء اختیار سے تھا جو اس نے اپنے
نفس کے لیئے تجویز کیا تھا اور یہ اس کی بھی دلیل ہے کہ وہ
ہنوز مقامات کسب اور راستہ میں تھا (کیونکہ جو کسب کے بعد
حاصل ہوتا ہے وہ اختیاری نہیں تو اسکے ساتھ زمین کیطرف
مائل نہیں ہو سکتا) اور یہ آیت اس امر پر دال ہے کہ
ولی کو مامون ہونا مناسب نہیں جب تک وہ دار التکلیف
میں زندہ ہے (اور ما بعد الکسب تک پہونچنا یقیناً معلوم ہو نہیں سکتا تو کیا عجب کہ ہنوز پہونچا نہ ہو)

قولہ تعالیٰ لھم قلوب لا یفقھون بہا ولھم
اعین لا یبصرون بہا ولھم اذان لا یسمعون
بہا اعلم ان القلوب جمع واحدہا قلب وانہ یستعمل
لمسمیات کثیرۃ والاقرب الی افہام العوام قلب
البدن ثم قلب النفس فی قلب البدن ثم قلب الطف
فھو قلب النفس من قلب النفس ثم فی ھذا القلب
العقل والروح الذی نسمیہ سرا وھذا السر قلب
القلب الذی فیہ العقل ثم العقل والسر نوران
روحانیان ثم الخفی بعد ذلک سر السر وقلبہ و
عینہ فافہم (معطوف علی العقل والروح) فقولہ
تعالیٰ لھم قلوب لا یفقھون بہا عنی بالقلب

قولہ تعالیٰ لھم قلوب لا یفقھون بہا ولھم
اعین لا یبصرون بہا ولھم آذان لا یسمعون بہا
جاننا چاہیئے کہ قلوب جمع ہے اس کا واحد قلب ہے اور قلب بہت
معنی میں مستعمل ہوتا ہے اور قریب تر فہم عوام کے قلب بدن
ہے پھر قلب بدن میں قلب نفس ہے پھر ایک اور قلب ہے
جو قلب نفس سے بھی زیادہ لطیف ہے تو وہ قلب نفس کے اندر ہے
پھر اس قلب میں عقل اور روح ہے جسکو ہم سر کہتے ہیں
اور یہ سر اس قلب کا قلب ہے جسمیں عقل ہے پھر عقل اور سر
یہ دو روحانی نور ہیں پھر خفی ہے بعد اسکے جو سر السر ہے اور اسی
طرح اس کا دل اور اسکی آنکھ ہے خوب سمجھ لو اور قول اللہ
تعالیٰ کا ان کے ایسے دل ہیں جن سے وہ سمجھتے نہیں مراد

۳۵

الذی هو محل السر والعقل (لان قلب البدن کانوا یفقهون به مدرکاته) وقوله ولهم اعین وقوله لهم اذان انما اراد بذلک عیون القلب واذان القلب لانهم کانوا یسمعون ویبصرون بحواسهم الظاهرة اولٰئک کالانعام بل هم اضل لانه لیس للانعام والبهائم عیون واذان فی قلوبهم کما للانسان هذه العیون والاذان الباطنة ومع ذلک ضلوا فکانوا اضل من الانعام والبهائم (وثبت بهذا التقریر ما قالوا بوجود اللطائف فی الانسان)

یہ حضرات قائل ہیں یعنی وجود لطائف کا انسان میں)

قوله تعالیٰ ان ولیی اللہ الذی نزل الکتاب وهو یتولی الصلحین بزیادة التوفیق والعصمة والهدایة الی الحق ملا یتولی غیر الصالحین بل یکلهم الی انفسهم

قوله تعالیٰ ان الذین اتقوا اذا مسهم طٰئف من الشیطان تذکروا فاذا هم مبصرون یعنی اذا مسهم الشیطان بالوسوسة والتشویش وارسال الستور وارخاء الحجاب علی القلب تذکروا اللہ تعالیٰ وذکروا اسمه ثم اذا تذکروا وایردوا اللہ تعالیٰ عنهم ویرفع حجبه ویبصر قلب الذاکر وان ابلغ کلمة الذکر فی افادة تصفیة السر انما هو کلمة لا اله الا اللہ وانه مجرب

قوله تعالیٰ واذکر ربک فی نفسک ای بقلبک لان النفس باطن فالذکر فیه یکون باطنا ضرورة

تمت الملحقة

اس سے وہ قلب ہے جو محل سر عقل ہو (اسلئے کہ قلب بدن سے تو وہ اسکے مدرکات کو سمجھتے تھے) اور قول اللہ تعالیٰ کا اور اُن کی ایسی آنکھیں ہیں اور قول اللہ تعالیٰ کا اُنکے ایسے کان ہیں مراد ان سے قلب کی آنکھیں اور قلب کے کان ہیں وجہ اسکی یہ کہ وہ حواس ظاہرہ سے تو سنتے دیکھتے تھے۔ اولٰئک کالانعام بل هم اضل کیونکہ چوپائے اور جانوروں کے دلوں میں آنکھیں اور کان نہیں جیسا کہ انسان میں یہ آنکھ اور کان باطنی ہیں اور باوجود اسکے یہ لوگ بے راہ ہوگئے تو چوپایوں اور جانوروں سے بھی زیادہ بے راہ ٹھیرے (اور اس تقریر سے وہ ثابت ہوگیا جسکے

قوله تعالیٰ ان ولیی اللہ الذی نزل الکتاب وهو یتولی الصالحین زیادہ توفیق دیکر اور حفاظت فرما کر اور ہدایت الی الحق فرما کر اتنی اُن لوگوں کی کارسازی نہیں کرتا جو نیک نہیں ہیں بلکہ انکو انکے نفوس کے حوالہ کر دیتا ہے

قوله تعالیٰ ان الذین اتقوا اذا مسهم طٰئف من الشیطان تذکروا فاذا هم مبصرون یعنی جب اُن کو شیطان چھوتا ہے وسوسہ ڈال کر اور پریشان کرکے اور پردے اور حجاب قلب پر ڈال کر تو وہ اللہ کا ذکر کرتے ہیں اور اُس کا نام لیتے ہیں پھر جب وہ ذکر کرتے ہیں تو اللہ تعالیٰ اُن سے وہ پردے دور کر دیتا ہے اور اُٹھا دیتا ہے اور قلب ذاکر کو بینا کر دیتا ہے اور کلمات ذکر میں سب سے زیادہ مفید تصفیہ سر میں کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہے اور یہ مجرب ہے

قوله تعالیٰ واذکر ربک فی نفسک یعنی اپنے دل سے کیونکہ نفس باطن ہے پس جو ذکر اسمیں ہوگا وہ بھی ظاہر بات ہے کہ باطن ہوگا

تمام ہوا ضمیمہ

۳۶

سُورَۃ الانفال

قولہ تعالیٰ انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم واذا تلیت علیھم اٰیاتہ زادتھم ایمانا وعلی ربھم یتوکلون الذین یقیمون الصلوٰۃ ومما رزقناھم ینفقون اولئک ھم المومنون حقا الاٰیۃ جمعت الاٰیۃ بین جمیع اوصاف السالکین من الحال وھی الوجل والعقائد وھی الایمان والعمل الباطنی وھو التوکل والاعمال الظاھرۃ من الصلوٰۃ والانفاق ونص علی ان الایمان الکامل ھو الجمع بین جمیعھا فثبت کون الصوفیۃ کاملین فی الایمان لجمعھم جمیعھا۔

قولہ تعالیٰ کما اخرجک ربک من بیتک بالحق وان فریقا من المومنون لکارھون **وقولہ تعالیٰ** وتودون ان غیر ذات الشوکۃ تکون لکم دل الاول علی کون بعض النفع فی صورۃ الضرر والثانی علی کون بعض الضرر فی صورۃ النفع ویعرفہ العارفون فی احوالھم ومعاملاتھم کل حین والمسئلۃ معروفۃ عندھم بعنوان اللطف فی صورۃ القھر والقھر فی صورۃ اللطف

قولہ تعالیٰ وما جعلہ اللہ الا بشری لتطمئن بہ قلوبکم وما النصر الا من عند اللہ دل علی ان فی الاسباب حکمۃ مع کون الاسباب غیر موثرۃ حقیقۃ وکون المسببات کلھا من اللہ تعالیٰ

قولہ تعالیٰ اذ یغشیکم النعاس فی الروح وھدء القوی البدنیۃ والصفات النفسانیۃ بنزول السکینۃ امنۃ منہ ای امن من عندہ سبحانہ وتعالیٰ

سورۃ الانفال

قولہ تعالیٰ انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبھم الی قولہ ھم المومنون حقا۔ ترجمہ: بس ایمان والے تو ایسے ہوتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا ذکر آتا ہے تو ان کے قلوب ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ کی آیتیں ان کو پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ آیتیں ان کے ایمان کو اور زیادہ کر دیتی ہیں اور وہ لوگ اپنے رب پر توکل کرتے ہیں جو کہ نماز کی پابندی کرتے ہیں اور ہم نے ان کو جو کچھ دیا ہے وہ اس میں سے خرچ کرتے ہیں سچے ایمان والے یہ لوگ ہیں۔

یہ آیت جامع ہے اوصاف سالکین کی یعنی حال بھی کہ وجل ہے اور عقائد بھی کہ ایمان ہے اور عمل باطنی بھی کہ توکل ہے اور عمل ظاہر بھی کہ صلوٰۃ اور انفاق ہے اور اس پر نص ہے کہ ایمان کامل ان سب اوصاف کو جمع کرنا ہے اور چونکہ صوفیہ ان سب اوصاف کے جامع ہیں اس سے ان کا کامل الایمان ہونا ثابت ہو گیا۔

قولہ تعالیٰ کما اخرجک ربک من بیتک بالحق وان فریقا من المومنون لکارھون۔ ترجمہ: جیسا آپ کے رب نے آپ کے گھر سے مصلحت کے ساتھ آپ کو روانہ کیا اور مسلمانوں کی ایک جماعت اس کو گراں سمجھتی تھی

وقولہ تعالیٰ وتودون ان غیر ذات الشوکۃ تکون لکم۔ کہ نہ تمہارا ہاتھ آ جاوے گی اور تم اس تمنا میں تھے کہ غیر مسلح جماعت تمہارے ہاتھ آ جاوے۔

آیت اول سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی نفع بصورت ضرر ہوتا ہے اور ثانی سے معلوم ہوتا ہے کہ کبھی ضرر بصورت نفع ہوتا ہے اور عارفین اس کو ہر وقت اپنے معاملات اور احوال میں مشاہدہ کرتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ وما جعلہ اللہ الا بشری ولتطمئن بہ قلوبکم وما النصر الا من عند اللہ۔ ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ نے یہ امداد محض اس لئے کی کہ بشارت ہو اور تاکہ تمہارے دلوں کو قرار ہو اور نصرت صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے... اس پر دال ہے کہ باوجود اسباب کے غیر موثر ہونے اور مسببات کے منجانب اللہ ہونے کے بھی اسباب میں حکمتیں ہیں

قولہ تعالیٰ اذ یغشیکم النعاس امنۃ منہ۔ ترجمہ: اس وقت کو یاد کرو جبکہ اللہ تم پر اونگھ کو طاری کر رہا تھا یعنی نزول سکینہ سے قویٰ بدنیہ و صفات نفسانیہ کا سکون امنۃ منہ اپنی طرف سے چین دینے کو یعنی حق تعالیٰ کی طرف سے امن دینے کو

ویُنزل علیکم من السماء ماءً لیطهرکم به ویذهب عنکم رجز الشیطان وبسوسته وتخویفه ولیربط علی قلوبکم ای یقویها بقوۃ الیقین ویسکن جاشکم ویثبت به الاقدام اذ الشجاعة وثبات الاقدام فی المخاوف من ثمرات قوۃ الیقین اھ ففی الآیة اثبات لکثیر مما اعتبرہ الصوفیة

علیکم من السماء ماءً لیطهرکم به ویذهب عنکم رجز الشیطان ترجمہ اور تم پر آسمان سے پانی برسا رہا تھا تاکہ اس پانی کے ذریعہ سے تم کو پاک کردے اور تم سے شیطانی وسوسہ کو دفع کردے یعنی شیطان کا وسوسہ اور تخویف ولیربط علی قلوبکم ترجمہ اور تمہارے دلوں کو مضبوط کردے یعنی قوۃ یقین سے قلب کو قوی فرمادے اور تمہارے قلب کو قرار بخشے ویثبت به الاقدام

وجہ یہ کہ خوفناک مواقع میں شجاعت وثابت قدمی قوۃ یقین کے ثمرات سے ہے کذا فی الروح پس آیت میں چند امور کا اثبات ہے جو صوفیہ کے نزدیک معتبر ہیں۔

قوله تعالیٰ فلم تقتلوهم ولکن الله قتلهم وما رمیت اذ رمیت ولکن الله رمی فی الروح باب الاشارۃ (وهی کالصراحة) فلم تقتلوهم ولکن الله قتلهم تادیب منه سبحانه لاهل بدر وهدایة لهم الی فناء الافعال حیث سلب الفعل عنهم بالکلیة وتشبیه هذا من وجهٍ قوله تعالیٰ وما رمیت اذ رمیت ولکن الله رمی والفرق انه لما کان النبی صلی الله علیه وسلم فی مقام البقاء بالحق سبحانه نسب الیه الفعل بقوله تعالیٰ اذ رمیت مع سلبه عنه بما رمیت واثباته لله تعالیٰ فی حیز الاستدراک لیفید معنی التفصیل فی معنی الجمع فیکون الرامی محمدا صلی الله علیه وسلم بالله تعالیٰ لا بنفسه ولعلو مقامه صلی الله علیه وسلم وعدم کونهم فی ذلک المقام الارفع نسب سبحانه الیه صلی الله علیه وسلم ما نسب ولم ینسب الیهم رضی الله تعالیٰ عنهم من الفعل شیئًا وهذا احد اسرار تغیر الاسلوب فی الجملتین حیث لم ینسب فی الاولی ونسب فی الثانیة اھ

قوله تعالیٰ فلم تقتلوهم ولکن الله قتلهم وما رمیت اذ رمیت ولکن الله رمی ترجمہ سو تم نے ان کو قتل نہیں کیا لیکن اللہ تعالیٰ نے ان کو قتل کیا اور آپ نے خاک کی مٹھی نہیں پھینکی لیکن اللہ تعالیٰ نے وہ پھینکی۔ روح میں ہے کہ پہلے جملہ میں فناء افعال کی طرف ہدایت ہے کہ ان سے فعل کو بالکلیہ سلب کرلیا گیا اور دوسرے جملہ میں فناء کے ساتھ بقاء کی طرف بھی اشارہ ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقام بقاء پر تھے اسی لئے رمیت کی نسبت ثابت بھی کی گئی ہے اور اس کی نفی بھی کی گئی ہے اور لکن اللہ رمی میں اشارہ ہے کہ آپ بنفسہ رامی نہ تھے بلکہ رامی باللہ تھے اور چونکہ صحابہ (اس وقت) اس مقام میں نہ تھے تو ان کی طرف کوئی فعل منسوب نہیں کیا گیا اھ

قوله تعالیٰ وان الله مع المؤمنین فیه اثبات المعیة

قوله تعالیٰ وان الله مع المؤمنین ترجمہ اور واقعی بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے ساتھ ہے۔ اس میں معیت کا اثبات ہے

قوله تعالیٰ ولو علم الله فیهم خیرا استعدادا صالحا لاسمعهم سماع تفهم ولو اسمعهم مع عدم علم الخیر فیهم لتولوا ولم ینتفعوا به

قوله تعالیٰ ولو علم الله فیهم خیرا یعنی استعداد لاسمعهم مراد سماع تفہم ہے ولو اسمعهم یعنی باوجود عدم علم بالخیر یعنی عدم خیر کے لتولوا یعنی منتفع نہ ہوں

وارتدا واذ شأن العارض الزوال وهم معرضون بالذات کذا فی الروح وکذا ما بعدہ من قولہ تعالیٰ واعلموا ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ فیزول الاستعداد فانتهز والفرصة کذا فی الروح

کیونکہ عارض کی شان یہی ہوتی ہے کہ زائل ہو جاتا ہے وہم معرضون یعنی بالذات اہ کذا فی الروح (پس اسمیں اثبات ہے مسئلہ استعداد کا) اور اسیطرح بعد آنیوالا قولہ ان اللہ یحول بین المرء وقلبہ کا حاصل بھی یہی ہے کہ پھر استعداد زائل ہو جاوے گی اسلئے فرصت کو غنیمت سمجھو کذا فی الروح۔

قولہ تعالیٰ واتقوا فتنة لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصة بل تشملهم وغیرهم بشؤم الصحبة کذا فی الروح ای مع المداهنة یعنی جب مداہنت ہو۔

قولہ تعالیٰ واتقوا فتنة لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصة ترجمہ اور تم ایسے وبال سے بچو کہ جو خاص انہیں لوگوں پر واقع نہ ہوگا جو تم میں ان گناہوں کے مرتکب ہوئے ہیں یعنی بلکہ انکو اور دوسروں کو بوجہ شوم صحبت کے شامل ہوگا

قولہ تعالیٰ وما کانوا اولیاءہ ان اولیاءہ الا المتقون فی الروح رجوع الضمیرین الی المسجد هو المتبادر المروی عن ابی جعفر والحسن وقیل هما راجعان الیہ تعالیٰ ویفسر المتقون حینئذ مما هو اخص من المسلمین لان ولایة اللہ تعالیٰ لابد فیها ایضا من المرتبة الثانیة من التقوی وان وجد المرتبة منها فالولایة ولایة کبری وهذا ما نعرفه من نصوص الشریعة المطهرة وغالب الجهلة الیوم

قولہ تعالیٰ وما کانوا اولیاءہ ان اولیاءہ الا المتقون ترجمہ حالانکہ وہ لوگ اس مسجد کے متولی نہیں اسکے متولی سوا متقیوں کے اور کوئی بھی اشخاص نہیں۔ بعض کے نزدیک اللہ تعالیٰ کی طرف ضمیر راجع ہے پس تقویٰ کا شرط ولایت ہونا منصوص ہے اور دوسری آیت سورۂ یونس کی الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیهم بلا دوسرے احتمال کے اسمیں نص ہے آجکل تارکین شریعت کو ولی سمجھا جاتا ہے۔ انا للہ

علی ان الولی هو المجنون ویعبرون عنه بالمجذوب وکلما اطبق جنونه وکثر هذیانه واستقذرت النفوس السلیمة احواله کانت ولایته اکمل وتصرفه فی ملک اللہ تعالیٰ اتم وبعضهم یطلق الولی علیه وعلی من ترک الاحکام الشرعیة ومرق من الدین المحمدی وتکلم بکلمات القوم وتزیا بزیهم ولیس منهم فی عیر ولا نفیر الی قوله وکذا الکلام فیهم الشیخ الاکبر قدس سرہ فی الفتوحات بنحو ذلک الی الماء یسعی من یغص بلقمة الی این یسعی من یغص بماء اہ وان لم ترض یکون ذلک المضمون تحت هذہ الآیة لکون هذا الارجاع مرجوحا فاجعله تحت آیة سورة یونس من قوله تعالیٰ الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیهم ولا هم یحزنون الذین آمنوا وکانوا یتقون فان فیها نصا علی کون ولایة اللہ تعالیٰ خاصة بالمتقین

قولہ تعالیٰ اذ یریکهم اللہ فی منامک قلیلا دل علی اخفاء اللہ تعالیٰ بعض الواقعات فی بعض الاوقات

قولہ تعالیٰ اذ یریکهم اللہ فی منامک قلیلا ترجمہ وہ وقت بھی قابل ذکر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آپکے خواب میں آپ کو

عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم فما ظنک بغیرہ صلے اللہ علیہ وسلم فما بال من یعتقد اعدم تجویزہ فی شیخہ وجزمہ یکشفہ ومنامہ وھذا کان فی المنام وکذا یمکن ان یکون فی الیقظۃ کما فی آیۃ بعدھا واذ یریکموھم اذ التقیتم فی اعینکم قلیلا ویقللکم فی اعینھم

(وہ لوگ کم دکھلائی) آیت سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ بعض اوقات بعض واقعات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی مخفی فرما لیتے ہیں اور غیر نبی کا تو کیا ذکر ہے (جیسا اس واقعہ میں ہوا کہ کفار تھے تو زیادہ اور حضور پر منکشف ہوئے کم) سو اس شخص کا کیا حال ہے جو اس کو اپنے شیخ کے لئے جائز نہ سمجھے اور اسکے کشف اور خواب پر جزم کرلے اور یہ واقعہ تو منام میں تھا اور ایسا ہی بیداری میں ممکن ہے جیسا اسکے بعد والی آیت میں مذکور ہے واذ یریکموھم اذ التقیتم فی اعینکم قلیلا ویقللکم فی اعینھم

قولہ تعالیٰ ولا تکونوا کالذین خرجوا من دیارھم

بطرا ورئاء الناس الخ فی الروح نھی المومنین ان یکونوا امثالھم فی البطر والریاء وامرھم بان یکونوا اھل تقوی واخلاص فیہ عن بعضھم حذر اللہ تعالیٰ بھذہ الآیۃ اولیاءہ عن مشابھۃ اعدائہ اھ

قولہ تعالیٰ ولا تکونوا کالذین خرجوا من دیارھم بطرا ورئاء الناس الخ ترجمہ (اور ان لوگوں کے مشابہ مت ہونا کہ جو اپنے گھروں سے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو دکھلاتے ہوئے نکلے اور لوگوں کو اللہ کے رستہ سے روکتے تھے) اس میں مسلمانوں کو بطر اور ریا میں انکے مشابہ ہونے سے نہی کی گئی ہے پس اولیاء کو اعداء کی مشابہت سے ممانعت ہوئی۔

قولہ تعالیٰ۔ فلما تراءت الفئتان نکص علی عقبیہ

وقال انی بریٔ منکم انی اریٰ مالا ترون انی اخاف اللہ فی روح المعانی ناسبا الی ابن عباس والکلبی والسدی وغیرھم تمثل لھم ابلیس بصورۃ سراقۃ بن مالک الکنانی وکان من اشراف کنانۃ الی آخر القصۃ قلت فدلت الآیۃ علی مسائل الاول ان ابلیس قد یترک وسوسۃ الذنب کما ترک فی ھذا الوقت ما وسوس اولا بقولہ لا غالب لکم الیوم من الناس وانی جار لکم وھذا الترک انما یکون اذا رایٔ ان الانسان یذنب بلا وسوسۃ والثانی امکان الکشف لاھل الباطل حیث کوشف برؤیۃ الملئکۃ والثالث جواز التمثل حیث تمثل بصورۃ کنانۃ والرابع ان الخوف الطبعی من اللہ تعالیٰ لا یغنی شیئا انما المطلوب الخوف الایمانی وفی الروح ایضا لکن ترک الوسوسۃ انما یکون حسنا اذا کان اجلالا وحیاء من اللہ تعالیٰ لا خوفا من البطش فقط وھو لم یخف الا کذلک اھ

قولہ تعالیٰ فلما تراءت الفئتان نکص علی عقبیہ وقال انی بریٔ منکم انی اریٰ مالا ترون انی اخاف اللہ ترجمہ (پھر جب دونوں جماعتیں ایکدوسرے کے مقابل ہوئیں تو وہ الٹے پاؤں بھاگا اور یہ کہا کہ میرا تم سے کوئی واسطہ نہیں میں ان چیزوں کو دیکھ رہا ہوں جو تم کو نظر نہیں آتیں میں تو خدا سے ڈرتا ہوں) اس واقعہ میں ابلیس سراقہ بن مالک کنانی کی صورت میں متمثل ہوگیا تھا پس آیت میں کئی مسئلوں پر دلالت ہے اول ابلیس کبھی گناہ کی وسوسہ کو ترک بھی کردیتا ہے جیسا اس قصہ میں اول وسوسہ لا غالب لکم الیوم من الناس وانی جار لکم پھر انی بریٔ منکم کہکر اسکو ترک کردیا اور یہ ترک اسوقت ہوتا ہے جب یہ سمجھا ہو کہ بدون میرے وسوسہ کے بھی انسان گناہ کرلیگا دوسرا مسئلہ اہل باطل کیلئے کشف کا ممکن ہونا چنانچہ ابلیس کو ملائکہ مکشوف ہوئے جسکی خبر اس قول میں دی گئی انی اریٰ مالا ترون تیسرا مسئلہ تمثل کا امکان جیسا وہ کنانہ کی صورت میں متمثل ہوا چوتھا مسئلہ خدا تعالیٰ سے خوف طبعی کا کافی نہ ہونا جیسا شیطان کا خوف تھا اور اس نے انی اخاف اللہ کہا مطلوب خوف ایمانی ہے۔

قولہ تعالیٰ ذلك بان الله لم يك مغيرا نعمة انعمها على قوم حتى يغيروا ما بانفسهم دخل في عمومه ما اذا انقطع عن السالك الانوار والبركات المقصودة اذا اصدر عنه المعصية او ترك شيئا من الطاعة وفي روح المعاني من باب الاشارة اي حتى يفسد واستعدادهم فلا تبقى لهم مناسبة للخير وحينئذ يغير سبحانه النعمة الى النقمة لطلبهم اياها بلسان الاستعداد

الا ان الله تعالى اكرم من ان يسلب نعمة شخص مع بقاء استحقاقه فيه اهـ قلت ويكون فساد الاستعداد باحد الامرين اما صدور المعصية واما ترك الطاعة فآل الى ما قلت

قولہ تعالیٰ ذٰلک بانّ اللہ لم یک مغیرًا نعمۃ انعمہا علی قوم حتی یغیروا ما بانفسہم (ترجمہ: یہ بات اس سبب سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی ایسی نعمت کو جو کسی قوم کو عطا فرمائی ہو نہیں بدلتے جب تک کہ وہی لوگ اپنے ذاتی اعمال کو نہیں بدل ڈالتے) اس کے عموم میں وہ صورت بھی داخل ہو گئی کہ جب سالک سے کوئی معصیت صادر ہو جاتی ہے یا کوئی طاعت ترک ہو جاتی ہے تو اس سے انوار و برکات مقصودہ منقطع ہو جاتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ واما تثقفنهم في الحرب فشرد بهم من خلفهم الى قوله واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدو الله دل على ان تدبير السياسة لا ينافي الكمال في الباطن كما هو زعم الغلاة من اهل الرهبانية

قولہ تعالیٰ فاما تثقفنہم فی الحرب فشرد بہم من خلفہم الی قولہ واعدوا لہم ما استطعتم من قوۃ و من رباط الخیل ترہبون بہ عدو اللہ (ترجمہ: سو اگر آپ لڑائی میں ان لوگوں پر قابو پائیں تو ان کے ذریعہ سے اور لوگوں کو جو کہ ان کے علاوہ ہیں منتشر کر دیجئے تاکہ وہ لوگ سمجھ جاویں اور اگر آپ کو کسی قوم سے خیانت کا اندیشہ ہو تو آپ وہ عہد [illegible] واپس کر دیجئے کہ آپ اور وہ برابر ہو جائیں بلاشبہ اللہ تعالیٰ خیانت کرنے والوں کو پسند نہیں کرتے اور کافر لوگ اپنے کو یہ خیال نہ کریں کہ وہ بچ گئے یقیناً وہ لوگ عاجز نہیں کر سکتے اور ان کافروں کے لئے جسقدر تم سے ہو سکے ہتھیار اور پلے ہوئے گھوڑوں سے سامان درست رکھو کہ اس کے ذریعہ سے تم رعب جمائے رکھو ان پر جو اللہ کے دشمن ہیں) اس میں دلالت ہے کہ سیاسی تدابیر کمال باطنی کے منافی نہیں جیسا بعض غلاۃ اہل رہبانیت خیال کرتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ لو انفقت ما في الارض جميعا ما الفت بين قلوبهم دل على ان القاء صفة من الصفات المحمودة في قلب المريد ليس باختيار الشيخ

قولہ تعالیٰ لو انفقت ما فی الارض جمیعًا ما الفت بین قلوبہم (ترجمہ: اگر آپ دنیا بھر کا مال خرچ کرتے تب بھی ان کے قلوب میں اتفاق پیدا نہ کر سکتے) اس میں دلالت ہے کہ قلب میں کسی صفت محمودہ کا پیدا کرنا اختیار شیخ نہیں۔

قولہ تعالیٰ الآن خفف الله عنكم وعلم ان فيكم ضعفا يؤخذ منه ان الضعف مناط التخفيف فعلى الشيخ ان لا يأمر الضعيف بالمجاهدة فوق طاقته

قولہ تعالیٰ الآن خفف اللہ عنکم وعلم ان فیکم ضعفا (ترجمہ: اب اللہ تعالیٰ نے تم پر تخفیف کر دی اور معلوم کر لیا کہ تم میں ہمت کی کمی ہے) اس سے مستنبط ہوتا ہے کہ ضعف مدار تخفیف

ہے پس شیخ پر لازم ہے کہ ضعیف کو مجاہدہ قویہ نہ بتلاوے

قولہ تعالیٰ ماکان لنبی ان یکون لہ اسریٰ حتی یثخن فی الارض الخ لما جاز علی المعصوم الخطأ فی الاجتہاد فکیف بغیر المعصوم فما اقبح غلو بعضہم من اعتقاد امتناع الخطأ من شیوخہم قائلا ان کل ما صدر عنہم ولو کان معصیۃ یکون فیہ سر غامض ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم ولو قیل یکون فیہ شر کان اصدق مما قیل فیہ سر۔

قولہ تعالیٰ لولا کتٰب من اللہ سبق لمسکم الخ العتاب علی الخطأ فی الاجتہاد الذی ورد فیہ ان من اجتہد وخطأ فلہ اجر دلیل لصحۃ ما قالوا ان حسنات الابرار سیئات المقربین

قولہ تعالیٰ ان یعلم اللہ فی قلوبکم خیرا یؤتکم خیرا مما اخذ منکم ویغفر لکم دل علی ان الطاعۃ یودی الی برکات الدنیا والاٰخرۃ سواء کانت فی صورۃ المال او فی صورۃ حال من احوال اہل الکمال و لاجر الاٰخرۃ اکبر

قولہ تعالیٰ ماکان لنبی ان یکون لہ اسریٰ حتی یثخن فی الارض (ترجمہ نبی کی شان کے لایق نہیں کہ اُن کے قیدی باقی رہیں جبتک کہ وہ زمین میں اچھی طرح خونریزی نہ کرلیں) جب معصوم پر خطأ فی الاجتہاد جائز ہے تو غیر معصوم کا تو کیا پوچھنا پس شیوخ پر امتناع خطا کا اعتقاد اور ان کی معصیت میں بھی سر غامض کا اعتقاد کس درجہ غلو قبیح ہے۔

قولہ تعالیٰ لولا کتٰب من اللہ سبق لمسکم الخ (ترجمہ اگر خدا تعالیٰ کا ایک نوشتہ مقدر نہ ہوچکتا تو جو امر تم نے اختیار کیا ہے اُس کے بارہ میں تم پر کوئی بڑی سزا واقع ہوتی) جس خطا اجتہادی پر اجر وارد ہے اُس پر عتاب اُس مقولہ کی صحت کی دلیل ہے حسنات الابرار سیئات المقربین۔

قولہ تعالیٰ ان یعلم اللہ فی قلوبکم خیرا یؤتکم خیرا مما اخذ منکم ویغفر لکم (ترجمہ اگر اللہ تعالیٰ کو تمہارے قلب میں ایمان معلوم ہوگا تو جو کچھ تم سے لیا گیا ہے اُس سے بہتر تم کو دیدیگا اور تم کو بخشدیگا) اس میں دلالت ہے کہ طاعت سے دنیا اور آخرت دونوں کے برکات حاصل ہوتے ہیں خواہ مال کی صورت میں یا باطنی احوال کی صورت میں۔

تمت سورۃ الانفال

ملحقۃ من رسالۃ التائید المذکورۃ فی اٰخر التمھید

سورۃ الانفال

سورہ انفال ختم ہوئی

اضافہ از رسالہ تائید

سورۂ انفال

۲۵۳ امکان الخطأ من الشیوخ

۲۵۴ اصل قولہم حسنات الابرار سیئات المقربین

۲۵۵ ترتب برکات الدنیا علی الطاع

قولہ تعالیٰ انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ الیٰ قولہ ورزق کریم نزلت فیما یختص بالصوفیۃ و یختص الصوفیہ بہ من احوال القلوب

قولہ تعالیٰ انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ الیٰ قولہ ورزق کریم یہ آیت اُن چیزوں کے ذکر میں نازل ہوئی جو صوفیہ کے ساتھ خاص ہیں اور صوفیہ اُن کیساتھ خاص ہیں اور وہ احوال قلوب ہیں۔

انتہت الملحقۃ

اضافہ تمام ہوا

سورۃ التوبۃ

سورۃ التوبہ

قولہ تعالیٰ واکثرھم فاسقون اشتروا بآیت اللہ ثمنا قلیلا فی الروح والجملۃ المتاخرۃ کما قال العلامۃ الطیبی مستانفۃ کالتعلیل بقولہ تعالیٰ واکثرھم فاسقون فیہ ان من فسق وتمرد کان سببہ مجرد اتباع الشھوات و الرکون الی اللذات اھ

قولہ تعالیٰ واکثرھم فاسقون اشتروا بآیت اللہ ثمنا قلیلا (ترجمہ اور اُن میں زیادہ آدمی شریر ہیں اُنہوں نے احکام الٰہیہ کے عوض متاع ناپائدار کو اختیار کر رکھا ہے) دوسرا جملہ مستانفہ ہے بطور تعلیل جملہ سابقہ کے پس اس میں دلالت ہے کہ اتباع شہوات اور میلان الی اللذات سبب ہوجاتا ہے فسق وتمرد کا

قولہ تعالیٰ ویشف صدور قوم مومنین ویذھب غیظ قلوبھم فیہ بقاء الامور الطبعیۃ فی الکاملین و ان بعض آثارھا مطلوب

قولہ تعالیٰ ویشف صدور قوم مومنین ویذھب غیظ قلوبھم (ترجمہ اور بہت سے مسلمانوں کے قلوب کو شفا دیگا) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کاملین میں بھی امور طبعیہ رہتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ اُن کے بعض آثار مطلوب بھی ہیں (ورنہ صحابہ میں غیظ وغیرہ نہ ہوتا)۔

قولہ تعالیٰ ولما یعلم اللہ الذین جاھدوا دل علیٰ ان عادۃ اللہ تعالیٰ اعطاء الثمرات بعد المجاھدات

قولہ تعالیٰ ولما یعلم اللہ الذین جاھدوا (ترجمہ حالانکہ ہنوز اللہ تعالیٰ نے اُن لوگوں کو تو دیکھا ہی نہیں جنھوں نے تم میں سے جہاد کیا ہو) اسپر دال ہے کہ عادت الٰہیہ یہ ہے کہ مجاہدات کے بعد ثمرات عطا کرتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ یایھا الذین امنوا لا تتخذوا آباءکم الیٰ قولہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ فی الروح ثم انہ سبحانہ بین ان القرابۃ المعنویۃ والتناسب المعنوی و الوصلۃ الحقیقیۃ احق بالمراعاۃ من الاتصال الصوری مع فقد الاتصال المعنوی واختلاف الوجھۃ وذم سبحانہ التقیید بالالوفات الحسیۃ وتقدیمھا علی المحبوب الحقیقی والتعین الاول لہ (والمراد رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم) والسبب الاقوی الی الحضرۃ (المراد الجھاد) وتوعد

قولہ تعالیٰ یایھا الذین امنوا لا تتخذوا آباءکم الیٰ قولہ فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ (ترجمہ اے ایمان والو اپنے باپوں کو اور اپنے بھائیوں کو رفیق مت بناؤ اگر وہ لوگ کفر کو بمقابلہ ایمان کے عزیز رکھیں اور جو شخص تم میں سے اُن کی ساتھ رفاقت رکھیگا سو ایسے لوگ بڑے نافرمان ہیں آپ کہدیجئے کہ تمھارے باپ اور تمھارے بیٹے اور تمھارے بھائی اور تمھاری بیبیاں اور تمھارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور وہ تجارت جسمیں نکاسی نہ ہونے کا تم کو اندیشہ ہو اور وہ گھر جن کو تم پسند

علیہ بما نوعد نسأل اللہ تعالیٰ التوفیق الی ما یقربنا

کرتے ہو تم کو اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے زیادہ پیارے ہوں تو تم منتظر رہو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم بھیجدیں) اس میں حق تعالیٰ نے بیان فرمادیا کہ تعلق مع اللہ بمقابلہ تعلق مع الخلق کے زیادہ رعایت کے قابل ہے۔

قولہ تعالیٰ اذ اعجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئاً الی قولہ ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین فی الروح اشارۃ الی انہ لا ینبغی للعبد ان یحتجب بشیٔ عن مشاهدۃ اللہ تعالیٰ والتوکل علیہ ومن احتجب بشیٔ وکل الیہ ومن هنا قالوا استجلاب النصر فی الذلۃ والافتقار والعجز وما رأی سبحانہ ندم القوم علی عجبہم بکثرتہم ردہم الی ساحۃ جودہ فنشر علیہم انوار قربہ وایدہم بجنودہ والیہ الاشارۃ بقولہ تعالیٰ ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین الآیۃ ولہم فی تعریف السکینۃ عبارات کثیرۃ متقاربۃ المعنی فقیل هی استحکام القلب عند جریان حکم الرب بنعت الطمانینۃ بخمود آثار البشریۃ بالکلیۃ والرضا بالبادی من الغیب من غیر معارضۃ واختیار وقیل هو القرار علی بساط الشهود وبشواهد الصحو والتادب باقامۃ صفاء العبودیۃ من غیر لحوق مشقۃ ولا تحرک عرق بمعارضۃ حکم وقیل هی المقام مع اللہ تعالیٰ بفناء الحظوظ اهـ۔

قولہ تعالیٰ اذ اعجبتکم کثرتکم فلن تغن عنکم شیئاً الی قولہ ثم انزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین (ترجمہ جب کہ تم کو اپنے مجمع کی کثرت سے غرہ ہوگیا تھا پھر وہ کثرت تمہارے کچھ کارآمد نہ ہوئی اور تم پر زمین باوجود اپنی فراخی کے تنگی کرنے لگی پھر تم پیٹھ دیکر بھاگ کھڑے ہوئے اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر اور دوسرے مومنین پر اپنی تسلی نازل فرمائی) اس میں دلالت ہے کہ بندہ کو غیر اللہ پر نظر اور عجب نہ کرنا چاہئے اور اسپر بھی دلالت ہے کہ ترک عجب نزول سکینہ کا سبب ہوتا ہے جسکی تفاسیر کا حاصل یہ ہے کہ قلب کا قرار پانا اور راضی رہنا احکام قضا پر اور فنا حظوظ کیساتھ حق تعالیٰ کی معیت کا مقام ہوجانا۔

قولہ تعالیٰ انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام فی الروح والاشارۃ (علی منهج القیاس) الی من تدنس بالمیل الی السوی واشرک بعبادۃ الهوی لا یصلح للحضرۃ وفی الآیۃ اشارۃ الی منع الاختلاط مع المشرکین وقاس الصوفیۃ اهل الدنیا بہم وقال بعضہم صحبۃ المنکر علی اولیاء اللہ تعالیٰ تورث فتقا یصعب علی الخیاط رتقہ وتوتر خرقا یعیی الواعظ رفعہ اهـ ملخصاً

قولہ تعالیٰ انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام (ترجمہ مشرک لوگ نرے ناپاک ہیں سو یہ لوگ اس سال کے بعد مسجد حرام کے پاس نہ آنے پاویں) اسی پر قیاس کرکے یہ مفہوم ہوتا ہے کہ جس شخص میں میلان الی غیر اللہ کی گندگی ہوگی وہ حضرت حق کے لائق نہیں اور آیت میں جیسے اختلاط مشرکین سے ممانعت ہے اسی پر قیاس کیا جاتا ہے کہ اہل دنیا اور منکرین صوفیہ کی صحبت سخت مضر ہے۔

قولہ تعالیٰ وان خفتم عیلۃ فسوف یغنیکم اللہ من فضلہ ان شاء دال علی ان المصلحۃ الدنیویۃ لا ینبغی ان تکون قادحۃ فی تکمیل المصلحۃ الدینیۃ

قولہ تعالیٰ وان خفتم عیلۃ فسوف یغنیکم اللہ من فضلہ ان شاء (ترجمہ اور اگر تم کو مفلسی کا اندیشہ ہو تو خدا تم کو اپنے فضل سے اگر چاہیگا محتاج نہ رکھیگا) اس میں دلالت ہے،

(۳۶) ذم عجب — تفسیر السکینۃ

وان زاحمت تزاحم بالتوکل المشار الیہ فی قولہ ان شاء

کہ مصلحت دنیویہ تکمیل مصلحت دینیہ میں مانع نہ ہونا چاہیے اور اگر مزاحم ہو تو توکل سے علاج کرنا چاہیے۔

قولہ تعالیٰ قاتلھم اللہ، فی الروح دعاء علیھم بالاھلاک اھ ودل علی ان الدعاء علی مستحقہ لا ینافی الحلم وحسن الخلق۔

قولہ تعالیٰ قاتلھم اللہ (ترجمہ خدا ان کو غارت کرے) یہ بددعا ہے ہلاکت کی اور اس میں دلالت ہے کہ مستحق پر بددعا کرنا حلم و حسن خلق کے منافی نہیں۔

قولہ تعالیٰ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابًا، فی الروح فیہ اشارۃ الی ذم التقلید المھر فاہم کما اعتادہ الجھلۃ اذا منعتھم من الرسوم تشبثوا بفعل مشائخھم

قولہ تعالیٰ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابًا (ترجمہ انہوں نے خدا کو چھوڑ کر اپنے علماء اور مشائخ کو رب بنا رکھا ہے) اس میں نصوص کے مقابلہ میں تقلید کرنے کی مذمت ہے جیسے جاہلوں کی عادت ہے کہ جب رسوم منکرہ سے منع کیا جاوے تو اپنے مشائخ سے تمسک کرتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ یریدون ان یطفؤا نور اللہ بافواھھم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ، فیہ دلالۃ علی عدم الاکتراث بمخالفۃ المخالف ولا یھتم بہ کل الاھتمام ویکل الامر الی اللہ تعالیٰ فھو الکافی والمدبر للامور

قولہ تعالیٰ یریدون ان یطفؤا نور اللہ بافواھھم ویابی اللہ الا ان یتم نورہ (ترجمہ وہ لوگ یوں چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منہ سے بجھا دیں حالانکہ اللہ تعالیٰ بدون اس کے کہ اپنے نور کو کمال تک پہنچا دے مانیگا نہیں) اس میں دلالت ہے کہ مخالفین کی زیادہ پروا نہ کرے اور خدائے کارساز پر نظر رکھے کہ وہ کافی ہیں۔

قولہ تعالیٰ یٰایھا الذین اٰمنوا ان کثیرا من الاحبار والرھبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ، وھذا حال من یاخذ الاموال من جھلاء المریدین ویکتمون الحق عنھم خوفًا من فوت المنافع علیھم

قولہ تعالیٰ یٰایھا الذین اٰمنوا ان کثیرا من الاحبار والرھبان لیاکلون اموال الناس بالباطل ویصدون عن سبیل اللہ (ترجمہ اے ایمان والو اکثر احبار اور رہبان لوگوں کے مال نامشروع طریقہ سے کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے باز رکھتے ہیں) یہی حال اس شخص کا ہے جو جاہل مریدوں سے نذرانے لیتا ہے اور منافع کے فوت ہونے کے اندیشہ سے ان سے حق کو چھپاتا ہے۔

قولہ تعالیٰ والذین یکنزون الذھب والفضۃ، فی الروح ذم البخلاء ولا یخفی ان جمع المال وکنزہ وعدم الانفاق لا یکون الا لاستحکام رذیلۃ الشح اھ ملخصًا

قولہ تعالیٰ والذین یکنزون الذھب والفضۃ (ترجمہ اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کر رکھتے ہیں) اس میں بخل وجمع مال کی مذمت ہے۔

قولہ تعالیٰ فلا تظلموا فیھن انفسکم ای فی الاشھر الحرم ودل علی ان المعصیۃ فی الازمنۃ المبارکۃ ویقاس علیھا الامکنۃ المتبرکۃ اشد فی القبح فکیف من یجعل فی المشاھد المتبرکۃ من قبور الاولیاء والصالحین فی مواسم

قولہ تعالیٰ فلا تظلموا فیھن انفسکم (ترجمہ سو تم ان سب مہینوں کے بارے میں اپنا نقصان مت کرنا) اس سے معلوم ہوا کہ ازمنہ مبارکہ میں اور اسی پر امکنہ مبارکہ کو قیاس کیا جاتا ہے معصیت کرنا قبح میں اشد ہے تو ان لوگوں کا کیا حال ہے

الاعراس التی هی اضر شیء علی الناس

الحاشیة

قوله تعالیٰ فانزل الله سکینته علیه (فی الروح والضمیر فی علیه) ان کان للصاحب فالامر ظاهر وان کان للنبی صلی الله علیه وسلم فیقال فی ذلک اشارة الی مقام الفناء فی الشیخ اذ ذاک (لان المحتاج الی السکینة اذ ذاک کان الصدیق لاعتراء الحزن له) وقال بعض الاکابر انزلت سکینة علیه علیه الصلوٰة والسلام لتسکین قلب الصدیق واذهاب الحزن عنه بطریق الانعکاس والاشراق ولو انزلت علی الصدیق بغیر واسطة لذاب لها ولعظمها فکانه قیل انزل سکینة صاحبه علیه اه قلت ویکون اضافة السکینة الی ضمیر الصاحب بادنی ملابسة لکون المقصود بانزالها هو وعلی کل فالاٰیة تدل علی برکات شدة ملازمة الشیخ۔

قوله تعالیٰ لو کان عرضا قریبا وسفرا قاصدا لاتبعوک فیه اعتبار لمن امتحن نفسه اهی محبة لله تعالیٰ ام لا فعلیه ان یراها فیما لم یکن فیه منفعة دنیویة وربما فیه مشقة فان العمل المتضمن للمنفعة الدنیویة لاسیما اذا کان سهلا لیس دلیلا للمحبة فلا یغتر بتحملها مثل هذا العمل۔

قوله تعالیٰ وسیحلفون بالله لو استطعنا لخرجنا معکم وهکذا تغر النفس السالک بدعواها الکاذبة والتلبیس علیه فی الطاعات بالاعذار الباطلة فقل لها کما قال الله تعالیٰ یهلکون انفسهم وکثیر من المدعین للصلاح یلبسون علی الناس بالتمویهات فی الدعاوی صریحا تارة وفی مطاوی حدیث اخری تارة والواجب علی کل منهم ان یتأملوا فی مدلول الاٰیة

کہ اولیاء کے مزارات پر فجور اور بدعات کرتے ہیں جنکا عرس کے موقع پر زیادہ صدور ہوتا ہے۔

قولہ تعالیٰ فانزل الله سکینته علیه (ترجمہ سو اللہ تعالیٰ نے آپ پر تسلی نازل فرمائی) حضرت صدیقؓ پر نزول سکینہ خواہ بلا واسطہ ہو جب کہ علیہ کی ضمیر اُن کی طرف راجع ہو خواہ بواسطہ ہو جب کہ یہ ضمیر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف راجع ہو دلیل ہے شیخ کے ساتھ رہنے کے برکات پر۔

قولہ تعالیٰ لو کان عرضا قریبا وسفرا قاصدا لاتبعوک (ترجمہ اگر کچھ لگتے ہاتھ ملنے والا ہوتا اور سفر بھی معمولی سا ہوتا تو یہ لوگ ضرور آپ کی ساتھ ہو لیتے) اسمیں اپنے نفس کے لئے امتحان کا طریقہ ہے کہ آیا وہ اللہ تعالےٰ کا محب ہے یا نہیں اور وہ طریقہ یہ ہے کہ جس امر میں کوئی نفع دنیوی نہ ہو اور مشقت ہو اُس میں دیکھنا چاہیئے کہ کیا رنگ ہوتا ہے کیونکہ عمل متضمن نفع دنیوی دلیل محبت نہیں۔

قولہ تعالیٰ وسیحلفون بالله لو استطعنا لخرجنا معکم (ترجمہ اور ابھی خدا کی قسمیں کھا جاوینگے کہ اگر ہمارے بس کی بات ہوتی تو ہم ضرور تمہارے ساتھ چلتے) اسیطرح یعنی جسطرح منافقین مسلمانوں کو دھوکہ دیتے تھے سالک کو اُس کا نفس جھوٹے دعووں سے دھوکہ دیتا ہے اور طاعات میں باطل عذر پیش کرتا ہے پس اُس نفس کو یہی جواب دو جو خدا تعالےٰ نے ارشاد فرمایا یهلکون انفسهم اسیطرح بہت سے مدعیان صلاح وتقوی دعووں میں ملمع سازیاں کرکے لوگوں کو دھوکہ میں ڈالتے ہیں کبھی صریحًا کبھی دوسری باتوں کے ضمن میں ان سب کو واجب ہے کہ اس آیت کے مضمون میں غور کریں۔

تلبیس النفس علی السالک

قولہ تعالیٰ عفا اللہ عنک لم اذنت لہم فی الروح عن سفیان بن عیینۃ انہ قال انظروا الی ہذا اللطف بدأ بالعفو قبل ذکر المعفو وھکذا معاملۃ اللہ تعالیٰ فی السر مع المقبولین المحبوبین یریھم لطفہ فی عین المعاتبۃ لئلا یتوحشوا وایضا فیہ تعلیم لادب الخطاب مع من یراعی حرمتہ کقولہم رضی اللہ عنک ما جوابک عن کلامی۔

قولہ تعالیٰ عفا اللہ عنک لم اذنت لہم (ترجمہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو معاف کر دیا آپ نے اُن کو اجازت کیوں دیدی تھی) اس میں عفو کو شکایت سے پہلے ذکر فرمایا اور حق تعالیٰ کا باطن میں مقبولین کیساتھ یہی معاملہ ہے کہ عین عتاب میں اُن کو اپنا لطف دکھلاتے ہیں تاکہ اُن کو وحشت نہ ہو اور اسمیں ایسے شخص کے ساتھ خطاب کرنے کا ادب بھی بتلایا گیا ہے جس کی حرمت کی رعایت کی جاوے۔

قولہ تعالیٰ لم اذنت لہم حتی یتبین لک الذین صدقوا فیہ ارشاد للشیوخ بالتیقظ فی قبول اعذار المریدین ای نشأت عن الحقیقۃ ام فیہا فساد فکثیر من المریدین یخدعون شیوخہم ویشیع فسادہ فی کثیر من امورھم فیختل نظامہم الدینی کما نشاھدہ فی زماننا۔

قولہ تعالیٰ لم اذنت لہم حتی یتبین لک الذین صدقوا (ترجمہ آپ نے اُن کو اجازت کیوں دیدی تھی جبتک کہ آپ کے سامنے سچے لوگ ظاہر نہ ہو جاتے) اس میں شیوخ کو تعلیم ہے کہ مریدوں کے عذر قبول کرنے میں بیداری سے کام لیں کہ وہ عذر سچ مچ واقع کے مطابق ہے یا اُس میں کچھ فساد کی آمیزش ہو کیونکہ بہت سے مرید دھوکہ بھی دیتے ہیں پھر اُس کا انجام اُن ہی کے دین کی بے انتظامی ہے۔

قولہ تعالیٰ لا یستأذنک الذین یؤمنون باللہ الخ فی الروح فیہ اشارۃ الی ان المؤمن اذا سمع بخیر طار الیہ واتاہ ولو مشیا علی راسہ ویدیہ اہ وینشأ ھذا من الشوق ففیہ اثبات لحال الشوق۔

قولہ تعالیٰ لا یستأذنک الذین یؤمنون باللہ الخ (ترجمہ جو لوگ اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں وہ اپنے مال اور جان سے جہاد کرنے کے بارہ میں آپ سے رخصت نہ مانگینگے) روح میں ہے کہ اس میں اشارہ ہے کہ مومن جب خیر کو سنتا ہے تو فوراً اُس کی طرف دوڑتا ہے اور ظاہر ہے کہ یہ حالت شوق سے پیدا ہوتی ہے تو اسمیں شوق کا اثبات ہے۔

قولہ تعالیٰ ولو ارادوا الخروج لاعدوا لہ عدۃ فیہ دلیل علی ان التعطل والبطالۃ دلیل لعدم الارادۃ ککثیر ممن غرتہم انفسہم یظہرون التمنی والرغبۃ فی الطاعات وکذبوا فقد قیل لو صح منک الہوی ارشدت للحیل۔

چنانچہ کہا گیا ہے (ع) اگر عشق ہوتا تو تدبیر کرتا۔

قولہ تعالیٰ ولو ارادوا الخروج لاعدوا لہ عدۃ (ترجمہ اور اگر وہ لوگ چلنے کا ارادہ کرتے تو اُس کا کچھ سامان تو درست کرتے) اس میں دلیل ہے کہ تعطل علامت ہے عدم ارادہ کی جیسے بہت سے لوگ اپنے نفس کے دھوکہ میں پڑے ہوتے ہیں کہ طاعات کی رغبت کا دعوےٰ ظاہر کرتے ہیں اور بالکل جھوٹے ہوتے ہیں

الحاشیۃ قولہ تعالیٰ وان جہنم لمحیطۃ بالکافرین فی الروح باب الاشارۃ ان الاخلاق

الحاشیۃ قولہ تعالیٰ وان جہنم لمحیطۃ بالکافرین (ترجمہ اور یقیناً دوزخ ان کافروں کو گھیر لیگی) اہل اشارہ کے

حال الشوق

(۲۵)

السیئة والاعمال القبیحة محیطة بهم وهی النار بعینها غایة الامر انها ظهرت فی هذه النشأة بصورة الاخلاق والاعمال وستظهر فی النشأة الاخرٰی بالصورة الاخرٰی اھ

نزدیک اشارہ ہے اخلاق سیئہ واعمال قبیحہ کی طرف جو اُن کو محیط ہیں جو نشأۃ اخرویہ میں بصورت نار ظاہر ہوں گے۔

قوله تعالیٰ ومنهم من یقول ائذن لی ولا تفتنی فی الروح ای لا توقعنی فی الفتنة بنساء الروم اھ وهکذا عذر النفس فی تثبطها عن الطاعة تخدع العامل بان فیها کذا وکذا من الخطر الذی شره اعظم من الخیر فی الطاعة

قوله تعالیٰ ومنهم من یقول ائذن لی ولا تفتنی **ترجمہ** اور ان میں بعضا وہ شخص ہے جو کہتا ہے کہ مجھ کو اجازت دیدیجئے اور مجھ کو خرابی میں نہ ڈالئے) یعنی نساء روم کے فتنہ میں مجھ کو واقع نہ کیجئے اور یہی حالت ہے نفس کی کہ طاعات سے اس بہانہ پر عذر کرتا ہے کہ اس طاعت میں ایسا ایسا خطرہ ہے جسکا شر اس طاعت کی خیر سے اعظم ہے۔

قوله تعالیٰ قل لن یصیبنا الا ما کتب الله لنا الخ مراقبة لمعنی یسهل التوکل وفی ما بعده الامر بالتوکل

قوله تعالیٰ قل لن یصیبنا الا ما کتب الله لنا الخ (**ترجمہ** آپ فرما دیجئے کہ ہم پر کوئی حادثہ نہیں پڑ سکتا مگر وہی جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مقدر کر دیا ہے الخ) اس میں ایسے مضمون کا مراقبہ ہے جو توکل کو سہل کر دے اور اسکے بعد توکل کا صریح امر ہے۔

قوله تعالیٰ ولا یأتون الصلوٰة الا وهم کسالیٰ فی الروح فیها اشارة الی حرمانهم لذة طعم العبودیة واحتجابهم عن مشاهدة جمال معبودهم وقال محمد بن الفضل من لم یعرف الآمر قام الی الامر علی حد الکسل ومن عرف الآمر قام الی الامر علی حد الاستغنام والاستروح اھ

قوله تعالیٰ ولا یأتون الصلوٰة الا وهم کسالیٰ **ترجمہ** اور وہ لوگ نماز نہیں پڑھتے مگر ہارے جی سے) اس میں اشارہ ہے کہ یہ لوگ لذت عبودیت سے محروم اور مشاہدۂ جمال معبود سے محجوب ہیں محمد بن فضل کا قول ہے کہ جس شخص کو آمر کی معرفت نہ ہوگی وہ امر کی طرف کسل کے ساتھ اُٹھتا ہے اور جس شخص کو آمر کی معرفت ہوگی وہ امر کی طرف اُس کو غنیمت اور راحت سمجھ کر اُٹھیگا۔

قوله تعالیٰ فلا تعجبك اموالهم ولا اولادهم فی الروح فیه تحذیر للمؤمنین ان یستحسنوا ما مع اهل الدنیا من الاموال والزینة فیحتجبوا بذلك عن عمل الاٰخرة ورویته اھ

قوله تعالیٰ فلا تعجبك اموالهم ولا اولادهم (**ترجمہ** سو اُن کے اموال اور اولاد آپ کو تعجب میں نہ ڈالیں) اسمیں اہل ایمان کو اس سے تحذیر ہے کہ اہل دنیا کے اموال وزینت کو مستحسن سمجھیں اور اسکے سبب آخرت کے عمل اور اس پر نظر کرنے سے محجوب ہو جاویں

قوله تعالیٰ انما یرید الله لیعذبهم بها فی الحیوٰة الدنیا فیه تنبیه علی ان راحة المحجوبین فیما یجمعونه للراحة مما انهم یکابدون بجمعها وحفظها المتاعب ویقاسون فیها الشدائد والمصائب ولیس عندهم من الاعتقاد بالثواب وتعلقهم مع الله ما یهون علیهم ما یجدونه۔

قوله تعالیٰ انما یرید الله لیعذبهم بها فی الحیوٰة الدنیا (**ترجمہ** اللہ کو صرف یہ منظور ہے کہ ان چیزوں کی وجہ سے دنیوی زندگی میں ان کو گرفتار عذاب رکھے) اسمیں تنبیہ ہے کہ محجوبین جسکو راحت کے لیے جمع کرتے ہیں اسمیں اُن کو راحت نہیں اُسکے جمع کرنے اور حفاظت کرنے میں محض مصیبتیں ہی جھیلتے ہیں پھر اُن کو اُس میں ثواب کا اعتقاد اور تعلق مع اللہ بھی نہیں جس سے اُن کی یہ مشقت سہل ہو جاوے۔

(باقی آئندہ)

قوله تعالیٰ ولو انہم رضوا ما اتاهم الله ورسوله الخ في الروح فيه ارشاد لآداب الصادقين والعارفين والمريدين وعلامة الراضي النشاط بما استقبله من الله تعالى والتلذذ بالبلاء اھ

قولہ تعالیٰ ولو انہم رضوا ما اتاھم اللہ ورسولہ الخ ترجمہ (اور اُن کے لئے بہتر ہوتا اگر وہ لوگ اُسپر راضی رہتے جو کچھ اُن کو اللہ نے اور اُسکے رسول نے دیا تھا) روح میں ہے کہ اسمیں صادقین وعارفین ومریدین کے آداب کی تعلیم ہے اور اہل رضا کی علامت یہ ہے کہ جو کچھ حق تعالیٰ کی طرف سے اُسکو پیش آوے اُسپر شاداں رہے اور بلا سے متلذذ رہے۔

قوله تعالى ومنهم الذين يؤذون النبي ويقولون هو اذن قيل ان مرادهم بكونه عليه الصلوٰة والسلام اذنا تصديقه بكل ما يسمع من غير فرق بين ما يليق بالقبول لمساعدة امارة الصدق له وبين ما لا يليق قل اذن خير لكم اي هو اذن في الخير والحق وفيما يجب سماعه وقبوله وليس باذن في غير ذلك وقوله ورحمة للذين امنوا منكم اي للذين اظهروا الايمان حيث يقبله منهم لكن لا تصديقا لهم في ذلك بل رفقا بهم وترحما عليهم ولا يكشف اسرارهم ولا يهتك استارهم وقد غرهم قاتلهم الله تعالى حتى قالوا ما قالوا كرم النبي صلى الله عليه وسلم حيث لم يشافههم برد ما يقولون رحمة منه بهم وهو عليه الصلوٰة والسلام الرحمة الواسعة وعن بعضهم انه سئل عن العاقل فقال الفطن المتغافل وانشد ؎

واذا الكريم اتيته بخديعة
فرايته فيما تروم يسارع
فاعلم بانك لم تخادع جاهلا ان الكريم بفضله متخادع

قولہ تعالیٰ۔ ومنہم الذین یؤذون النبی ویقولون ھو اذن قل اذن خیر لکم یؤمن باللہ ویؤمن للمؤمنین ورحمۃ للذین امنوا منکم ترجمہ (اور اُن میں سے بعضے ایسے ہیں کہ نبی کو ایذائیں پہنچاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آپ ہر بات کان دیکر سن لیتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ وہ نبی کان دیکر تو وہی بات سنتے ہیں جو تمہارے حق میں خیر ہے کہ وہ اللہ پر ایمان لاتے ہیں اور مومنین کا یقین کرتے ہیں اور آپ اُن لوگوں کے حال پر مہربانی فرماتے ہیں جو تم میں ایمان کا اظہار کرتے ہیں) اذن سے اُن کی مراد یہ تھی کہ ہر جا بیجا بات کو قبول کر لیتے ہیں اور واقعی اور غیر واقعی میں فرق نہیں کرتے حق تعالیٰ نے اس کا رد فرمایا کہ آپ صرف حق بات کو قبول کرتے ہیں باقی غیر حق کو جو متکلم کے مُنہ پر رد نہیں فرماتے تو اُسکی یہ وجہ نہیں کہ آپ فرق نہیں کرتے بلکہ وجہ یہ ہے کہ آپ کی شان رحمت کی ہے کسیکو رسوا نہیں کرتے۔ پس الذین امنوا سے مراد اظہروا الایمان ہے ہذا خلاصۃ ما فی الروح پس اسمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کرم کا بیان ہے۔

كذا فى الروح

قوله تعالى ورضوان من الله اكبر فى الروح لانه مبدأ الحلول دار الاقامة ووصول كل سعادة وكرامة وهو غاية ارب المحبين منتهى امنية الراغبين فكان اكبر من هاتيك الجنات والمساكن اه من معلمين

۲۸۴ كون الرضاء اكبر من الجنات — رضا کا جنات سے اعظم ہونا

قوله تعالى ومنهم من عاهد الله لئن آتانا من فضله لنصدقن ولنكونن من الصلحين فى الروح اشارة الى وصف المغرورين الذين ما ذاقوا طعم المحبة ولا هب عليهم نسيم العرفان ومن هنا صححوا لانفسهم افعالا فقالوا لنصدقن فلما آتاهم من فضله بخلوا به اى انهم نقضوا العهد لما ظهر لهم ما سألوه والبخل كما قال ابو حفص ترك الايثار عند الحاجة اليه اه

۲۸۵ الاغترار فى تصحيح بعض المقامات وظهوره عند الامتحان — بعض مقامات کی تصحیح (؟) میں دھوکہ کھانا اور امتحان کے وقت اس کا ظہور

قوله تعالى الذين يلمزون المطوعين من المؤمنين فى الصدقات والذين لا يجدون الا جهدهم فيسخرون منهم فى الجلالين لما نزلت اية الصدقة جاء رجل فتصدق بشئ كثير فقال المنافقون مراء وجاء رجل فتصدق بصاع فقالوا ان الله لغنى عن صدقة هذا فنزل اه وهكذا حال المنكرين لاولياء الله يعيبونهم على كل عمل وحال كبيرا كان او صغيرا

۲۸۶ حال العائبين على الاولياء — اولیاء پر عیب گیری کرنے والوں کا حال ۲۸۷ (؟)

قوله تعالى وقالوا لا تنفروا فى الحر

قوله تعالى ورضوان من الله اكبر ترجمہ (اور اللہ تعالیٰ کی رضامندی سب سے بڑی چیز ہے) روح میں اس کی دلیل یہ بیان کی ہے کہ خود جنت میں جانے اور ہر قسم کی سعادت و کرامت پانے کا مبدا یہی رضا ہے نیز عشاق کا غایۃ مقصود یہی رضا ہے اھ

قوله تعالى ومنهم من عاهد الله لئن آتانا من فضله لنصدقن ولنكونن من الصلحين ترجمہ (اور ان میں بعض آدمی ایسے ہیں کہ خدا تعالیٰ سے عہد کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم کو اپنے فضل سے عطا فرماوے تو ہم خوب خیرات کریں اور ہم خوب نیک نیک کام کیا کریں) روح میں ہے یہ اشارہ ہے ان لوگوں کی حالت کی طرف جن میں ذوق محبت تو ہے نہیں اور اپنے نفوس کے لئے بعض مقامات کو حاصل سمجھ جاتے ہیں پھر امتحان کے موقع میں پورے نہیں اترتے۔

قوله تعالى الذين يلمزون المطوعين من المؤمنين فى الصدقات والذين لا يجدون الا جهدهم فيسخرون منهم ترجمہ (یہ ایسے ہیں کہ نفل صدقہ دینے والے مسلمانوں پر صدقات کے بارہ میں طعن کرتے ہیں اور ان لوگوں پر جن کو بجز مزدوری کے اور کچھ میسر نہیں ہوتا یعنی ان سے تمسخر کرتے ہیں) یہی حال منکرین اولیاء کا ہے کہ ان کے ہر عمل اور ہر حال پر عیب گیری کرتے ہیں خواہ بڑے درجہ کا ہو یا چھوٹے درجہ کا ہو۔

قوله تعالى وقالوا لا تنفروا فى الحر

فی الروح ویشبه هؤلاء المنافقین فی هذا التثبیط اهل البطالة الذین یثبطون السالکین عن السلوک ببیان شدائد السلوک وفوات اللذائذ الدنیویة اھ

ترجمہ (اور کہنے لگے کہ تم گرمی میں مت نکلو) روح میں ہے اِن ہی منافقین کی حالت کے مشابہ اُن اہل بطالت کا حال ہے جو سالکین کو سلوک سے اسطرح روکتے ہیں کہ شدائد سلوک کو اور لذائذ دنیویہ کے فوت ہونے کو بیان کرتے ہیں۔

قوله تعالیٰ فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا قد وقع البعض فی الغلط بهذه الایة حیث ظنوا ان البکاء مامور به ثم شکوا الی الشیوخ انهم ما یاتی منهم البکاء فهو من بناء الفاسد علی الفاسد و دلیل الفساد والغلط قوله تعالیٰ متصلا جزاء بما کانوا یکسبون فانه نص فی ان المراد بالانشاء الجزاء ای لا یضحکون ویبکون یوم الجزاء جزاء بما کانوا یکسبون والبکاء ان کان من الخشیة او المحبة محمود لکن المحمودیة لا یستلزم کونه مامورا به فان الامر یختص بالاختیاری وهذا غیر اختیاری۔

قولہ تعالیٰ فلیضحکوا قلیلا ولیبکوا کثیرا جزاء بما کانوا یکسبون ترجمہ (سو تھوڑے دنوں ہنس لیں اور بہت دنوں روتے رہیں اُن کاموں کے بدلہ جو کچھ کیا کرتے تھے) بعض نے اس کو امر کا صیغہ سمجھا پھر اِس بناء پر شیوخ سے شکایت کیجاتی ہے کہ ہمکو رونا نہیں آتا حالانکہ اِس آیت میں مراد خبر بصورت انشاء ہے یعنی قیامت میں اُن کو ہنسنا نصیب نہ ہوگا رونا ہی پڑے گا قرینہ اسکا جزاء بما کانوا یکسبون ہے اور بکاء اگر محبت یا خشیت سے ہو محمود ضرور ہے لیکن محمود ہونا مامور بہ ہونے کو مستلزم نہیں اِس لئے کہ امر خاص ہے اختیاری کے ساتھ اور بکاء غیر اختیاری ہے۔

قوله تعالیٰ ولا تقم علی قبره قرن القیام علی قبر للزیارة والدعاء بالصلوة علی صاحبه دلیل ظاهر علی کونه نافعا للمیت کهی ومن ثم نهی عنها لمن لم یکن اهلا لذلک النفع وهذا النفع زائد علی نفع الدعاء من الغیبة والله اعلم

قولہ تعالیٰ ولا تقم علی قبره ترجمہ (اور نہ اُس کی قبر پر کھڑے ہوجئے) قیام علی القبر بغرض زیارت و دعاء کو صلوۃ علی المیت کے ساتھ مقرون کرنا دلیل ظاہر ہے اسپر کہ نماز جنازہ کی طرح یہ قیام مذکور بھی میت کے لئے نافع ہے اور اسی لئے ایسے شخص کی قبر پر جو کہ اس نفع کا اہل نہیں قیام کرنے کو منع فرمایا گیا اور یہ نفع قبر پر حاضر ہو کر دعاء وغیرہ کرنے کا اُس نفع سے زائد ہے جو غیبت میں دعا کرنے سے ہوتا ہے واللہ اعلم۔

قوله تعالیٰ لیس علی الضعفاء ولا علی المرضی ولا علی الذین لا یجدون ما ینفقون

قولہ تعالیٰ لیس علی الضعفاء ولا علی المرضی ولا علی الذین لا یجدون ما ینفقون

ترجمہ اذا نصحوا للہ ورسولہ فیہ دلالۃ علی ان من قصر عن العمل بعذر وکان من نیتہ ان یفعل لو قدر لا یحرم من البرکات

ترجمہ اذا نصحوا للہ ورسولہ ترجمہ (کم طاقت لوگوں پر کوئی گناہ نہیں اور نہ بیماروں پر اور نہ ان لوگوں پر جنکو خرچ کرنے کو میسر نہیں جبکہ یہ لوگ اللہ اور رسول کے ساتھ خلوص رکھیں) اس میں دلیل ہے اسپر کہ جو شخص کسی عذر کے سبب کسی عمل سے قاصر ہو مگر نیت اسکی یہ ہو کہ اگر مجھکو قدرت ہوتی تو یہ عمل ضرور کرتا تو وہ برکات سے محروم نہیں رہتا۔

قولہ تعالیٰ الاعراب اشد کفرا ونفاقا فیہ اشارۃ الی ان البعد عن صحبۃ الصلحاء سبب عظیم لقلۃ المناسبۃ بطریق الخیر ومن ثم تری اہل الطریق یہتمون بالصحبۃ اہتماما بلیغا۔

قولہ تعالیٰ الاعراب اشد کفرا ونفاقا ترجمہ (دیہاتی لوگ کفر اور نفاق میں بہت ہی سخت ہیں) اس میں اشارہ ہے کہ صحبت صالحین سے بعید ہونے سے طریق خیر کے ساتھ مناسبت میں کمی ہو جاتی ہے اسی لئے اہل طریق صحبت کا اہتمام بلیغ کرتے ہیں۔

قولہ تعالیٰ ومن الاعراب من یتخذ ما ینفق مغرما الخ فی الروح قیل کل من یری الملک لنفسہ یکون ما ینفق غرامۃ عندہ وکل من یری الاشیاء للہ تعالیٰ وہی عاریۃ عندہ یکون ما ینفق غنما عندہ اھ

قولہ تعالیٰ ومن الاعراب من یتخذ ما ینفق مغرما الخ ترجمہ (اور ان دیہاتیوں میں سے بعض بعض ایسا ہے کہ جو کچھ خرچ کرتا ہے اسکو جرمانہ سمجھتا ہے) الخ روح میں ہے جو شخص اپنے کو مالک سمجھے گا اس کو خرچ کرنا تاوان معلوم ہوگا اور جو شخص اللہ تعالیٰ کو مالک سمجھے گا اور اپنے پاس اشیاء کو عاریت سمجھے گا اسکو خرچ کرنا غنیمت معلوم ہوگا۔

قولہ تعالیٰ لا تعلمہم نحن نعلمہم فی الروح واستدل بالآیۃ علی انہ لا ینبغی الاقدام علی دعوی الامور الخفیۃ من اعمال القلب ونحوہا وہذہ الآیات ونحوہا اقوی دلیل فی الرد علی من یزعم الکشف والاطلاع علی المغیبات بمجرد صفاء القلب وتجرد النفس عن الشواغل وبعضہم یتساہلون فی ہذا الباب جدا اھ ملخصا وردت الآیۃ فی نفی علم الغیب عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صریحا۔

قولہ تعالیٰ لا تعلمہم نحن نعلمہم ترجمہ (آپ ان کو نہیں جانتے ان کو ہم جانتے ہیں) روح میں ہے کہ اس آیت سے اسپر استدلال کیا گیا ہے کہ امور خفیہ مثل اعمال قلب وغیرہ پر مطلع ہونے کا دعوی نازیبا ہے اور اس قسم کی آیتیں قوی دلیل ہیں اس شخص کے اوپر جو بمجرد صفاء قلب اور تجرد نفس کے کشف اور اطلاع علی المغیبات کا دعوی کرنے لگتا ہے اور اس آیت میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے علم غیب کی صریح نفی کی گئی ہے۔

قولہ تعالیٰ وآخرون اعترفوا بذنوبہم

قولہ تعالیٰ وآخرون اعترفوا بذنوبہم

حواشی: نیت عمل ہے بعض عمل کا ثواب ملنا — نفع الصحبۃ فی الخیر والشر، بُعد عن صحبت کا نقصان — ثمرۃ رؤیۃ الملک وضدہ، ملک کی رؤیت کا ثمرہ — دعوی کشف الغیبیات، کشف مغیبات کا دعوی

تحقیق اسباب صفاء النفس وکدورتہا وتفصیل بعض وظائف الشیخ

صفائے نفس وکدورت نفس کے اسباب کی تحقیق اور شیخ کے بعض وظائف کی تفصیل

وهم الذين لم ترسخ فيهم ملكة الذنب وبقي
فيهم نور الاستعداد ولهذا لانت شيمتهم
خلطوا عملا صالحا وآخر سيئا حيث كانوا في
رتبة النفس اللوامة التي لم يصر اتصالها
بالقلب وبنورها بنوره ملكة لها ولذا تنقاد
له تارة وتعمل اعمالا صالحة وتنفر عنه اخرى
وهي دائما بين هذا وذاك حتى يقوى
اتصالها بالقلب ويصير ذلك ملكة لها
وحينئذ يصلح امرها وتنجو من المخالفات
ولعل قوله سبحانه عسى الله ان يتوب عليهم
اشارة الى ذلك وقد يكون ترجح جانب
الاتصال باسباب أخر كما يشير اليه قوله
سبحانه وتعالى خذ من اموالهم صدقة
تطهرهم وتزكيهم بها لان المال مادة الشهوات
فامر النبي صلى الله تعالى عليه وسلم بالاخذ
من ذلك ليكون اول حالهم التجرد لتنكسر
قوى النفس وتضعف اهوائها وصفاتها
وصل عليهم بامداد الهمة وافاضة
انوار الصحبة ان صلوتك سكن لهم اي
سبب لنزول السكينة فيهم وفسر السكينة
بنور يستقر في القلب وبه يثبت على التوجه
الى الحق ويتخلص عن الطيش كذا في روح
المعاني - وفي الآيات فضل الاعتراف و
قبول العذر من المعترف وبركة العمل من
الصدقة ونحوها وبركة الشيخ حيث اسند
التزكية اليه صلى الله عليه وسلم بواسطة
الصدقة وارشاد للشيخ ان يسلي المريد

ترجمہ (اور کچھ اور لوگ ہیں جو اپنی خطا کے مقر ہوگئے)
یہ وہ لوگ تھے جن میں گناہ کا ملکہ راسخ نہ تھا اور اُن میں
نور استعداد باقی تھا اور اسی واسطے ان کی طبیعتیں نرم
ہوگئیں اور اُن کی یہ شان تھی کہ خلطوا عملا صالحا
وآخر سیئا (جنہوں نے ملے جلے عمل کئے تھے) جسکی
وجہ یہ تھی کہ وہ لوگ نفس لوامہ کے مرتبہ میں تھے جس کا
اتصال بالقلب اور اُس کے نور سے منور ہونا اُسکا ملکہ
نہ ہوا تھا اور اسی لئے کبھی اُسکا منقاد ہوکر اعمال صالحہ
کرنے لگتا تھا اور کبھی اُس سے بھاگنے لگتا تھا اور وہ
اسی بین بین حالت میں رہتا ہے جب تک کہ اُس کا
اتصال بالقلب قوی ہوکر اسکا ملکہ نہو جاوے اور جب
ایسا ہوجاوے تو پھر مخالفات سے نجات پالیتا ہے اور
شاید یہ ارشاد کہ عسی اللہ ان یتوب علیہم (اللہ سے
امید ہے کہ اُنپر توجہ فرمادیں) اسی طرف اشارہ ہو۔ اور کبھی
اُسکے اتصال بالقلب کے جانب کو دوسرے اسباب سے
بھی ترجیح ہوجاتی ہے جیسا اس قول میں اشارہ ہے۔
خذ من اموالہم صدقۃ تطہرہم وتزکیہم بہا
(آپ اُن کے مالوں میں سے صدقہ لے لیجئے جسکے ذریعہ سے
آپ اُنکو پاک صاف کردینگے) کیونکہ مال ہی تمام شہوات
کا مادہ ہے پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اُن سے اموال
لینے کا حکم کیا گیا تاکہ اُنکا اول مرحلہ تجرد ہو جس سے نفس کے
قوی منکسر ہوں اور اُسکی خواہشیں اور صفات ضعیف
ہوں۔ اور صل علیہم (اور اُنکے لئے دعا کیجئے) میں امداد
ہمت اور افاضہ انوار صحبت کا امر ہے۔ اور ان صلوتک
سکن لہم (بلاشبہ آپکی دعا ان کے لئے موجب اطمینان
ہے) میں اسکا بیان ہے کہ یہ ہمت اور افاضہ اُنپر نزول
سکینہ کا سبب ہے۔ اور سکینہ کی تفسیر یہ کی گئی ہے کہ وہ ایک

فی قوله تعالیٰ ان صلوتك سكن لهم۔

نور ہے جو قلب میں مستقر ہوتا ہے اور توجہ الی الحق پر اُس سے ثبات ہوتا ہے اور بے استقلالی سے اُسکے سبب نجات ہوتی ہے یہ سب مضمون روح المعانی میں ہے۔ اور ان آیات میں یہ امور بھی ہیں۔ اعتراف بالذنب کی فضیلت۔ معترف کا قبول عذر۔ اعمال مثلاً صدقہ وغیرہ کی برکات شیخ کی برکات چنانچہ تزکیہ کو بواسطہ صدقہ کے آپ کی طرف منسوب کیا گیا۔ شیخ کو یہ ارشاد کہ مرید کو تسلی دیا کرے اس قول میں ان صلوتك سكن لهم

(۴۹۵) اصل لکون صلاح التوبۃ ظہور سیماء الصلاح علی التائب — توبہ کے بعد صلحاء کے آثار ظاہر ہونے کی اصل

قوله تعالیٰ وقل اعملوا فسيرى الله عملكم ورسوله والمؤمنون فی قوله والمؤمنون اشارة[۴۹۵] الی ما قالوا فی حد التوبة انه ظهور سيماء الصالحين على التائب لانه هو الذی يراه المؤمنون۔

قوله تعالیٰ وقل اعملوا فسيرى الله عملكم ورسوله والمومنون ترجمہ (اور آپ کہہ دیجئے کہ عمل کئے جاؤ سو ابھی دیکھے لیتا ہے تمہارے عمل کو اللہ تعالیٰ اور اُسکا رسول اور اہل ایمان) والمومنون میں اشارہ ہے[۴۹۵] اُس قول کی طرف جو حد توبہ میں علماء نے فرمایا ہے کہ تائب پر سیماء صالحین ظاہر ہونے لگے کیونکہ مومنین کی رویت اسی سے متعلق ہوسکتی ہے۔

(۴۹۶) جعل علاج المرید معلقاً بین الخوف والرجاء وعدم القبول وعدمہ — مرید کے عذر کو قبول ورد کے درمیان معلق چھوڑ دینا

قوله تعالیٰ وآخرون مرجون لامر الله۔ فيه اصل لجعل[۴۹۶] امر المريد معلقا دائرا بين الخوف والرجاء لا يصرح بقبول العذر منه ولا برده فان الاول فيه ضعف اثر النصح والثانی فيه الوحشة ثم الياس ثم البعد وكله مضر وفی هذا التعليق مصالح له۔

قوله تعالیٰ وآخرون مرجون لامر الله ترجمہ (اور کچھ اور لوگ ہیں جنکا معاملہ خدا کے حکم آنے تک ملتوی ہے) اس میں اسکی اصل ہے[۴۹۶] کہ بعض اوقات مرید کے معاملہ کو خوف و رجاء کے درمیان معلق چھوڑ دیا جاتا ہے اُسکے عذر کو نہ صریحاً قبول کیا جاتا ہے کہ اس میں نصیحت کا اثر ضعیف ہوجاتا ہے اور نہ صریحاً رد کیا جاتا ہے کہ اس سے اول توحش ہوتا ہے پھر یاس پھر بعد اور یہ سب اُسکے لئے مضر ہیں اور اس معلق رکھنے میں اُسکی بہت سی مصلحتیں ہیں۔

(۴۹۷) اتخاذ الدین آلۃ لغرض الفاسد — دین کو غرض فاسد کا آلہ بنانا

قوله تعالیٰ والذين اتخذوا مسجدا ضرارا يوخذ منه شناعة[۴۹۷] فعل من يتخذ الدين آلة لغرض الفاسد۔

قوله تعالیٰ والذين اتخذوا مسجدا ضرارا۔ ترجمہ (اور بعضے ایسے ہیں جنہوں نے ان اغراض کے لئے مسجد بنائی ہے کہ ضرر پہنچاویں) اس سے[۴۹۷] اُس شخص کے فعل کی شناعت مفہوم ہوتی ہے جو دین کو اپنی غرض فاسد کا آلہ بناوے۔

(۴۹۸) النہی عن التسبب للمذموم — امر مکروہ کا سبب بننے سے بھی ممانعت

قول تعالیٰ لا تقم فيه ابدا حيث يروج امره بقيامك وفيه[۴۹۸] دليل على التحرز من التسبب للمكروه الشرعی۔

قوله تعالیٰ لا تقم فيه ابدا ترجمہ (آپ اُس میں کبھی کھڑے نہ ہوں) کیونکہ آپ کا وہاں پر نماز پڑھ لیتا اُسکی ترویج و تقویت کا سبب ہوجاویگا اور اس میں دلیل ہے کہ امر مکروہ شرعی کیلئے سبب بننے سے بھی تحرز ضروری ہے۔

قوله تعالیٰ لمسجد اسس علی التقوی من

اول یوم احق ان تقوم فیه فی الروح لان النفس تتاثر فیه بصفاء الوقت و طیب الحال وذوق الوجدان بخلاف ما اذا کان مبنیا علی ضد ذٰلک فانها تتاثر فیه بالکدورة والتفرقة والقبض واصل ذٰلک ان عالم الملک تحت قہر عالم الملکوت وتسخیرہ فیذم ان یکون لتبات النفوس وهیأتها تاثیر فیما تباشر من الاعمال الاتری الکعبة کیف شرفت وعظمت وجعلت محلا للتبرک لما انها کانت مبنیة بید خلیل اللّٰه تعالیٰ علیه الصلوٰة والسلام بنیة صادقة ونفس شریفة ونحن نجد ایضا اثر الصفاء والجمعیة فی بعض المواضع والبقاع وضد ذٰلک فی بعضها فیه رجال یحبون ان یتطهروا ای اهل ارادة وسعی فی التطهر عن الذنوب وهو اشارة الی ان صحبة الصالحین لها اثر عظیم ویتحصل من هذا وما قبله الاشارة الی انه ینبغی رعایة المکان والاخوان فی حصول الجمعیة وجاء عن القوم انه یجب مراعاة ذٰلک مع مراعاة الزمان فی حصول ماذکر اھ ملخصًا۔

قولہ تعالیٰ لمسجد اسس علی التقوی من اول یوم احق ان تقوم فیه ترجمہ (البتہ جس مسجد کی بنیاد اول دن سے تقوی پر رکھی گئی ہے وہ اس لائق ہے کہ آپ اُسمیں کھڑے ہوں) وجہ اسکی یہ ہے کہ اس سے نفس میں صفاء وقت و طیب حال و ذوق وجدان کا اثر پیدا ہوتا ہے بخلاف اُسکے جو خلاف تقوی پر مبنی ہو کہ اُس میں کدورت اور تفرقہ اور قبض کا اثر نفس میں پیدا ہوتا ہے اور فیه رجال یحبون ان یتطهروا (اُسمیں ایسے آدمی ہیں کہ وہ خوب پاک ہونیکو پسند کرتے ہیں) میں اشارہ ہے کہ صالحین کی صحبت کو بھی اثر عظیم ہے (کہ اُس مسجد میں قیام کی ترجیح کی علت کے موقع میں اسکو بھی فرمایا) اور اس مجموعہ سے یہ امر حاصل ہوا کہ حصول جمعیت میں مکان اور اخوان اور اہل طریق سے منقول ہے کہ اسکے زمان کی بھی رعایت کو دخل ہے کذا فی الروح ملخصًا

قولہ تعالیٰ التائبون العابدون الی

قولہ تعالیٰ و بشر المومنین فی الروح وفی الآیة نعی علی اناس ادعوا الانتظام فی حزب اللّٰه تعالیٰ وزمرة اولیاءہ وهم قد ضیعوا الحدود وخرقوا سفینة الشریعة وتکلموا بالکلمات الباطلة حتی عند الصوفیة اھ

قولہ تعالیٰ التائبون العابدون الی قولہ و بشر المومنین۔ ترجمہ (وہ ایسے ہیں جو توبہ کرنیوالے ہیں عبادت کرنے والے الی قولہ۔ اور ایسے مومنین کو آپ خوشخبری سُنا دیجئے) روح میں ہے کہ اس آیت میں اُن لوگوں کی بدحالی کا اظہار ہے جو اپنے کو سالکین کے زمرہ میں داخل سمجھتے ہیں اور پھر حدود کو ضائع کرتے ہیں اور ایسے کلمات کے ساتھ تکلم کرتے ہیں جو صوفیہ کے نزدیک بھی باطل ہیں۔

قولہ تعالیٰ ماکان للنبی والذین اٰمنوا

قولہ تعالیٰ ماکان للنبی والذین اٰمنوا ان

ان یستغفروا للمشرکین ولوکانوا اولی قربی نص فی عدم نفع البرکات بدون الایمان فای برکة تکون اعظم من برکة قرابة النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم قال تعالیٰ ما قال

یستغفروا للمشرکین ولوکانوا اولی قربی ترجمہ (پیغمبر کو اور دوسرے مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکین کیلئے مغفرت کی دعا مانگیں اگرچہ وہ رشتہ دار ہی ہوں) اسمیں تصریح ہے کہ بدون ایمان کے محض برکات کام نہیں آتے دیکھیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت سے بڑھکر کونسی برکت ہوگی پھر بھی یہ حکم دیا گیا۔

قولہ تعالیٰ وما کان استغفار ابراھیم لابیہ الا عن موعدة الخ دلیل علی بیان الشیخ عذرہ اجمالا او تفصیلا عند المرید اذا احتمل منہ الاقتداء فی فعل نہاہ الشیخ عنہ

قولہ تعالیٰ وما کان استغفار ابراھیم لابیہ الاعن موعدة الخ ترجمہ (اور ابراہیم کا اپنے باپ کیلئے دعاء مغفرت مانگنا وہ صرف وعدہ کے سبب سے تھا الخ) یہ دلیل ہے اسپر کہ اگر شیخ کسی فعل سے مرید کو منع کرے اور کسی عارض سے وہی فعل خود کرنا پڑے تو مرید کے سامنے اپنا عذر اجمالا یا تفصیلا بیان کردے تاکہ وہ اسکا اقتدا نہ کرے۔

قولہ تعالیٰ حتی اذا ضاقت علیہم الارض الخ دلت القصة علی جواز التشدد علی المرید حسب ما یراہ الشیخ من المصلحة

قولہ تعالیٰ حتی اذا ضاقت علیہم الارض الخ ترجمہ (یہاں تک کہ جب زمین باوجود اپنی فراخی کے ان پر تنگی کرنے لگی) یہ قصہ اسپر دال ہے کہ مرید پر حسب مصلحت شیخ کو تشدد جائز ہے۔

قولہ تعالیٰ ثم تاب اللہ علیہم فی الروح وقد جرت عادتہ تعالیٰ مع اھل محبتہ اذا صدر منہم ما ینافی مقامہم بادبہم بنوع من الحجاب حتی اذا قواطع الجنایة واحتجبوا عن المشاھدة وعراھم ما عراھم امطر علیہم وابل سحاب الکرم واشرق علی افاق اسرارہم انوار القدم فیؤنسہم بعد ایاسہم ویمن علیہم بعد قنوطہم۔

قولہ تعالیٰ ثم تاب اللہ علیہم ترجمہ (پھر انکے حال پر توجہ فرمائی) حق تعالیٰ کی عادت اپنے محبین کے ساتھ جاری ہے کہ جب ان سے کوئی امر ان کے مقام کے منافی صادر ہوجاتا ہے تو ایک نوع کے حجاب سے ان کی تادیب کیجاتی ہے اور جب وہ اسکی تلخی چکھ چکتے ہیں تو ابر کرم کی بارش فرمائی جاتی ہے۔ کذا فی الروح ملخصًا

قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصدقین۔ فی الروح قیل خالطوھم لتکونوا مثلہم فکل قرین بالمقارن یقتدی اھ ففیہ ترغیب لصحبة الصالحین

قولہ تعالیٰ یا ایہا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصدقین ترجمہ (اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ رہو) اجنس نے معیت کی تفسیر مخالطت اور مقارنت سے کی ہے کذا فی الروح پس اسمیں ترغیب ہے صحبت صالحین کی۔

علاج تعرف البرکات بدون الایمان — برکات بدون ایمان کے کافی نہیں ہونا

بیان الشیخ عذرہ اذا قیل امر یحتمل الاقتداء — اگر شیخ کسی ایسے فعل کا مرتکب ہو جس سے اقتداء کا احتمال ہو تو عذر بیان کرے

جواز التشدد علی المرید — شیخ کا تشدد مرید پر

معاملة الحق تعالیٰ مع المحبین اذا صدر منہم زلة — معاملہ حق تعالیٰ کا محبین سے

برکات صحبة الشیخ — برکات صحبت شیخ

قوله تعالیٰ وما کان المؤمنون لینفروا کافة الخ دلیل ان المطلوب ان یکون انتظام المهم الدینی بحیث لا یختل به مهم اخر دمن المهم المعاش الواجب۔

قوله تعالیٰ یا ایها الذین اٰمنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار۔ ای الذین یقربون منکم ویوخذ منه ان الاقرب من الجمیع النفس کما ورد اعدیٰ عدو لك نفسك التی بین جنبیك فکن مبتدئا باصلاحه کما قیل

ابدا بنفسك فانهها عن غیها

قوله تعالیٰ اولا یرون انهم یفتنون فی کل عام مرة اومرتین ثم لا یتوبون الخ فی الروح ای یصیبهم بالبلاء لیتوبوا وفی الاثر البلاء سوط من سیاط الله تعالیٰ یسوق به عباده الیه وان البلاء یکسر سورة النفس فیلین القلب فیتوجه الی مولاه اهـ

قوله تعالیٰ لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم الخ لما کان الشیخ من نوابه صلی الله علیه وسلم ینبغی ان یکون فیه نحو صفات النبی صلی الله علیه وسلم التی ذکرت فی هذه الاٰیة۔ تمت سورة التوبة

قوله تعالیٰ وماکان المؤمنوالینفروا کافہ ترجمہ (اور مسلمانوں کو یہ نہ چاہئے کہ سب کے سب نکل کھڑے ہوں) اسمیں دلیل ہے کہ مہم دینی کا انتظام ایسا ہونا چاہئے کہ دوسری ضروریات میں جنمیں امر معاش بھی ہے مخل نہ ہوں۔

قوله تعالیٰ یاایها الذین اٰمنوا قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ترجمہ (اے ایمان والو ان کفار سے لڑو جو تمہارے آس پاس ہیں) اس سے مستنبط ہوتا ہے کہ چونکہ سب سے قریب تر نفس ہے ابتدا اسکے مجاہدہ سے کرے۔

فاذا انتهت عنه فانت حکیم

قوله تعالیٰ اولا یرون انهم یفتنون فی کل عام مرة اومرتین ثم لا یتوبون ترجمہ (اور کیا ان کو نہیں دکھلائی دیتا کہ یہ لوگ ہر سال میں ایکبار دوبار کسی نہ کسی آفت میں پھنستے رہتے ہیں پھر بھی باز نہیں آتے) اس سے بلا کی حکمت معلوم ہوتی ہے کہ مولی کی طرف توجہ ہو جاوے۔

قوله تعالیٰ لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیه ما عنتم الخ ترجمہ (تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں جنکو تمہاری مضرت کی بات نہایت گران گذرتی ہے الخ) یہ صفات ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور چونکہ شیخ بھی نائب ہوتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اسلئے یہ صفات اسمیں بھی ہونا ضروری ہیں۔ سورۂ توبہ ختم ہوئی۔

ملحقہ من رسالة التائید المذکورة فی التمهید
سورة التوبة

اضافہ از رسالہ تائید
سورۃ التوبۃ

سورۃ التوبۃ

قولہ تعالیٰ اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا ای بالنصرۃ والعصمۃ لا بالذات لان اللہ تعالیٰ مع کل مخذول ومنصور وظالم ومظلوم بالذات لکن الحزن انما ینفی اذا علم انہ تعالیٰ معہ بالنصرۃ لا بالخذلان والان الظاہر من حال الصدیق رضی اللہ عنہ انہ کان یعلم ان اللہ تعالیٰ قریب منہما اقرب من حبل الورید انما کان خوفہ حیث لم یعلم النصرۃ والعصمۃ من اللہ تعالیٰ لانہ ربما لا ینصر۔

سورۃ التوبۃ

قولہ تعالیٰ اذ یقول لصاحبہ لا تحزن ان اللہ معنا ترجمہ (یعنی جبکہ آپ اپنے ساتھی سے کہتے تھے کہ غم نہ کرو بالیقین اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے، یعنی مدد اور حفاظت سے نہ ذات سے کیونکہ ذات سے تو اللہ تعالیٰ ہر مخذول اور منصور اور ظالم اور مظلوم کی ساتھ ہے لیکن غم جب ہی دور ہوتا ہے جب یہ معلوم ہو کہ اللہ تعالیٰ کی معیت نصرت کے ساتھ ہے خذلان کے ساتھ نہیں اور اسلئے کہ ظاہر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے حال سے یہ ہے کہ ان کو یہ تو معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ دونوں سے قریب ہیں رگ گردن سے بھی قریب تر صرف خوف اس وجہ سے تھا کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد و حفاظت کا ہونا معلوم نہ تھا کیونکہ کبھی اللہ تعالیٰ مدد کرتے ہیں اور کبھی نہیں بھی کرتے (کیونکہ وہ انکا اختیاری فعل ہے)۔

قولہ تعالیٰ قاتلوا الذین یلونکم من الکفار یعنی ابدأ بنفسک ان کانت کافرۃ تسلم وتنقاد وتطمئن ثم قاتل سائر اعدائک الھوی والشہوات والشیاطین الاقرب فالاقرب

قولہ تعالیٰ قاتلوا الذین یلونکم من الکفار ترجمہ (اُن کفار سے لڑو جو تمہارے آس پاس ہیں) یعنی ابتدا اپنے نفس سے کر اگر وہ کافر (بالمعنی اللغوی) ہو اس سے وہ مطیع اور فرمانبردار اور مطمئنہ ہو جاویگا پھر اپنے باقی دشمنوں یعنی ہوائی نفسانی اور شہوات اور شیاطین سے مقابلہ کر اول جو سب سے اقرب ہو پھر باقی میں جو اقرب ہو۔

قولہ تعالیٰ لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم ہکذا یجب ان یکون المربی فی التصوف ۔ انتہت الملحقت۔

قولہ تعالیٰ لقد جاءکم الخ ترجمہ (تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں جنکو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گذرتی ہے جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہشمند رہتے ہیں ایمان داروں کے ساتھ بڑے ہی شفیق مہربان ہیں)، ایساہی تصوف میں تربیت کرنے والے کو ہونا واجب ہے۔ اضافہ تمام ہوا۔

سورۃ یونس

قولہ تعالیٰ ان الذین لا یرجون لقاءنا

سورہ یونس علیہ السلام

قولہ تعالیٰ ان الذین لا یرجون لقاءنا

ورضوا بالحيوة الدنيا واطمأنوا بها الخ تعليق
الذم بالرضى بالدنيا والاطمينان بها دليل
ظاهر على ذمهما۔

قوله تعالى واذا مس الانسان الضر
دعانا لجنبه او قاعدا او قائما فلما
كشفنا عنه ضره مر كان لم يدعنا الى ضر
مسه في الروح هذا وصف الذين
لم يدركوا حقايق العبودية في مشاهد
الربوبية فانهم اذا ظلم عليهم ليل
البلاء قاموا الى ايقاد مصباح التضرع
فاذا انجلت عنهم الغياهب بسطوع انوار
فجر الفرج نسوا ما كانوا فيه ومروا كان لم
يدعوا الى مولاهم الى كشف ما عناهم
ولو كانوا عارفين لم يبرحوا دائرة التضرع
واظهار العبودية بين يديه تعالى في كل
حين اه قلت ولو اريد بالانسان الكافر
على ان الدعاء ان لم يكن عن ايمان بل عن
اضطرار لا ينفع وهو المذكور في قوله تعالى
الاتي فاذا ركبوا في الفلك دعوا الله مخلصين
له الدين۔

قوله تعالى حتى اذا كنتم في الفلك
الى قوله دعوا الله مخلصين له الدين
في الروح [illegible] خبير بان الناس اليوم
اذا اعتراهم [illegible] خطير وخطب جسيم

ورضوا بالحيوة الدنيا واطمأنوا بها ترجمہ
(جن لوگوں کو ہمارے پاس آنے کا کھٹکا نہیں ہے اور
وہ دنیوی زندگی پر راضی ہو گئے ہیں اور اُس میں جی
لگا بیٹھے ہیں) مذمت کا رضا بالدنیا واطمینان بالدنیا
پر مرتب کرنا ان دونوں کے مذموم ہونے پر دلیل ظاہر ہے۔

قوله تعالى واذا مس الانسان الضر دعانا
لجنبه او قاعدا او قائما فلما كشفنا عنه
ضره مر كان لم يدعنا ترجمہ (اور جب انسان
کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو ہم کو پکارنے لگتا ہے لیٹے
بھی بیٹھے بھی کھڑے بھی پھر جب ہم اُسکی وہ تکلیف
اُس سے ہٹا دیتے ہیں تو پھر اپنی پہلی حالت پر آجاتا
ہے کہ گویا جو تکلیف اُسکو پہونچی تھی اُسکے ہٹانے
کیلئے کبھی ہمکو پکارا ہی نہ تھا) روح میں ہے کہ یہ اون
لوگوں کی حالت ہے جنھوں نے مشاہد ربوبیۃ میں
حقایق عبودیت کا ادراک نہیں کیا اُن پر جب بلا آتی
ہے تو تضرع کرنے لگتے ہیں اور جب بلا دور ہو جاتی ہے
تو گویا بے تعلق ہو جاتے ہیں اور اگر عارف ہوتے
برابر تضرع اور عبودیت کرتے رہتے اھ بحاصلہ اور
اگر انسان سے مراد کافر لیا جاوے تو اسپر دال ہے
کہ دعا وعبادت اگر ایمان سے نہ ہو بلکہ محض اضطرار سے
ہو تو (شرعاً) نافع نہیں اور ایسی ہی دعا وعبادت اس
آیت میں مذکور ہے فاذا رکبوا فی الفلک دعوا اللہ
مخلصین له الدین۔

قوله تعالى حتى اذا كنتم في الفلك وجرين
بهم الى قوله دعوا الله مخلصين له الدين
ترجمہ (یہاں تک کہ جب تم کشتی میں ہوتے ہو اور
وہ کشتیاں لوگوں کو موافق ہوا کے ذریعہ سے لیکر

فی برا وبحر دعوا من لا یضر ولا ینفع ولا یری ولا یسمع فمنہم من یدعو الخضر والیاس ومنہم من ینادی ابا الخمیس والعباس الی اخر ما قال واطال۔

قولہ تعالیٰ للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادۃ وھی النظر الی وجہ ربہم الکریم جل جلالہ رواہ مسلم مرفوعًا وتسمیتہ زیادۃ تدل علی کونہا افضل من سائر النعم الاخرویۃ۔

قولہ تعالیٰ وما یتبع اکثرھم الا ظنا فی الروح ولا یکاد ینجو من ھذا الذم الا قلیل فان ادلۃ اھل الرسوم من المتکلمین وغیرہم متعارضۃ وکلماتہم متجاذبۃ فلا تکاد تری دلیلا سالمًا من قیل وقال ونزاع وجدال فمن اراد النجاۃ فلیتبع السلف الصالح فیما کانوا علیہ فی امر دینہم غیر مکترث بمقالات الفلاسفۃ ومن حذا حذوھم من المتکلمین التی لا تزید طالب الحق الا شکا اھ

قولہ تعالیٰ بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ ولما یاتہم تاویلہ۔ فی الروح ذم لہم بالمسارعۃ الی تکذیب الحق قبل التامل والتدبر والاطلاع علی الحقیقۃ وھذہ عادۃ المنکرین اھل الحجاب مع کلمات القوم حیث انہم یسارعون الی انکارھا قبل التامل فیہا وتدبر مواضیعہا والوقوف علی الاصطلاحات التی بنیت

چلتی ہیں، الی قولہ۔ خالص اعتقاد کرکے اللہ ہی کو پکارنے لگتے ہیں) روح میں ہے تمکو معلوم ہے کہ اس زمانہ میں اکثر لوگوں کا یہ حال ہے کہ ایسے وقت میں بزرگوں کو پکارتے ہیں اھ تو اس حیثیت سے یہ لوگ اُن مشرکین سے بھی زیادہ قابل افسوس ہوئے۔

قولہ تعالیٰ للذین احسنوا الحسنیٰ وزیادۃ **ترجمہ** (جن لوگوں نے نیکی کی ہے اُن کے واسطے خوبی ہے اور مزید برآں بھی) حدیث مسلم میں اسکی تفسیر رویت باری تعالیٰ سے آئی ہے اور اسکو زیادت فرمانا اسپر دلیل ہے کہ یہ تمام نعم اخرویہ سے افضل ہے۔

قولہ تعالیٰ وما یتبع اکثرھم الا ظنا **ترجمہ** (اور اُن میں سے اکثر لوگ صرف بے اصل خیالات پر چل رہے ہیں) روح میں ہے کہ اس سے علماء رسوم بہت کم محفوظ ہیں چنانچہ اکثر اہل ظاہر متکلمین کے دلائل (ذات و صفات کے متعلق) متعارض پائے جاتے ہیں (جو شان ہوتی ہے ظنیات کی) پس جو شخص اس سے بچنا چاہے وسلف صالح کا اتباع کرے اور فلسفیات میں مشغول نہ ہو جس سے بجز شک بڑھنے کے کوئی حاصل نہیں اھ

قولہ تعالیٰ بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ ولما یاتہم تاویلہ **ترجمہ** (بلکہ ایسی چیز کی تکذیب کرنے لگے جسکو اپنے احاطہ علمی میں نہیں لائے اور ہنوز اُن کو اسکا اخیر نتیجہ نہیں ملا) روح میں ہے یہ اُن کی مذمت ہے اسپر کہ وہ قبل تامل و تدبر و اطلاع علی الحقیقۃ کے تکذیب حق کی طرف مسارعت کرتے ہیں اور یہی عادت ہے منکرین اہل حجاب کی بزرگوں کے کلام کے ساتھ کہ اُن میں غور کرنے سے پہلے اور نہ ان اصطلاحات کو جانتے ہیں جن پر کلام

علیها وکان الحری لهم التثبت والتدبر اه

مبنی ہے اور اعتراض کر بیٹھتے ہیں ان کو تو ایسی حالت میں تحقیق اور تدبر کی ضرورت تھی اھ

قوله تعالیٰ وان کذبوك فقل لی عملی ولکم عملکم انتم بریئون مما اعمل وانا بری مما تعملون وهذا هو عین سیر القوم فی المناظرة اذا راوا الاصرار واللجاج من الخصم بخلاف خدام الالفاظ لا یرضون بمثل هذه المقالات۔

قوله تعالیٰ وان کذبوك فقل لی عملی ولکم عملکم انتم بریئون مما اعمل وانا بری مما تعملون ترجمہ (اور اگر آپ کو جھٹلاتے رہیں تو یہ کہدیجئے کہ میرا کیا ہوا مجھکو ملیگا اور تمھارا کیا ہوا تمکو ملیگا تم تو میرے کئے ہوئے کے جوابدہ نہیں ہو اور میں تمہارے کئے ہوئے کا جوابدہ نہیں ہوں) اور یہی عادت ہے اہل طریق کی مناظرہ میں جسوقت وہ خصم کی جانب سے ضد اور ہٹ دیکھتے ہیں بخلاف الفاظ پرستوں کے کہ وہ مناظرہ کے موقع پر کبھی ایسی بات نہ کہیں (بلکہ اس کہنے کو ہارنا سمجھیں۔)

قوله تعالیٰ ولکل امة رسول اخذ منه المحققون الاحتیاط بکف اللسان عن من لم یعلم حاله من القرون الاولی فی اقالیم لم یعرف بعث الرسل فیها لاحتمال کونهم رسلا الی اهل تلك الاقالیم لان الظاهر عدم خلو امم ها عن الرسل۔

قوله تعالیٰ ولکل امة رسول ترجمہ (اور ہر ہر امت کیلئے ایک حکم پہونچانے والا ہے) محققین نے اس سے اخذ کیا ہے کہ قرون اولیٰ میں جو لوگ غیر معلوم الحال ایسے اقالیم میں گذرے ہیں جن میں رسولوں کا مبعوث ہونا معلوم نہیں ہوا احتیاط اسی میں ہے کہ اُن سے کف لسان کیا جاوے احتمال ہے کہ وہ رسول ہوں کیونکہ ظاہر تو یہی ہے کہ وہاں کی امت بھی رسول سے خالی نہیں رہی (بعض اکابر اہل طریق نے اس احتیاط اور احتمال کی تصریح فرمائی ہے)

قوله تعالیٰ یا ایها الناس قد جاءتکم موعظة من ربکم وشفاء لما فی الصدور الخ دلیل علی ان فی القلوب امراضا وهی اشد من امراض الابدان کالشك والنفاق والحسد والحقد وامثال ذلك۔

قوله تعالیٰ یا ایها الناس قد جاءتکم موعظة من ربکم وشفاء لما فی الصدور الخ ترجمہ (اے لوگو تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے ایک ایسی چیز آئی ہے جو نصیحت ہے اور دلوں میں جو روگ ہیں اُنکے لئے شفا ہے) اسپر دلیل ہے کہ قلوب میں بھی امراض ہوتے ہیں اور وہ امراض بدن سے اشد ہیں جیسے شک ونفاق وحسد وغیرہ۔

قوله تعالیٰ قل بفضل الله وبرحمته فبذلك فلیفرحوا اذا بلغ الفرح اقصاه انبسط ولم یقدر علی السکوت عن اظهار الفضل

قوله تعالیٰ قل بفضل الله وبرحمته فبذلك فلیفرحوا ترجمہ (آپ کہدیجئے کہ بس لوگوں کو خدا کے اس انعام اور رحمت پر خوش ہونا چاہئے) یعنی فرح کبھی

وقد یکون ھذا الاظہار فی صورۃ تخالف الادب لکن یعذر بغلبۃ الحال۔

اس حد تک پہونچ جاتا ہے کہ غایت انبساط سے اُس فضل کے اظہار سے سکوت پر قدرت نہیں رہتی اور کبھی یہ اظہار ایسی صورت میں ہوتا ہے کہ وہ ظاہراً خلاف ادب ہوتی ہے لیکن غلبہ حال سے معذور ہوتا ہے۔

قولہ تعالیٰ قل ارءیتم ما انزل اللّٰہ لکم من رزق فجعلتم منہ حراما وحلالا۔ فیہ ردّ علی من حرم بعض المباحات علی نفسہ اعتقادا او عملا تقشفا وتزھدا ویخص منہ من ترکہ علاجا۔

قولہ تعالیٰ قل ارءیتم ما انزل اللّٰہ لکم من رزق فجعلتم منہ حراما وحلالا۔ ترجمہ آپ کہئے کہ یہ تو بتلاؤ کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے جو کچھ رزق بھیجا تھا پھر تم نے اُسکا کچھ حصّہ حرام اور کچھ حلال قرار دے لیا) اس میں اُن لوگوں پر رد ہے جو بعض مباحات کو اعتقاداً یا عملاً بطور تقشف وتزہد کے اپنے نفس پر حرام کر لیتے ہیں البتہ جو شخص بطور معالجہ کے ترک کر دے وہ مستثنیٰ ہے۔

قولہ تعالیٰ الا ان اولیاء اللّٰہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون انظرما قد منا تحت قولہ تعالیٰ فی وسط الانفال ان اولیاءہ الا المتقون وبناءہ علی الایمان والتقوی الکاملین دلیل علی انہ لا یشترط فیہ صدور کرامۃ علی یداہ۔

قولہ تعالیٰ الا ان اولیاء اللّٰہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ترجمہ (یاد رکھو اللہ کے دوستوں پر نہ کوئی اندیشہ ہے اور نہ وہ مغموم ہوتے ہیں) سورہ انفال میں آیت ان اولیاءہ الا المتقون کے تحت میں جو لکھا گیا ہے اُسکو دیکھ لو اور ولایت کا ایمان وتقوی پر مبنی کرنا اسکی دلیل ہے کہ ولایت کے لئے یہ شرط نہیں کہ اُسکے ہاتھ پر کوئی کرامت بھی صادر ہوا کرے۔

قولہ تعالیٰ ان العزۃ للّٰہ جمیعا وما یری لغیرہ ھو لہ حقیقۃ وانما ذلک الغیر لحد مظاھر عزتہ فحسب کالضیاء ھو للشمس حقیقۃ ویظھر فی الارض بنوع من التعلق ففیہ اصل لمسئلۃ المظھریۃ۔

قولہ تعالیٰ ان العزۃ للّٰہ جمیعا ترجمہ (تمام تر غلبہ خدا ہی کیلئے ہے) اور دوسرے میں جو عزت نظر آتی ہے وہ بھی درحقیقت اللہ تعالیٰ کے لئے ثابت ہے اور وہ غیر اُسکی عزت کا ایک مظہر ہے جیسے ضیاء حقیقت آفتاب کی صفت ہے اور زمین ایک گونہ تعلق کے سبب اُسکا ظہور ہو جاتا ہے پس اسمیں مسئلہ مظہریت کی اصل ہے۔

قولہ تعالیٰ ھو الذی جعل لکم اللیل لتسکنوا فیہ دال علی ان الاولی ان ینام شیئا من اللیل فان فیہ موافقۃ للمصلحۃ الالھیۃ وفی ھذہ الموافقۃ من رعایۃ الادب ما لا یخفی۔

قولہ تعالیٰ ھو الذی جعل لکم اللیل لتسکنوا فیہ ترجمہ (وہ ایسا ہے کہ جس نے تمہارے لئے رات بنائی تاکہ تم اُس میں آرام کرو) اس میں دلیل ہے اسپر کہ رات کو کسیقدر سو رہنا اولیٰ ہے کیونکہ اسمیں مصلحت الٰہیہ کی موافقت ہے اور اس موافقت میں ظاہر ہے کہ ادب

قوله تعالیٰ اتقولون علی الله ما لا تعلمون فیه انکار علی الکلام فی الذات الالٰهی والصفات الالٰهیة بالتخمینیات والمجازفات استدلالیة کانت اوذوقیة وابتلی بهذا اکثر ممن ینسب الی العلم والتصوف والی الله المشتکی

قوله تعالیٰ کذالک نطبع علی قلوب المعتدین وهذا الطبع هو الذی یعبر عنه بفساد الاستعداد

ساتھ تعبیر کیا جاتا ہے۔

قوله تعالیٰ ولا یفلح الساحرون۔ ای فی مقابلة اهل الحق ویقاس علیه حال المشائخ المبطلین لا یتمشی امرهم۔

کہ اُن کی بات چلتی نہیں (یعنی اُس میں برکت اور بقا نہیں)

قوله تعالیٰ ربنا لا تجعلنا فتنة للقوم الظلمین۔ فی الروح ولا یتوهمن ان التوکل مناف للدعاء لان المراد بذالک قطع النظر عن الاسباب العادیة وقصره علی مسببها عزوجل وقد صرحوا ان الشخص اذا تعاطی الاسباب معتقدا ذلک یعد متوکلا ایضا اه ای فی بعض الدرجات۔

کہ اُن میں دعا بھی ہے تو کل بدرجہ اولیٰ باقی رہیگا)

قوله تعالیٰ لما اٰمنوا کشفنا عنهم عذاب الخزی فیه امکان ان یفیض علی المرید من الکرامات ما لا یطلع علیه الشیخ کما لم یشعر یونس علیه السلام بقبول ایمانهم

کی کیسی رعایت ہے

قولہ تعالیٰ اتقولون علی اللہ ما لا تعلمون ترجمہ (کیا اللہ کے ذمہ ایسی بات لگاتے ہو جس کا تم علم نہیں رکھتے) اس میں ذات وصفات کے متعلق تخمینیات و مجازفات سے خواہ وہ استدلالی ہوں یا ذوقی ہوں کلام کرنے پر انکار ہے اور اس میں اہل علم و اہل تصوف کثرت سے مبتلا ہیں۔

قولہ تعالیٰ کذالک نطبع علی قلوب المعتدین ترجمہ (اللہ تعالیٰ اسیطرح کافروں کے دلوں پر بند لگا دیتے ہیں) یہ طبع وہی ہے جس سے فساد استعداد کے

قولہ تعالیٰ ولا یفلح الساحرون ترجمہ (حالانکہ جادوگر کامیاب نہیں ہوا کرتے) یعنی اہل حق کے مقابلہ میں اور اسی پر مشائخ اہل باطل کا حال قیاس کرلیا جاوے

قولہ تعالیٰ ربنا لا تجعلنا فتنة للقوم الظلمین ترجمہ (اے ہمارے پروردگار ہمکو ان ظالم لوگوں کا تختۂ مشق نہ بنا) روح میں ہے کہ کوئی شخص یہ وہم نہ کرے کہ توکل دعا کے منافی ہے کیونکہ حاصل توکل کا یہ ہے کہ اسباب عادیہ پر نظر نہو صرف مسبب پر نظر ہو اور اس اعتقاد کے ساتھ اگر اسباب کو اختیار بھی کرے تب بھی متوکل قرار دیا جاویگا اھ (تو اسباب غیر عادیہ کے ساتھ

قولہ تعالیٰ لما اٰمنوا کشفنا عنہم عذاب الخزی ترجمہ (جب وہ ایمان لے آئے تو ہم نے رسوائی کے عذاب کو دنیوی زندگی میں ان پر سے ٹال دیا) اس میں دلالت ہے اسپر کہ یہ امر ممکن ہے کہ مرید پر کوئی ایسا فیض من

وان کانت ھذہ الافاضۃ ببرکۃ الشیخ کایمانہم کان من برکاتہ علیہ السلام

جسکی خبر شیخ کو نہو جیسا حضرت یونس علیہ السلام کو ان کے قوم ایمان کی اطلاع نہ ہوئی گو وہ فیض شیخ ہی کی برکت سے ہو جیسا انکا ایمان حضرت یونس علیہ السلام ہی کی برکات سے تھا۔

قولہ تعالیٰ افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مومنین انکار علی التصدی لایمانہم بعد ان بلغہم مایجب علیہ۔

قولہ تعالیٰ افانت تکرہ الناس حتی یکونوا مؤمنین ترجمہ (سو کیا آپ لوگوں پر زبردستی کر سکتے ہیں جس میں وہ ایمان ہی لے آویں) اس میں دلالت ہے کہ بعد تبلیغ کے درپے ہونے کی ضرورت نہیں۔

قولہ تعالیٰ قل انظروا ماذا فی السموات والارض لعل ان النظر فی الخلق للحق لاینافی النظر الی الحق

قولہ تعالیٰ قل انظروا ماذا فی السموات والارض ترجمہ (آپ کہدیجئے کہ تم غور کرو کہ کیا کیا چیزیں ہیں آسمانوں میں اور زمین میں) اسپر دلیل ہے کہ خلق پر نظر کرنا حق کیلئے نظر الی الحق کے منافی نہیں۔

تمت سورہ یونس

سورہ یونس تمام ہوئی

ملحقہ من رسالۃ التائید المذکورۃ فی اٰخر التمہید

اضافہ از رسالہ تائید

سورۃ یونس

سورہ یونس

قولہ تعالیٰ بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ ھذہ کلمۃ عامۃ وان نزلت بسبب تکذیبہم القراٰن والغالب فی سجایا بنی اٰدم ان یکفروا ویکذبوا ما لم یعلموا ومنہ قیل الناس اعداء ما جھلوا وقال اللہ تعالیٰ فی سورۃ الاحقاف فی ھذا المعنی ایضا واذ لم یھتدوا بہ فسیقولون ھذا افک قدیم فان کل ذلک توبیخ لکل مکذب یکذب الانبیاء والاولیاء فیما یعلمون منہم

قولہ تعالیٰ بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ ترجمہ (بلکہ ایسی چیز کی تکذیب کرنے لگے جسکو اپنے احاطہ علمی میں نہیں لائے) یہ کلمہ عام ہے گو سبب نزول اسکا صرف انکا قرآن کو جھٹلانا ہے اور اکثر آدمیوں میں غالب خصلت یہی ہے کہ جسکو وہ نہیں جانتے اسکی تکذیب اور انکار کرتے ہیں اسیوجہ سے کہا گیا ہے کہ لوگ جس کو نہیں جانتے اسکے دشمن ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے سورہ احقاف میں بھی مضمون کو ارشاد فرمایا ہے (اسطرح) اور جبکہ یہ کفار قرآن کو نہیں سمجھ سکے تو اب یہی کہیں گے کہ یہ قدیمی جھوٹی باتیں ہیں تو یہ سب ہر ایسے شخص کی توبیخ ہے جو ایسے امر کا انکار کرے جسکو انبیاء

اضافہ تمام ہوا

سورۃ ہود علیہ السلام

قولہ تعالیٰ ثم تولوا الیہ یمتعکم متاعا حسنا یراد بہ الحیوۃ الطیبۃ التی تکون لمن عمل صالحا من ذکر او انثی وھو مؤمن وفی الروح والمعنی کما قیل یعشکم فی امن وراحۃ ولعل ھذا لاینافی کون الدنیا سجن المؤمن وجنۃ الکافر ولا کون اشد الناس بلاء الامثل فالامثل لان المراد بالامن امنہ من غیر اللہ تعالیٰ ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ وبالراحۃ طیب عیشہ برجاء اللہ تعالیٰ والتقرب الیہ حتی بعد المحنۃ منحۃ

ہ وتعذیبکم عذب لدی وجورکم
علی بما یقضی الھوی لکم عدل

قولہ تعالیٰ وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا فیہ حمل بلیغ للعباد علی التوکل فی الرزق فی الروح ولا یمنع من التوکل مباشرۃ الاسباب مع العلم بانہ سبحانہ مسبب لھا ولا ینبغی ان یعتقد انہ لا یحصل الرزق بدون مباشرۃ سبب وبالجملہ ینبغی الوثوق باللہ تعالیٰ وربط القلب بہ سبحانہ فما شاء کان وما لم یشأ لم یکن اھ

قولہ تعالیٰ ولئن اذقنا الانسان منا رحمۃ ثم نزعناھا منہ انہ لیئوس کفور ولئن اذقناہ

سورہ ہود علیہ السلام

قولہ تعالیٰ ثم تولوا الیہ یمتعکم متاعا حسنا ترجمہ (پھر اسکی طرف متوجہ رہو وہ تمکو وقت مقرر تک خوش عیشی دیگا) مراد اس سے حیوۃ طیبہ ہے جو ایسے شخص کے لئے مخصوص ہے جو ایمان اور عمل صالح کے ساتھ موصوف ہو اور روح میں ہے کہ مراد اس سے امن وراحت کی زندگی ہے اور یہ حدیث الدنیا سجن المؤمن اور حدیث اشد الناس بلاء الامثل فالامثل کے منافی نہیں کیونکہ امن سے مراد امن من غیر اللہ ہے اور راحت سے مراد حق تعالیٰ پر نظر رکھنے اور اسکا قرب حاصل کرنے سے خوش عیشی ہوتا ہے ایسا شخص شقت کو نعمت سمجھتا ہے۔

قولہ تعالیٰ وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقھا ترجمہ (اور کوئی جاندار روئے زمین پر چلنے والا ایسا نہیں کہ اسکی روزی اللہ کے ذمہ ہو) اسمیں ترغیب عظیم ہے توکل فی الرزق کی اور روح میں ہے کہ اگر اسباب کو اس اعتقاد کے ساتھ اختیار کرے کہ اللہ تعالیٰ مسبب ہے اور یہ اعتقاد نہ ہو کہ بدون اسباب کے رزق نہیں حاصل ہوتا تو یہ توکل کے منافی نہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ وثوق اور ربط قلب حق تعالیٰ کے ساتھ ہونا چاہئے۔

قولہ تعالیٰ ولئن اذقنا الانسان الی قولہ تعالیٰ عملوا الصلحت ترجمہ (اور اگر ہم انسان کو اپنی مہربانی

نعماء بعد ضراء مسته ليقولن ذهب السيّات عنی انه لفرح فخور الا الذين صبروا وعملوا الصلحت ۔ فی الروح تضمن الاشارة الی انه ینبغی للعبد ان یکون فی السراء والضراء واثقا بربه تعالیٰ متوکلاً علیه غیر محتجب عنه برویة الاسباب لئلا یحصل له الیاس والکفران والبطر والفخر بذلك وجودا وعدما وقد افاد سبحانه ان من سجایا الانسان فی الشدة بعد الرحمة الیاس والکفران وبالنعماء بعد الضراء الفرح والفخر الا الذین صبروا مع الله تعالیٰ فی حالتی النعماء والضراء والشدة والرخاء اه ملخصًا

قوله تعالیٰ فلعلك تارك بعض مایوحی الیك وضایق به صدرك ۔ فی الروح ای تارك تبلیغ بعض مایوحی الیك اه قلت لضیق الصدر الذی یمنع عن الکلام کما فی الروح لما کان مقتضی الطباع البشریة عدم نشاط المتکلم اذا لم یجد محلا قابلاً لکلامه وضیق صدره من ذلك ھیج جل شانه نشاط نبیه بما انزل علیه من ھذه الایة الکریمة اه قلت والترجی فی لعل طبعی ای ھذا الترجی مقتضی الطبع وان لم یقع الترك ففیه امران الاول انقباض قلب الشیخ اذا لم یرغب المرید فی کلامه والثانی اذا کان الارشاد ضروریا ینبغی للشیخ ان لایعمل بمقتضی ذلك الانقباض

قوله تعالیٰ فان لم یستجیبوا لکم فاعلموا انما انزل بعلم الله وھذا العلم وان کان حاصلا للمخاطبین المؤمنین قبل ظهوره

کا مزہ چکھا کر اس سے چھین لیتے ہیں تو وہ نا امید اور ناشکر ہو جاتا ہے اور اگر ہم اسکو کسی تکلیف کے بعد جو کہ اُس پر واقع ہوئی ہو کسی نعمت کا مزہ چکھا دیں تو کہنے لگتا ہے کہ میرا سب دکھ درد رخصت ہوا وہ اترانے لگتا ہے شیخی بگھارنے لگتا ہے مگر جو لوگ مستقل مزاج ہیں اور نیک کام کرتے ہیں، روح میں ہے اس شکایت میں اس طرف اشارہ ہے کہ بندہ کو ہر حالت میں عیش ہو یا بلا ہو حق تعالیٰ ہی پر وثوق اور توکل چاہیئے چنانچہ انسان کی طبعی حالت کو بیان فرما کر (کہ رحمت کے بعد شدت ہونے پر یاس و کفران اور مصیبت کے بعد نعمت ہونے سے فرح اور فخر کرتا ہے) صابرین کو مستثنے فرمانا مضمون بالا کی طرف مشیر ہے ۔

قولہ تعالیٰ فلعلك تارك بعض مایوحی الیك وضایق به صدرك ترجمہ (سو شاید آپ اُن احکام میں سے جو کہ آپ کے پاس وحی کے ذریعہ سے بھیجے جاتے ہیں بعض کو چھوڑ دینا چاہتے ہیں اور آپکا دل اس بات سے تنگ ہوتا ہے) ترک بعض وحی سے مراد ترک تبلیغ بعض وحی ہے اور سبب اسکا ضیق صدر ہے جو کلام سے مانع ہوتا ہے جبکہ متکلم مخاطب صحیح و محل قابل نہیں پاتا اور یہ لعل ترجی طبعی کیلئے ہے گو اسکے مقتضا یعنی ترک کا وقوع نہیں ہوا ۔ تو اس میں دو امر پر دلالت ہوئی ایک یہ کہ مرید کو جب کلام شیخ کی طرف رغبت و توجہ نہیں ہوتی شیخ کا قلب منقبض ہو جاتا ہے دوسرا یہ کہ اگر ارشاد ضروری ہو تو شیخ کو اس انقباض کے مقتضا یعنی ترک کلام پر عمل نہ کرنا چاہیئے ۔

قولہ تعالیٰ فان لم یستجیبوا لکم فاعلموا انما انزل بعلم الله ترجمہ (پھر یہ کفار اگر تم لوگوں کا کہنا نہ کر سکیں تو تم یقین کر لو کہ یہ قرآن اللہ ہی کے علم سے اترا ہے)

عجز الکفار لکن المراد قوة هذا العلم فدل علی ان الخوارق لها دخل فی قوة الاعتقاد۔

اور یہ علم تو مومنین کو عجز کفار کے ظاہر ہونے کے قبل بھی حاصل تھا تو مراد اس سے اس علم کی قوت ہے تو اس سے دلالت ہوئی کہ خوارق کو قوت اعتقاد میں خاص دخل ہے۔

قولہ تعالیٰ من کان یرید الحیٰوة الدنیا الخ فی الروح یرید بعملہ الذی هو بظاهره من اعمال الاخرة الحیٰوة الدنیا کالجاه والمال نوف الیهم اعمالهم ای جزاءها فیها ان شئنا وهم فیها لا یبخسون ای لا ینقصون شیئا منها الی اٰخر ما قال قلت ودخل فی عمومه اللذات النفسانیة والمواجید الطبعیة لکونها من الدنیا۔

قولہ تعالیٰ من کان یرید الحیٰوة الدنیا الخ ترجمہ (جو شخص محض حیات دنیوی اور اسکی رونق چاہتا ہے) روح میں اسطرح تفسیر کی ہے کہ جو شخص اپنے عمل اخروی سے حیات دنیا کا مثل جاہ اور روح کا قصد کرے ہم انکو اُن کے اعمال کی جزا دنیا میں پوری دیدیتے ہیں بشرطیکہ ہم چاہیں الخ اھ میں کہتا ہوں کہ اسکے عموم میں لذات نفسانیہ اور مواجید طبعیہ بھی داخل ہوگئے کیونکہ یہ بھی دنیا ہی میں داخل ہیں۔

قولہ تعالیٰ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا۔ ونظیره من یظهر الولایة من زیه ودعواه ویتکلم بکلام اهلها وهو فی الباطن افسق واجهل۔

قولہ تعالیٰ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا ترجمہ (اور ایسے شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے) اور اسی کی نظیر وہ شخص ہے جو اپنی وضع و دعوی سے ولایت ظاہر کرتا ہو اور اولیاء اللہ کے کلمات کے ساتھ تکلم کرتا ہو مگر باطن میں فاسق اور جاہل ہو۔

قولہ تعالیٰ حاکیا عن قوم نوح علیہ السلام وما نرٰک اتبعک الا الذین هم اراذلنا فیہ رد علی من خص الولایة بالشریف النسبی نعم خص اللہ تعالیٰ النبوة باهل الشرف لما فیہ من الحکم المختصة بالنبوة

قولہ تعالیٰ وما نرٰک اتبعک الا الذین هم اراذلنا ترجمہ (اور ہم دیکھتے ہیں کہ تمہارا اتباع اُن ہی لوگوں نے کیا ہے جو ہم میں بالکل رذیل ہیں) اس میں اُس شخص پر رد ہے جو ولایت کو شریف عرفی کے ساتھ خاص سمجھتا ہے البتہ نبوت کو اللہ تعالیٰ نے شرفاء کے ساتھ خاص فرمایا ہے چونکہ اسمیں وہ مصلحتیں ہیں جو نبوت سے مقصود ہیں (کہ لوگ انکا اتباع کریں اور شرفاء کے اتباع سے شرفاء کو بھی عار نہیں آتی)

قولہ تعالیٰ انلزمکموها وانتم لها کارهون فی الروح کانہ علیہ السلام اراد انہ لا یکون الالزام ذلک مع الکراهة لکن ان شئتم تلقیه فرکوا انفسکم واترکوا انکارکم حتی یظهر علیکم

قولہ تعالیٰ انلزمکموها وانتم لها کارهون ترجمہ (تو کیا ہم اسکو تمہارے گلے مڑھدیں اور تم اُس سے نفرت کئے چلے جاؤ) روح میں ہے کہ اس میں اشارہ ہے اسطرف کہ منکر کو اہل اللہ سے استفادہ نہیں ہوسکتا

اثر نور الارادة فتقبلوا ذلك۔ وفيه اشارة الى ان المنكر لا يمكن له الاستفاضة من اهل الله تعالى ولا يكاد ينتفع بهم ما دام منكرا ومن لم يعتقد لم ينتفع اھ

اور جب تک وہ منکر رہیگا اُن سے منتفع نہیں ہو سکتا

قوله تعالى ويا قوم لا اسالكم عليه مالا هكذا ينبغي ان يكون عليه الشيوخ فان طلب المال من اقوى موانع الناس عن الاسترشاد واری فی زمانی التجنب عنه ولو بمصارف الخير فان العقول ضعيفة والشح غالب فيقعون فی ريبة بادنی شبهة حب الدنيا والله متولی امور الخير من غير توقفها على هذا السوال۔

قوله تعالى ويا قوم لا اسالكم عليه مالا ترجمہ (اور اے میری قوم میں تم سے اسپر کچھ مال نہیں مانگتا) مشائخ کو بھی ایسا ہی ہونا چاہئے کیونکہ مال کی طلب لوگوں کو استرشاد سے اقوی موانع سے ہے۔ اور میری رائے میں تو مصارف خیر کے لئے بھی چندہ کرنا شیخ کو نازیبا ہے عقول ضعیف ہیں اور بخل و حرص غالب ہے حب دنیا کے ادنی شبہ سے بھی لوگ شک میں پڑجاتے ہیں اور امور خیر کا اللہ تعالی کفیل ہے وہ ہمارے چندہ مانگنے پر موقوف نہیں

قوله تعالى ويقوم من ينصرني من الله ان طردتهم فی الروح قال ابو عثمان فی الاية ما انا بمعرض عمن اقبل على الله تعالى فان من اقبل على الله تعالى بالحقيقة اقبل الله تعالى عليه ومن اعرض عمن اقبل الله تعالى عليه فقد اعرض عن الله سبحانه اھ ففيه من حقوق الطالب على الشيخ ما لا يخفى۔

قوله تعالى ويقوم من ينصرني من الله ان طردتهم ترجمہ (اور اے میری قوم اگر میں انکو نکال بھی دوں تو مجھکو خدا کی گرفت سے کون بچالیگا) اسمیں طالب کے حقوق شیخ پر مذکور ہیں یعنی جو شخص حق تعالی کی طرف متوجہ ہو اُس سے اعراض نہ چاہئے کیونکہ اُسکی طرف حق تعالے بھی متوجہ ہوتے ہیں تو اُس سے اعراض کرنا حق تعالی سے اعراض کرنا ہے۔

قوله تعالى ولا اقول لكم عندي خزائن الله ولا اعلم الغيب ولا اقول انی ملك نص على ان المرشد لا يلزم ان يكون صاحب تصرف ولا صاحب الكشف ولا ممتازا عامة الناس فی الضروريات البشرية وانما يلزم كونه صاحب العلم والعمل۔

قوله تعالى ولا اقول لكم عندي خزائن الله ولا اعلم الغيب ولا اقول انی ملك ترجمہ (اور میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے تمام خزانے ہیں اور نہ میں تمام غیب کی باتیں جانتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں) اسمیں تصریح ہے کہ صاحب ارشاد کا صاحب تصرف یا صاحب کشف یا ضروریات بشریہ میں عامہ بشر سے ممتاز ہونا ضروری نہیں البتہ اُسکا علم و عمل کے ساتھ متصف ہونا ضروری ہے

قوله تعالى قال انما ياتيكم به الله ان شاء وهذا هو شان المحققين بخلاف المبطلين

قوله تعالى انما ياتيكم به الله ان شاء ترجمہ (اُنہوں نے فرمایا کہ اسکو تو اللہ تعالی بشرطیکہ اسکو منظور ہو

حقوق الطالب الصادق على الشيخ

طالب صادق کے حقوق شیخ پر

حیث یدعون ان من خالفنی یکون حالہ کذا وماٰلہ کذا۔

تمہارے سامنے لاویگا) اور ایسا کہنا بھی شان ہے محققین کی بخلاف اہل باطل کے کہ وہ ایسے دعوے کرتے ہیں کہ جو شخص میری مخالفت کریگا اُسکا ایسا حال ہوگا اور ایسا مآل ہوگا۔

قولہ تعالیٰ ولا ینفعکم نصحی ان اردت ان انصح لکم ان کان اللہ یرید ان یغویکم فیہ ان الہدایۃ لیست بید الشیخ۔

قولہ تعالیٰ ولا ینفعکم نصحی ان اردت ان انصح لکم ان کان اللہ یرید ان یغویکم ترجمہ (اور میری خیرخواہی تمہارے کام نہیں آسکتی گو میں تمہاری کیسی ہی خیرخواہی کرنا چاہوں جبکہ اللہ ہی کو تمہارا گمراہ کرنا منظور ہو) اسمیں دلیل ہے اسپر کہ ہدایت شیخ کے قبضہ میں نہیں ہے

قولہ تعالیٰ قال ان تسخروا منا فانا نسخر منکم کما تسخرون فیہ ان الانتقام بالجواب بالمثل لاینافی مکارم الاخلاق۔

قولہ تعالیٰ قال ان تسخروا منا فانا نسخر منکم کما تسخرون ترجمہ (آپ فرماتے کہ اگر تم ہمپر ہنستے ہو تو ہم تمپر ہنستے ہیں جیسا تم ہمپر ہنستے ہو) اسمیں دلالت ہے اسپر کہ جواب بالمثل سے انتقام لینا مکارم اخلاق کے منافی نہیں۔

قولہ تعالیٰ ونادی نوح ابنہ وکان فی معزل یا بنی ارکب معنا مع قولہ تعالیٰ لاعاصم الیوم من امر اللہ الا من رحم دل علی ان مباشرۃ الاسباب الماذون فیہا لایخالف التوکل و انما یخالفہ مباشرۃ الاسباب الغیر الماذون فیہا کانضمام کنعان الی الجبل ح

قولہ تعالیٰ ونادی نوح ابنہ وکان فی معزل یا بنی ارکب معنا مع قولہ تعالیٰ لاعاصم الیوم من امر اللہ الا من رحم ترجمہ (اور نوحؑ نے اپنے بیٹے کو پکارا اور وہ علیحدہ مقام پر تھا کہ اے میرے پیارے بیٹے ہمارے ساتھ سوار ہوجا۔ مع قولہ تعالیٰ۔ نوحؑ نے فرمایا کہ آج اللہ کے قہر سے کوئی بچانے والا نہیں لیکن جسپر وہی رحم کرے) اسمیں دلیل ہے اسپر کہ اسباب ماذون فیہا کی مباشرت توکل کے مخالف نہیں جیسے کشتی نوحؑ میں سوار ہونا البتہ اسباب غیر ماذون فیہا کی مباشرت منافی توکل ہے جیسے کنعان کا پہاڑ کی پناہ لینا۔

قولہ تعالیٰ قال یا نوح انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح۔ فی الروح اشار الی ان النسب اذا لم یحط بالصلاح کان غریقا فی بحر العدم فما ینفع الاصل من ھاشم اذا کانت النفس من باھلہ اھ

قولہ تعالیٰ قال یا نوح انہ لیس من اھلک انہ عمل غیر صالح ترجمہ (اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے نوح یہ شخص تمہارے گھروالوں میں نہیں یہ تباہ کار ہے) روح میں ہے کہ اسمیں اشارہ ہے اسطرف کہ جب شرف نسب کے ساتھ صلاح نہو وہ کالعدم ہے۔

قولہ تعالیٰ فلا تسئلن مالیس لک بہ علم فی الروح عن القاضی مالیس لک علم بانہ صواب او غیر صواب فیکون النھی واردا

قولہ تعالیٰ فلا تسئلن مالیس لک بہ علم ترجمہ (سو مجھسے ایسی چیز کی درخواست مت کرو جسکی تم کو خبر نہیں، یعنی جسکے صواب وغیر صواب ہونیکا علم نہو) تو بہ

فی مشتبهه الحال ویفهم منه حال معلوم الفساد بالطریق الاولی اھ وعلوم یه حال ادعیة مشایخ زماننا یدعون بکل مایطلب منهم الدعاء له حلالا کان اوحراما من الخصومات اوالمناصب وحال دعاء بعض المشتغلین بالطریق ببعض الاحوال التی لاعلم لهم بنفعها وضرها۔

مشتبہ الحال دعا سے نہی ہے اور جو امر معلوم الفساد ہو اسکی دعا سے نہی بدرجہ اولیٰ مفہوم ہوگی کذا فی الروح اور اس سے ہمارے زمانہ کے مشائخ کی دعاؤں کا حال معلوم ہوتا ہے کہ اُن سے جس امر کے لئے دعا کی درخواست کیجاوے وہ اُسکے لئے دعا کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں۔ اسیطرح بعض سالکین بعض احوال و مواجید کی دعا کرتے ہیں حالانکہ انکا ضرر و نفع کچھ معلوم نہیں

قوله تعالیٰ ویٰقوم استغفروا ربکم ثم توبوا الیه یرسل السماء علیکم مدرارا ویزدکم قوة الی قوتکم۔ فیه دلیل علی ان للطاعة مدخلا فی راحة الدنیا وطیب عیشها وھو منشا ھذا

قوله تعالیٰ ویٰقوم استغفروا ربکم ثم توبوا الیه یرسل السماء علیکم مدرارا ویزدکم قوة الی قوتکم ترجمہ (اور اے میری قوم تم اپنے گناہ اپنے رب سے معاف کراؤ پھر اُسکی طرف متوجہ ہو وہ تم پر خوب بارشیں برساویگا اور تمکو اور قوۃ دیکر تمہاری قوۃ میں ترقی کردیگا) اسمیں دلیل ہے اسپر کہ طاعات کو راحت دنیویہ و خوش عیشی میں بھی دخل ہے اور اسکا منشا بدیہی ہے

قوله تعالیٰ فکیدونی جمیعا وھذا من القول من التوکل بمکان اقصیٰ کما لا یخفی لانه علیه السلام کما فی الروح کان مفردا بین جمع عتاة جبابرة عطاش الی اراقة دمه یرمونه عن قوس واحدة وقد خاطبهم بما خاطبهم وحقرهم واھانهم وھیجهم علی ما ھیجهم الخ۔

قوله تعالیٰ فکیدونی جمیعا ترجمہ (سو تم سب ملکر میرے ساتھ داؤگھات کرلو) اس سے ہود علیہ السلام کا بڑا قوی توکل معلوم ہوتا ہے کیونکہ آپ ان تمام جبابرہ متمردین میں تنہا تھے پھر بھی آپ نے اُن کی اور اُن کے معبودوں کی کیسی مذمت کی اور اُن کو کیسے مشتعل کیا۔

قوله تعالیٰ وعصوا رسله۔ سمی عصیان ھود علیه السلام عصیان الرسل بناء علی ان عصیان رسول واحد بمنزلة عصیان الرسل جمیعهم لان الجمیع متفقون علی المقصود وفیه اشارة الی الانکار علی بعض المقبولین کالانکار علی جمیعهم لاتحاد مسلکهم ومنتهاهم

قوله تعالیٰ وعصوا رسله۔ ترجمہ (اور اُسکے رسولوں کا کہنا نہ مانا) ایک رسول کے عصیان کو سب رسل کا عصیان اس لئے کہا گیا کہ مقصود سب کا واحد ہے اور اس میں اشارہ ہوگیا کہ بعض مقبولین پر انکار ایسا ہی ہے جیسے سب مقبولین پر کیونکہ ان سب کا مقصود ایک ہی ہے۔

قوله تعالیٰ الا بعدا لعاد قوم ھود۔ دلیل

قوله تعالیٰ الا بعدا لعاد قوم ھود ترجمہ (خوب سن

علی ان الدعاء علی المعاندین للحق بالهلاك لا ینافی الکمال۔

رحمت سے دوری ہو قوم عاد کو جو کہ ہود کی قوم تھی) اسمیں دلیل ہے اسپر کہ معاندین حق پر ہلاکت کی دعا کرنا کمال کے منافی نہیں

قوله تعالیٰ فما لبث ان جاء بعجل حنیذ فی الروح وقیما قص الله تعالیٰ ھھنا عن ابراھیم علیه السلام اشارة الی بعض اداب الفتوة فقد قالوا ان من ادابها اذا نزل الضیفان یبدأ بالکرامة فی الانزال ثم یثنی بالکرامة بالطعام۔ وفی ھذہ القصة دلیل علی انه قد ینسد باب الفراسة علی الکاملین لحکم یریدھا الله تعالیٰ ومن ذلك لم یعرف ابراھیم علیه السلام وکذا لوط علیه السلام الملٰئکة علیھم السلام اھ

قوله تعالیٰ فما لبث ان جاء بعجل حنیذ ترجمہ (پھر دیر نہیں لگائی کہ ایک تلا ہوا بچھڑا لائے) اس میں دو امر پر دلالت ہے۔ ایک بعض آداب ضیافت پر کہ پہلے اترنے میں اکرام کرے پھر طعام سے اکرام کرے۔ دوسرے اس امر پر کہ بعض اوقات بعض حکمتوں کے سبب کاملین کو بھی کشف نہیں ہوتا چنانچہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اور اسیطرح حضرت لوط علیہ السلام نے اول وہلہ میں ملٰئکہ کو نہیں پہچانا۔

قوله تعالیٰ ءالد وانا عجوز وھذا بعلی شیخا دل علی ان التعجب بالنظر الی الاسباب لا ینافی کمال الیقین بالمسبب۔

قوله تعالیٰ ءالد وانا عجوز وھذا بعلی شیخا ترجمہ (اب میں بچہ جنونگی بڑھیا ہو کر اور یہ میرے میاں ہیں بالکل بوڑھے) اسمیں دلیل ہے اسپر کہ اسباب کے اعتبار سے تعجب کرنا مسبب الاسباب کے ساتھ کامل یقین رکھنے کے منافی نہیں۔

قوله تعالیٰ اتعجبین من امر الله الخ دلیل علی ان الملٰئکة یصح ان تتکلم مع غیر النبی۔

قوله تعالیٰ اتعجبین من امر الله ترجمہ (فرشتوں نے کہا کہ کیا تم خدا کے کاموں میں تعجب کرتی ہو) یہ دلیل ہے کہ ملائکہ کا غیر نبی کے ساتھ کلام کرنا ممکن ہے۔

قوله تعالیٰ فلما ذھب عن ابراھیم الروع وجاءته البشری یجادلنا فی قوم لوط۔ فی الروح وکانت مجادلته علیه السلام من اثار مقام الادلال علی ما قیل اھ

قوله تعالیٰ۔ فلما ذھب عن ابراھیم الروع وجاءته البشری یجادلنا فی قوم لوط ترجمہ (پھر جب ابراہیم کا وہ خوف زائل ہو گیا اور اُن کو خوشی کی خبر ملی تو ہم سے لوط کی قوم کے بارہ میں جدال کرنا شروع کیا) روح میں ہے کہ بعض کا قول ہے کہ یہ مجادلہ آثار مقام ادلال سے ہے۔

قوله تعالیٰ قال یقوم ھؤلاء بناتی فی الروح ای فتزوجوھن فقد اراد علیه السلام بذلك وقایة ضیفه وھو غایة الکرم اھ وفیه دلالة علی تقدیم المصلحة الشرعیة

قوله تعالیٰ قال یقوم ھؤلاء بناتی ترجمہ (لوط خرمانے لگے کہ اے میری قوم یہ میری بیٹیاں موجود ہیں) روح میں ہے کہ مطلب یہ کہ اُن سے نکاح کر لو اور مقصود اس سے اپنے مہمانوں کی آبرو کا بچانا تھا اھ اور اس میں

اعنی المعروف وعدم اعتبارہ ای العرف بمقابلۃ الشرع فان عرض البنات بنفسہ وان کان خلاف المتعارف لکن لم یبال بہ فی تحصیل المقصود الشرع الذی ھو وقایۃ الضیف۔

دلالت ہے کہ عرف دیے سمجھ مصالح شرعیہ... اور شرع کے مقابلہ میں عرف کا اعتبار نہیں چنانچہ بیٹی لڑکیوں کا جو پیش کرنا عرف کے خلاف تھا لیکن آپ نے بمقابلہ حفاظت ضیف کے کہ مقصود شرعی ہے اسکی کچھ پروا نہ کی۔

قولہ تعالیٰ ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ۔ فیہ جمع بین وظائف المرشد من السعی فی الاصلاح مع الاخلاص ومن التوکل فیہ فلا یتکاسل علی السعی ولا یترک السعی لاجل التوکل۔

قولہ تعالیٰ ان ارید الا الاصلاح ما استطعت وما توفیقی الا باللہ۔ ترجمہ (میں تو اصلاح چاہتا ہوں جہانتک میرے امکان میں ہے اور مجھکو جو کچھ توفیق ہوجاتی ہے صرف اللہ ہی کی مدد سے ہے) اس میں وظائف شیخ کے جمع کئے گئے ہیں کہ خلوص کے ساتھ اصلاح میں سعی بھی کرے اور اس سعی میں توکل بھی کرے نہ توکل کے سبب سعی چھوڑے اور نہ صرف سعی پر بھروسہ کرے

قولہ تعالیٰ فاما الذین شقوا ففی النار الی قولہ الا ما شاء ربک وقولہ تعالیٰ واما الذین سعدوا ففی الجنۃ الی قولہ الا ما شاء ربک احسن ما قیل فی الآیتین من التوجیہات ان المراد بالشقی والسعید المسئ والمحسن سواء کان مؤمنا او کافرا ویکون ما بمعنی من فالمعنی ان العصاۃ فی النار الا من شاء ربک منہم فینجو من النار وھو المؤمن والمطیع فی الجنۃ الا من شاء ربک وھو الذی ختم لہ علی معصیۃ ویجوز ان یقال کل شقی ای کافر فی النار الا من صار سعیدا ای مؤمنا وکل سعید ای مؤمن فی الجنۃ الا من صار شقیا ای کافرا فدلت الآیۃ علی انہ لا ینبغی الاغترار بالطاعۃ ولا الیاس بالعصیان فالامر بید اللہ تعالیٰ وفی الروح ومن الناس من تمسک بھذہ الآیۃ انہ لا یبقی فی النار احد ولم یقل بذلک فی الجنۃ وتقوی مطلبہ ذلک بما اخرجہ

قولہ تعالیٰ فاما الذین شقوا ففی النار الی قولہ الا ما شاء ربک وقولہ تعالیٰ واما الذین سعدوا ففی الجنۃ الی قولہ الا ما شاء ربک۔

ترجمہ (سو جو لوگ شقی ہیں وہ تو دوزخ ویسے حال میں۔ الی قولہ ہاں اگر خدا ہی کو منظور ہو تو دوسری بات ہے وقولہ تعالےٰ اور رہ گئے وہ لوگ جو سعید ہیں۔ سو وہ جنت میں ہوں گے الی قولہ

ہاں اگر خدا ہی کو منظور ہو تو دوسری بات ہے) سہل توجیہ اسکی یہ ہے کہ سعید و شقی سے مراد نیک کار اور بدکار لیا جاوے خواہ مومن ہو یا کافر اور ما کو من کے معنے میں کہا جاوے پس معنی یہ ہیں کہ عاصی جہنم میں ہوگا مگر جسکو خدا چاہے یعنی ایمان لے آوے اور مطیع جنت میں ہوگا مگر جسکو خدا چاہے یعنی اسکا خاتمہ کفر پر ہوجاوے پس اسمیں دلالت ہے اسپر کہ نہ طاعت پر ناز

ابن المنذر عن الحسن قال قال عمر لو لبث اهل النار فی النار کقدر رمل عالج لکان لهم یوم یخرجون فیه ۔ وبما اخرج اسحق بن راهویہ عن ابی هریرة قال سیاتی علی جهنم یوم لا یبقی فیها احد وقرأ واما الذین شقوا الایة واخرج ابن المنذر وابو الشیخ عن ابراهیم قال ما فی القرآن ایة ارجی لاهل النار من هذه الایة خالدین فیها مادامت السموٰت والارض الا ما شاء ربك قال وقال ابن مسعود لیاتین علیها زمان تصفق فیه ابوابها واخرج ابن جریر عن الشعبی قال جهنم اسرع الدارین عمرانا واسرعهما خرابا الی غیر ذلك من الاثار وقد نص ابن الجوزی علی وضع بعضها کخبر عن عبد الله بن عمرو بن العاص یاتی علی جهنم یوم ما فیها من ابن آدم احد تصفق ابوابها کانها ابواب الموحدین ۔ واول البعض بعضها ومر شئ من الکلام فی ذلك ۔ وانت تعلم ان خلود الکفار مما اجمع علیه المسلمون ولا عبرة بالمخالف والقواطع اکثر من ان تحصی ولا یقاوم واحدا منها کثیر من هذه الاخبار ولا دلیل فی الایة علی ما یقول المخالف لما علمته من الوجوه فیها اھ

کرے اور نہ عصیان میں مایوس ہو۔ اور جنھوں نے اس آیت سے فناء نار پر استدلال کیا ہے اُن کے جواب میں اتنا کہدینا کافی ہے اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال پھر اجماع وقواطع اسکے خلاف پر اُسکے بطلان کی مستقل دلیل ہیں۔ اور تفصیل اصل عربی میں ہے۔

قوله تعالى فاستقم كما امرت

فی الروح ای فی القیام بحقوق الحق والخلق وذلك بالمحافظة علی حقوقه تعالی والتعظیم لامره والتسدید لخلقه مع شهود الکثرة فی الوحدة والوحدة فی الکثرة من غیر اخلال بما من شرائط التعظیم ۔ وان الاستقامة المامور بها صلی الله علیه وسلم فوق الاستقامة المامور بها من معه علیه الصلوٰة والسلام والعطف لا یقتضی اکثر من المشارکة فی مطلق الفعل اھ

قوله تعالى فاستقم كما امرت ومن تاب معك

ترجمہ (تو آپ جسطرح کہ آپ کو حکم ہوا ہے مستقیم رہیئے اور وہ لوگ بھی جو کفر سے توبہ کرکے آپ کی ہمراہی میں ہیں) حاصل استقامت کا یہ ہے حقوق خلق وحق کا ادا کرنا اور کثرت کا وحدت میں اور وحدت کا کثرت میں مشاہدہ کرنا اور آپ کی استقامت اور ہے اور آپکے اتباع کی اور

قوله تعالى ولا تركنوا الى الذين ظلموا

فتمسکم النار ۔ فی الروح ویشمل النهی حینئذ مداهنتهم وترك التغییر علیهم مع القدرة والتزیی بزیهم وتعظیم ذکرهم ومجالستهم من غیر داع شرعی وکذا القیام لهم ونحو ذلك قال الحسن جمع الدین فی لائین

قوله تعالى ولا تركنوا الى الذين ظلموا فتمسكم النار

ترجمہ (اور ان ظالموں کی طرف مت جھکو کبھی تمکو دوزخ کی آگ لگ جاوے) اسمیں مداہنت اور باوجود قدرت کے نکیر نہ کرنا اور اُن کی وضع اختیار کرنا اور اُن کی تعظیم اور بدون ضرورت شرعیہ کے اُن کی مجالست سب اس نہی میں داخل ہوگیا کذا فی الروح

یعنی لا تطغوا ولا ترکنوا اھ

قولہ تعالیٰ ان الحسنات یذھبن السیات

فی الروح قال الواسطی انوار الطاعات تذھب بظلم المعاصی۔ وقال یحیی بن معاذ ان اللہ سبحانہ وتعالیٰ لم یرض للمؤمن بالذنب حتی ستر ولم یرض بالستر حتی غفر ولم یرض بالغفران حتی بدل فقال سبحانہ ان الحسنات یذھبن السیات وقال تعالیٰ فاولئک یبدل اللہ سیاتہم حسنات اھ والکلام باطلاقہ یشمل انقلاع مادۃ المعصیۃ بغلبۃ ملکۃ الطاعۃ وھو مشاھد۔

قولہ تعالیٰ ولذالک خلقہم۔ فی الروح وذلک الاختلاف خلقہم وذلک لیکونوا مظاہر جمالہ وجلالہ ولطفہ وقہرہ اھ ولا منافات بینہ وبین قولہ تعالیٰ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون لان الاول غایۃ تکوینیۃ والثانی غایۃ تشریعیۃ۔

قولہ تعالیٰ وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت بہ فؤادک۔ دل علی ان القصص المقبولین تاثیرۃ فی القلوب تثبیتا وتقویۃ وتنشیطا ومن ثم اھتم القوم بسرد حکایات الاولیاء وجمعہم

تمت سورۃ ھود

ملحقہ من رسالۃ التائید۔ المذکورۃ فی اٰخر التمہید

سورۃ ھود

قولہ تعالیٰ ان الحسنات یذھبن السیات

ترجمہ (بیشک نیک کام مٹا دیتے ہیں برے کاموں کو) یعنی انوار طاعت سے ظلمات معصیت کی دور ہو جاتی ہیں کذا فی الروح۔ اور اسمیں یہ بھی داخل ہے کہ طاعت کے ملکہ کے غلبہ سے معصیت کا مادہ مضمحل ہو جاوے

قولہ تعالیٰ ولذلک خلقہم ترجمہ (اور اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو اسیواسطے پیدا کیا ہے) روح میں ہے کہ اس اختلاف کیلئے اُن کو اسلئے پیدا کیا کہ وہ اُسکے جمال یعنی لطف اور اُسکے جلال یعنی قہر کے مظاہر ہوں اھ اور ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون کے منافی نہیں ایک غایۃ تکوینیہ ہے ایک غایۃ تشریعیہ۔

قولہ تعالیٰ وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت بہ فؤادک ترجمہ (اور پیغمبروں کے قصوں میں سے ہم یہ سارے قصے آپ سے بیان کرتے ہیں جنکے ذریعہ سے ہم آپکے دل کو تقویت دیتے ہیں) اسمیں دلیل ہے کہ مقبولین کے قصص کو قلوب کے تثبیت وتقویت وتنشیط میں خاص اثر اور دخل ہے اسی لئے بزرگوں نے اولیاء کی حکایات جمع کرنیکا خاص اہتمام فرمایا ہے۔

سورہ ہود تمام ہوئی

اضافہ از رسالہ تائید

سورہ ہود

تطہیر مادۂ معصیت بغلبہ طاعت — ازالہ معاصی و اثر حسنات

غایت تکوینیہ و تشریعیہ — حکمت ظہور صفات

تاثیر حکایات اولیاء در تثبیت و تقویت قلب

قولہ تعالیٰ وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت بہ فؤادک ان ذلک یدل علی ان احوال الاولیاء والعرفاء لا تخلوا ایضًا عن مثل ذلک الشکوک سیما عند اجتماع الناس علی تشکیکہم فیما ہم فیہ ان ذلک خیالات وما خولیات و وساوس الشیاطین وھواجس النفوس والقاء العفاریت وامثالہا وکان قصص الانبیاء وحکایات المشایخ المتقدمۃ والتفکر فی احوالہم تثبیتا لفؤادھم علی ما ھم فیہ کما للانبیاء ولھذا قالوا لابد للسالک من الشیخ الماہر الفاضل العارف بواقعات المشایخ واحوالہم و اوقاتہم فافہم۔

قولہ تعالیٰ وکلا نقص علیک من انباء الرسل ما نثبت بہ فؤادک **ترجمہ** (اور اخبار انبیاء میں سے ہم ایسی خبریں آپ سے بیان کرتے ہیں جس سے آپ کے قلب کو ہم مضبوط کردیں) یہ آیت اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ احوال اولیا اور عارفین کے بھی اس قسم کے شکوک سے خالی نہیں ہوتے (یعنی اثناء سلوک میں ایسے احوال پیش آتے ہیں کہ اُنکے تدبر کے لئے اکابر کے حالات یاد دلانے کی ضرورت ہوتی ہے) بالخصوص جب لوگ اُنکے واردات میں شک ڈالنے پر جمع ہوں کہ یہ خیالات اور مالیخولیا اور وسوسہ شیطانی اور خطرات نفسانی اور القاء شیطانی ہیں اور اس قسم کی باتیں کہتے ہیں اور انبیاء کے قصے اور مشایخ متقدمین کی حکایتیں اور ان حضرات کے حالات میں غور کرنا یہ سب اُن کے واردات وحالات موجودہ پر اُن کی ثبات قلب کا سبب ہوجاتے ہیں جسطرح انبیاء کے لئے تھا اور اسی لئے مشایخ نے فرمایا ہے کہ سالک کے لئے ایسا شیخ ضرور ہونا چاہئے جو ماہر ہو فاضل ہو واقعات مشایخ کو اور اُن کے حالات اور اوقات کو خوب جانتا ہو خوب سمجھ لو۔

قولہ تعالیٰ والیہ یرجع الامر کلہ۔ دلالۃ علی صحۃ ما یقولہ المشایخ فی السیر الی اللہ تعالیٰ ان کل شئ فی السیر والرجوع الی اللہ دائما حتی یصل الیہ واذا وصل الی اللہ جل وعلا فقد انتہی سیرہ الی اللہ تعالیٰ۔ ومن ھنا قال ان الی ربک المنتہی وان الصالحین یتنعمون فی صفات الالطاف والکرم وان الطالحین یحترقون بنیران القہر والنقم

قولہ تعالیٰ والیہ یرجع الامر کلہ **ترجمہ** (اور اُسی کیطرف ہر امر لوٹتا ہے) اس میں مشایخ کے اس مقولہ کی صحت پر دلالت ہے جو انہوں نے سیر الی اللہ کے بارہ میں فرمایا ہے کہ ہر شے اللہ کی طرف سیر اور رجوع میں ہمیشہ رہتی ہے یہانتک کہ اللہ تک پہونچ جاوے پھر جب وہ اللہ تک پہونچ جاتی ہے تو اُسکی سیر الی اللہ ختم ہوجاتی ہے۔ اور اسی مقام سے فرمایا ہے بیشک تیرے رب ہی کی طرف انتہا ہے اور بعد منتہی ہونے کے نیک لوگ صفات الطاف وکرم سے عیش حاصل کرتے ہیں اور بدبخت قہر وغضب کی آگ میں جلتے رہتے ہیں۔

انتہت الملحقۃ

سورۃ یوسف

اضافہ تمام ہوا

سورہ یوسف علیہ السلام

قوله تعالیٰ اذ قال یوسف لابیه یا ابت انی رایت احد عشر کوکبا والشمس والقمر رایتهم لی سٰجدین۔ فیه ان المرید ینبغی له ان یقص علی شیخه ما سنح له من حال اوواردٍ فی المنام او فی الیقظة۔

قوله تعالیٰ اذ قال یوسف لابیه یا ابت انی رایت احد عشر کوکبا والشمس والقمر رایتهم لی سٰجدین ترجمہ (جبکہ یوسف نے اپنے والد سے کہا کہ ابا میں نے گیارہ ستارے اور سورج اور چاند دیکھے ہیں اُن کو اپنے روبرو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا ہے)

اس میں دلالت ہے کہ مرید کو چاہئے کہ اُسکو جو حال یا وارد بیداری میں یا خواب میں پیش آوے اُسکو اپنے شیخ سے بیان کرے

قوله تعالیٰ قال یا بنی لا تقصص رویاک علی اخوتک فیکیدوا لک کیدا۔ فیه انه لا یظهر حاله علی غیر شیخه لما فیه من احتمال الضرر وان اختلف الضرر علی اختلاف المقامات

قوله تعالیٰ قال یا بنی لا تقصص رویاک علی اخوتک فیکیدوا لک کیدا ترجمہ (انہوں نے فرمایا کہ بیٹا اپنے اس خواب کو اپنے بھائیوں کے روبرو بیان مت کرنا پس وہ تمہارے لئے کوئی خاص تدبیر کرینگے)

اسمیں دلالت ہے کہ اپنا حال غیر شیخ سے نہ کہے کہ اسمیں ضرر کا احتمال ہے گو ضرر با اختلاف مقامات سے مختلف ہے

قوله تعالیٰ اذ قالوا لیوسف واخوه احب الی ابینا منا۔ فیه ان الشیخ یجوز له ان یحب بعض المریدین اکثر من سائرهم لما یری فیه من مخایل الخیر ما لا یری فیهم وربما یرون کما رای اخوة یوسف علیه السلام ان الشیخ مخطئ فی اجتهاده۔

قوله تعالیٰ اذ قالوا لیوسف واخوه احب الی ابینا منا ترجمہ (وہ وقت قابل ذکر ہے جبکہ اُن بھائیوں نے یہ گفتگو کی کہ یوسف اور اُنکا بھائی ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ پیارے ہیں) اسمیں دلالت ہے کہ شیخ کو جائز ہے کہ کسی مرید کے ساتھ دوسرے مریدوں سے زیادہ محبت رکھے چونکہ اسمیں اوروں سے زیادہ رشد کے آثار پائے اور بعض اوقات ان مریدوں کو شیخ پر خطاء اجتہادی کا ویسا ہی گمان ہوتا ہے جیسا ان بھائیوں کو یعقوب علیہ السلام پر ہوا تھا۔

قوله تعالیٰ یخل لکم وجه ابیکم وتکونوا من بعده قوما صالحین مجزومان علی جواب الامر ای یخلص توجهه الیکم ویزید صلاحکم بهذا التوجه ولو حمل الصلاح علی الصلاح الدینی دل علی ان لتوجه الشیخ دخلا عظیما فی اصلاح حال المرید والمسئلة مشهورة

قوله تعالیٰ یخل لکم وجه ابیکم وتکونوا من بعده قوما صالحین ترجمہ (تو تمہارے باپ کا رخ خالص تمہاری طرف ہو جاویگا اور تمہارے سب کام بن جاوینگے، یہ دونوں جملے بقرینہ جزم امر کے جواب ہیں یعنی باپ کی توجہ تمہاری طرف خالص ہو جاویگی اور اس توجہ سے تمہاری درست حالی بڑھ جاویگی۔ اور اگر اس درست حالی کو صلاحیت دینیہ پر محمول کیا جاوے تو اسپر دال ہوگا کہ شیخ کی توجہ کو اصلاح حال مرید میں دخل عظیم ہے۔ اور یہ مسئلہ مشہور ہے۔

قوله تعالیٰ ارسله معنا غدا یرتع ویلعب فی الروح بالاستباق والانتصال ونحوهما مما یتدرب به لقتال العدو ولیس المراد لعب لهو ولالم یقرهم علیه یعقوب علیه السلام وانما عبروا عن ذلک به لکونه علی هیئته اھ قلت ولو حمل علی ظاهره یجاب عن تقریره علیه السلام بتضمنه مصالح دینیة من النشاة الذی یحمل ویعین علی تحصیل العلم وتکمیل العمل فالهزل الذی یفضی الی الجد جد وفیه اشتغال المرید احیانا بامثاله من الفکاهات القولیة او الفعلیة لمثل الغرض المذکور

قوله تعالیٰ ارسله معنا غدا یرتع ویلعب ترجمہ (آپ اُن کو کل کے روز ہمارے ساتھ بھیجئے کہ ذرا وہ کھاویں کھیلیں) بعض مفسرین نے اسکی تفسیر مسابقت و تیر اندازی سے کی ہے جس سے مقصود اعداد قوت لقتال العدو ہے اسکو لعب باعتبار صورت کے کہدیا ورنہ لعب حقیقی کی کہ عبث ہے یعقوب علیہ السلام اجازت نہ دیتے میں کہتا ہوں کہ لعب حقیقی بھی جو کہ مباح ہو جب اس میں یہ مصلحت ہو کہ اس سے نشاط ہوگا جو تحصیل علم و تکمیل عمل میں معین ہوگا عبث نہیں اور اس صورت میں اس میں دلالت ہوگی کہ مرید کے لئے احیانا ایسی تفریحات قولیہ یا فعلیہ میں ایسی ہی مصلحت کے لئے مشغول ہو جانا کچھ حرج نہیں۔

قوله تعالیٰ قال بل سولت لکم انفسکم امرا فی الموضعین فی الروح عن ابن عطیة انه علیه السلام صدق ظنه هناک (ای فی الاول) ولم یتحقق هنا واتهام من هو بحیث یتطرق الیه التهمة لا حرج فیه لاسیما فیما یرجع الی الوالد مع الولد اھ وفیه عدم صحة الکشف والفراسة دائما

قوله تعالیٰ قال بل سولت لکم انفسکم امرا ترجمہ (یعقوبؑ نے فرمایا کہ بلکہ تم نے اپنے دل سے ایک بات بنالی ہے) یہ دو موقعوں میں ہے ابن عطیہ کا قول روح میں ہے کہ ایک جگہ انکا گمان صحیح ہوا دوسری جگہ صحیح نہیں ہوا اور ایسے شخص کو متہم سمجھنا (بطور احتمال غالب کے) جسکے دوسرے افعال تہمت کا شبہ پیدا کرتے ہوں خاصکر باپ کا بیٹوں کے ساتھ ایسا معاملہ موجب گناہ نہیں اھ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کشف و فراست کا ہمیشہ صحیح ہونا ضرور نہیں۔

قوله تعالیٰ وشروه بثمن بخس۔ فی الجلالین وسکت یوسف علیه السلام مخافة ان یقتلوه اھ ودل علیه القرآن بظاهره ویوخذ منه ان السکوت عن الانکار علی المنکر کما کان هذا البیع المحرم اذا خاف الضرر لا ینافی الکمال۔

قوله تعالیٰ وشروه بثمن بخس ترجمہ (اور اُنکو بہت ہی کم قیمت کو بیچ ڈالا) جلالین میں ہے اور یوسف علیہ السلام اس خوف سے ساکت رہے کبھی یہ بھائی اُن کو قتل نہ کردیں اھ اور قرآن سے بھی ظاہرا یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ ساکت رہے اس سے یہ مسئلہ نکلتا ہے کہ اگر خوف ضرر سے انکار علی المنکر سے جیسا کہ یہاں بیع الحرام منکر تھا سکوت کرے تو منافی کمال نہیں۔

قوله تعالیٰ قال معاذ الله انه ربی احسن

قوله تعالیٰ قال معاذ الله انه ربی احسن مثوای

مثوای فی الروح ای هو ربی ای سید العزیز وفیه رعایۃ المحسن ولو کان کافرا ولا احد یساوی اهل الطریق فی ذلک

ترجمہ (یوسف نے کہا اللہ بچائے وہ میرا مربی ہے اسنے مجھکو کیسی اچھی طرح رکھا) یعنی عزیز میرا آقا ہے اور اسمیں دلالت ہے کہ اگر اپنا محسن کافر بھی ہو اسکی بھی رعایت کرنا چاہئے اور اہل طریق اسمیں سب سے بڑھے ہوئے ہیں۔

قولہ تعالیٰ قال هی راودتنی۔ دل علی حسن افشاء سر عدوہ اذا خیف الضرر من الاخفاء ولاینافی هذا الافشاء مکارم الاخلاق۔

جب اخفا سے اپنا ضرر محتمل ہو مکارم اخلاق کے خلاف نہیں۔

قولہ تعالیٰ هی راودتنی ترجمہ (یوسف نے کہا یہی مجھ سے اپنا مطلب نکالنے کو مجھکو پھسلاتی تھی) اسمیں دلالت ہے کہ مخالف کا عیب ایسے وقت ظاہر کر دینا

قولہ تعالیٰ فلما رأینہ اکبرنہ وقطعن ایدیهن فی الروح عن ابن عطاء وهذہ غلبۃ مشاهدۃ مخلوق لمخلوق فکیف بمن یحظی بمشاهدۃ من الحق فینبغی ان لاینکر علیہ ان تغیر وصدر عنہ ما صدر اه

قولہ تعالیٰ فلما رأینہ اکبرنہ وقطعن ایدیهن ترجمہ (سو عورتوں نے جو انکو دیکھا تو حیران رہ گئیں اور اپنے ہاتھ کاٹ لئے) روح میں ابن عطا سے منقول ہے کہ یہ تو مشاہدہ مخلوق کے غلبہ کا اثر ہے سو مشاہدہ حق کا کیسا کچھ اثر ہو سکتا ہے تو اگر ایسے شخص سے کوئی امر خلاف ظاہر صادر ہو جاوے اسپر اعتراض وانکار نہ کرے۔

قولہ تعالیٰ قال لا یأتیکما طعام ترزقانہ الا نبأتکما بتاویلہ قبل ان یأتیکما۔ فی الروح جواز وصف العالم نفسہ لینتفع بہ لا بحجم ولا یعد ذلک من التزکیۃ المحظورۃ اه وهذا هو الباعث لبعضهم علی اظهار کمالات نفسہ غیر خائف من ملامۃ الجاهل بانہ دعوی۔

قولہ تعالیٰ قال لا یأتیکما طعام ترزقانہ الا نبأتکما بتاویلہ قبل ان یأتیکما ترجمہ (یوسف نے فرمایا کہ جو کھانا تمہارے پاس آتا ہے جو کہ تمکو کھانے کے لئے ملتا ہے میں اسکے آنے سے پہلے اسکی حقیقت تمکو بتلا دیا کرتا ہوں) روح میں ہے کہ اگر کوئی عالم اپنے اوصاف اسلئے بیان کرے کہ لوگ اس سے نفع حاصل کریں تو جائز ہے اور یہ تزکیہ ممنوعہ میں داخل نہیں اھ۔ اور بعض بزرگوں نے جو اپنے کمالات ظاہر کئے ہیں اور اسکی پروا نہیں کی کہ لوگ انکو مدعی کہیں گے اسکا منشا یہی ہے۔

قولہ تعالیٰ وقال للذی ظن انہ ناج منهما اذکرنی عند ربک۔ فیہ ان الاستعانۃ بالعباد خصوصا من احسن الیہ منهم فی کشف الشدائد مما لا باس بہ لانہ نوع من الاسباب المشروعۃ ولا یکون هذا طلبا للصلۃ ممن احسن الیہ

قولہ تعالیٰ وقال للذی ظن انہ ناج منهما اذکرنی عند ربک ترجمہ (اور جس شخص پر رہائی کا گمان تھا اس سے یوسف نے فرمایا کہ اپنے آقا کے سامنے میرا بھی تذکرہ کرنا) اسمیں دلالت ہے کہ ازالہ شدت کے لئے کسی مخلوق سے استعانت کرے خصوصا جسپر احسان کیا ہو

وانما تورث الصلة المحبة والمحبة تسوغ الاستعانة۔

کچھ حرج نہیں کیونکہ یہ اسباب با شروعہ میں سے ہے اور اسکو احسان کا عوض چاہنا نہ کہا جاویگا احسان سے محبت پیدا ہوجاتی ہے اور محبت سے یہ استعانت گوارہ ہوتی ہے۔

قولہ تعالیٰ قال تزرعون الخ فی المبادرة الی النصح والارشاد من غیر ملامة علی تقصیر فیما امر به من قوله اذکرنی عند ربك من الحلم ومكارم اخلاق ما لا يحاط به و هكذا ينبغي ان يكون شان الشيوخ لا يقصرون في حقوق من قصر في حقهم۔

قولہ تعالیٰ قال تزرعون سبع سنین دابا ترجمہ (آپ نے فرمایا کہ تم سات سال متواتر غلہ بونا) یوسف علیہ السلام نے فوراً ہی اسکو ارشاد فرمانا شروع کر دیا اور اسپر ملامت نہ کی کہ تو نے میری فرمایش اذکرنی عند ربك میں تقصیر کی اس سے غایت درجہ کا حلم و کرم معلوم ہوتا ہے۔ اہل طریق کی بھی یہی شان ہونا چاہئے کہ ایسے شخص کے حقوق میں بھی کمی نہ کریں جو ان کے حق میں کمی کرے۔

قولہ تعالیٰ فلما جاءه الرسول قال ارجع الی ربك فاسأله ما بال النسوة التي قطعن ايديهن قال ما قال نفيا للتهمة وهو اللائق بشان المقتدى به ليترتب النفع على دعوته وما ورد في الحديث من قول نبينا صلى الله عليه وسلم لو لبثت في السجن ما لبث يوسف لاجبت الداعي تواضع منه صلى الله عليه وسلم وبيان لكمال حلمه واناته كما في غير حديث مما ذكر صلى الله عليه وسلم فيه كمالات الانبياء عليهم السلام

قولہ تعالیٰ فلما جاءه الرسول قال ارجع الی ربك فاسأله ما بال النسوة التي قطعن ايديهن ترجمہ (پھر جب اُن کے پاس قاصد پہونچا آپ نے فرمایا کہ تو اپنی سرکار کے پاس لوٹ جا پھر اُس سے دریافت کر کہ اُن عورتوں کا کیا حال ہے جنھوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لئے تھے) یہ اسلئے فرمایا کہ تہمت کا ازالہ ہوجاوے اور مقتدا کو یہی مناسب ہے تاکہ اُسکی دعوت الی الحق پر نفع مرتب ہو اور حدیث لاجبت الداعی میں حضور کی تواضع ہے اور بیان ہے یوسف علیہ السلام کے کمال حلم و استقلال کا جیسا بہت سی حدیثوں میں دوسرے حضرات انبیاء علیہم السلام کا ذکر فرمایا ہے۔

قولہ تعالیٰ ذلك ليعلم الی قوله وما ابرئ نفسي يعني ان الحكمة في التثبت اظهار الواقع لا دعوى التزكية والتنزيه مطلقا عن كل سوء او بدون توفيق من الله تعالى وفيه استحسان غرض التحديث بكمالات نفسه تحاشيا عن الايهام

قولہ تعالیٰ ذلك ليعلم انی لم اخنه الی قوله وما ابرئ نفسي ترجمہ (یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ تمام اہتمام محض اسوجہ سے تھا تاکہ عزیز کو تحقیق کے ساتھ معلوم ہوجاوے کہ میں نے اُسکی عدم موجودگی میں اُسکی آبرو میں دست اندازی نہیں کی (الی قولہ) اور میں اپنے نفس کو بری نہیں بتلاتا) مقصود یہ ہے کہ اس

تحقیق میں حکمت واقع کا اظہار ہے نہ کہ علی الاطلاق یعنی ہر نقص سے یا علی الاستقلال یعنی بدون توفیق حق کے نزاہت کا دعوی۔ اور اس میں دلالت ہے کہ اگر اپنے کمالات کبھی بیان کرنا پڑیں تو اس بیان کی حکمت بھی ظاہر کر دینا بہتر ہے تاکہ ایہام سے محفوظ رہے۔

ایہام دعوی سے حفاظت

قولہ تعالیٰ قال اجعلنی علی خزائن الارض فیہ ان سؤال المناصب الحکم اذا کان منفعۃ للخلق ولم یکن فیہ مضرۃ لنفسہ من الاشتغال بغیر اللہ لا یقدح فی الکمال۔

قولہ تعالیٰ قال اجعلنی علی خزائن الارض ترجمہ (یوسف نے فرمایا کہ ملکی خزانوں پر مجھکو مامور کر دو) اسمیں دلالت ہے کہ منصب و حکومت کی درخواست جبکہ اسمیں مخلوق کا نفع ہو اور خود اپنا بھی ضرر نہ ہو کہ غیر اللہ میں مشغول ہو جاوے قادح فی الکمال نہیں۔

المناصب لا تقدح الکامل — مناصب کا کامل میں قادح نہ ہونا

قولہ تعالیٰ الا ترون انی اوفی الکیل وانا خیر المنزلین۔ فیہ ان اظہار حسن معاملتہ اذا کان فیہ مصلحۃ ولا یراد بہ التمدح لا ینافی التواضع۔

قولہ تعالیٰ الا ترون انی اوفی الکیل وانا خیر المنزلین ترجمہ (تم دیکھتے نہیں ہو کہ میں پورا ناپ کر دیتا ہوں اور میں سب سے زیادہ مہمان نوازی کرتا ہوں) اسمیں دلالت ہے کہ اپنی خوش معاملگی کا اظہار اگر اُس سے اپنی مدح مقصود نہ ہو بلکہ اسمیں کوئی مصلحت ہو منافی تواضع نہیں۔

اظہار حسن معاملۃ للمصلحۃ — اپنی خوبیوں کا اظہار کسی مصلحت سے

قولہ تعالیٰ قال لن ارسلہ معکم حتی تؤتون موثقا۔ فیہ ان التدبیر الماذون فیہ لا ینافی کمال التوکل۔

قولہ تعالیٰ قال لن ارسلہ معکم حتی تؤتون موثقا ترجمہ (یعقوب نے فرمایا کہ اُسوقت تک ہرگز اسکو تمہارے ہمراہ نہ بھیجونگا جب تک کہ اللہ کی قسم کھا کر مجھکو پکا قول نہ دوگے) اسمیں دلالت ہے کہ تدبیر ماذون فیہ توکل کے منافی نہیں۔

عدم التنافی بین التدبیر والتوکل — تدبیر و توکل میں منافات کا نہ ہونا

قولہ تعالیٰ کذلک کدنا لیوسف۔ فیہ استیناس لکون افعال الکامل مظہر الافعال الحق تعالیٰ کما ھو ظاھر۔

قولہ تعالیٰ کذلک کدنا لیوسف ترجمہ (ہم نے یوسف کی خاطر سے اسطرح تدبیر فرمائی) اس عنوان میں اشارہ ہے اسطرف کہ کامل کے افعال افعال حق کے مظاہر ہیں۔

کون افعال الکامل مظہر الافعال الحق — کامل کے افعال کا مظہر افعال حق ہونا

قولہ تعالیٰ وتولی عنہم وقال یا اسفی علی یوسف۔ قال الغزالی یراد ان ھذا مناف لمنصب النبوۃ اذ یقتضی ذلک معرفۃ اللہ تعالیٰ ومن عرفہ سبحانہ احبہ ومن احبہ لم یتفرغ قلبہ لحب ما سواہ لما قیل ان ھذہ محبۃ طبعیۃ ولا تابی الاجتماع مع حبہ تعالیٰ۔ وقال الامام ان مثل ھذہ المحبۃ الشدیدۃ تزیل عن القلب الخواطر

قولہ تعالیٰ وتولی عنہم وقال یا اسفی علی یوسف ترجمہ (اور اُن سے دوسری طرف رخ کر لیا اور کہنے لگے ہائے یوسف) یہ شبہ نہ کیا جاوے کہ یہ منصب نبوت کے خلاف ہے کیونکہ معرفت کاملہ اُسکے لوازم سے ہے اور اُسکے لوازم سے محبت کاملہ ہے اور اُسکے ساتھ غیر کی گنجایش کہاں۔ جواب یہ ہے کہ یہ محبت طبعیہ ہے اور یہ حب حق کے ساتھ جمع ہو سکتی ہے اور کاملین میں یہ

الحب الطبعی لغیر الحق لا ینافی کمال الحب للحق — محبت طبعی غیر حق کی محبت حق کے کمال کے منافی نہیں

ویکون صاحبها کثیر الرجوع الیه تعالی کثیر الدعاء والتضرع فیصیر ذلك سببا لکمال الاستغراق اهـ قلت والکاملون لا یشغلهم هذا الحب عن الله تعالی ورضاه بل یعینهم فی ذلك کما یفصح عنه قوله علیه السلام انما اشکو بثی وحزنی الی الله واعلم من الله ما لا تعلمون۔

یہ محبت انکو حق تعالی کی رضا سے غافل نہیں کرتی بلکہ اسمیں معین ہوتی ہے جیسا یعقوب علیہ السلام کا یہ قول اسپر دال ہے انما اشکو بثی وحزنی الی الله واعلم من الله ما لا تعلمون۔

قوله تعالی قال لا تثریب علیکم الیوم الخ فی الروح عن شاہ الکرمانی من نظر الی الخلق بعین الحق لم یعبأ بمخالفتهم ومن نظر الیهم بعینه افنی ایامه بمخاصمتهم الا تری یوسف علیه السلام لما علم مجاری القضاء کیف عذر اخوته اهـ

قوله تعالی قال لا تثریب علیکم الیوم الخ ترجمہ یوسف نے فرمایا کہ نہیں تمپر آج کوئی الزام ...... الخ روح میں شاہ کرمانی سے منقول ہے کہ جو شخص مخلوق کو نظر حق سے دیکھیگا وہ اُن کی مخالفت کی پروا نہ کریگا اور جو شخص انکو اپنی نظر سے دیکھیگا اپنی عمر اُن کی بحث وتکرار میں ختم کردیگا دیکھئے یوسف علیہ السلام کو چونکہ مجاری قضا کا علم تھا انھوں نے اپنے بھائیوں کا کسطرح عذر قبول کرلیا۔ اھ

قوله تعالی ولما فصلت العیر قال ابوهم انی لاجد ریح یوسف۔ فی الروح انما وجد علیه السلام هذا الریح حیث بلغ الکتاب اجله والا فلم یجده علیه السلام لما کان یوسف فی الجب لیس بینه وبینه الا سویعة من نهار وما ذلك الا لان الامور مرهونة باوقاتها وعلی هذا کشوفات الاولیاء فانهم اونة یکشف لهم علی ما قیل للوح المحفوظ واخری لا یعرفون ما تحت اقدامهم اهـ

گہے بر طارم اعلی نشینم

قوله تعالی ولما فصلت العیر قال ابوهم انی لاجد ریح یوسف ترجمہ (اور جب قافلہ چلا تو اُن کے باپ نے کہنا شروع کیا کہ اگر تم مجھکو بڑھاپے میں بہکی باتیں کرنے والا نہ سمجھو تو ایک بات کہوں کہ مجھکو تو یوسف کی خوشبو آرہی ہے) روح میں ہے کہ چونکہ ملاقات کا وقت آچکا تھا اسلئے یہ خوشبو مدرک ہوگئی اور جب وہ کنوئیں میں بہت ہی قریب تھے چونکہ وقت نہ آیا تھا یہ خوشبو مدرک نہ ہوئی اور یہی حال ہے اولیاء کے مکاشفات کا کہ

گہے بر پشت پای خود نہ بینم

قوله تعالی توفنی مسلما۔ فیه مسئلتان الاولی خوف الانبیاء مع عصمتهم وامتناع الکفر علیهم فکیف یصح لغیرهم ان یغتر بصلاحه والثانیة جواز تمنی الموت اشتیاقا الی لقاء الله تعالی علی تفسیر بعضهم

قوله تعالی توفنی مسلما ترجمہ (مجھکو پوری فرمانبرداری کی حالت میں دنیا سے اٹھالیجئے) اس سے دو مسئلے ثابت ہوتے ہیں ایک باوجود عصمت اور امتناع کفر کے انبیاء علیہم السلام کا خوف کرنا۔ دوسرے بعض تفاسیر پر شوق لقاء میں موت کی تمنا کرنا۔

[illegible marginal annotations]

قوله تعالى وما يؤمن اكثرهم بالله الا وهم مشركون
فی الروح عن الحسن انهم المراؤن باعمالهم والریاء شرك۔ وقیل هم الناظرون الی الاسباب المعتمدون علیها وقیل هم الذین یطیعون الخلق بمعصیة الخالق۔ وقد یقال نظراً الی مفهوم الایة انه یندرج فیهم كل من اقر بالله تعالی وخالقیته مثلاً وكان مرتكبا مایعد شركا كیفما كان ومن اولئك عبدة القبور الناذرون لها المعتقدون للنفع والضر من الله تعالی اعلم بحالہ فیها وهم الیوم اكثر من الدود ۔ وفیه من باب الاشارۃ فی هذه الایة قال غیر واحد من الصوفیۃ من التفت الی غیر الله تعالی فهو مشرك اھ

قولہ تعالی و ما یؤمن اکثرھم باللہ الا و ھم مشرکون ترجمہ (اور اکثر لوگ جو خدا کو مانتے ہیں تو اسطرح کہ شرک بھی کرتے جاتے ہیں) بعض نے ریا مراد لی ہے اور بعض نے نظر الی الاسباب و اعتماد علی الاسباب سے تاویل کی ہے۔ بعض نے خلق کی اطاعت خالق کی معصیت کے ساتھ مراد لی ہے۔ بعض نے ہر قسم کے شرک کو اسمیں داخل کیا ہے اسمیں قبر پرستی و نذر لغیر اللہ اور غیر اللہ کے نافع و ضار ہونے کا اعتقاد بھی آگیا اور بعض صوفیہ نے مطلق التفات الی غیر اللہ کو شرک کہا ہے۔

قوله تعالی قل هذه سبیلی ادعوا الی الله علی بصیرة انا۔ فی الروح اشارۃ الی انه ینبغی للداعی الی الله تعالی ان یكون عارفا بطریق الایصال الیه سبحانه عالما بما یجب له تعالی وما یجوز وما یمتنع علیه جل شانه والدعاة الی الله تعالی الیوم من هؤلاء الذین نصبوا انفسهم الی الارشاد بزعمهم اجهل من حمار الحكیم توما وهم لعمری فی ضلال لتمه لهما ومهامه یحار فیها الخریت وهم یحسبون انهم یحسنون صنعا ولبئس ما كانوا یصنعون ۔ اھ

قولہ تعالی قل ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ترجمہ (آپ فرما دیجئے کہ یہ میرا طریق ہے میں خدا کی طرف اسطور پر بلاتا ہوں کہ میں دلیل پر قائم ہوں) روح میں ہے کہ اسمیں اشارہ ہے کہ داعی الی اللہ کو طرق ایصال کا ماہر اور حق تعالی کی ذات و صفات کا عارف ہونا چاہئے۔ اھ

ضميمه من الروح المعاني

وقد افادت (هذه السورة) انه لا دافع لقضاء الله تعالی ولا مانع من قدره وانه سبحانه اذا قضی للانسان بخیر و مكرمة فلو ان اهل العالم اجتمعوا علی دفع ذلك لم یقدروا وان الحسد سبب الخذلان والنقصان وان الصبر مفتاح الفرج ۔ وان التدبیر من العقل

ضمیمہ از روح المعانی

اس سورت سے یہ فوائد حاصل ہوتے ہیں ۱۔ قضا کا کوئی دافع نہیں ۲۔ قدر کے مقابلہ میں کچھ نافع نہیں ۳۔ حق تعالی جب کسی بندہ کے لئے فضل و کرم کرنا چاہتا ہے تمام عالم جمع ہو کر بھی اگر ہٹانا چاہے تو قادر نہیں ہو سکتے ۴۔ حسد خذلان و نقصان کا سبب ہے ۵۔ صبر کلید کشادگی کی ہے ۶۔ تدبیر کرنا عقل کی بات ہے اور عقل سے

ويه يصلح امر المعاش الى غير ذلك مما يعجز عن بيانه بيان التحرير ۔ وفيها ايضا عبرة للملوك في بسط العدل ولاهل التقوى في ترك ما تراوده النفس الشهوانية عليه ۔ وللمماليك في حفظ حرم السادة ۔ وللقادرين في العفو عمن اساء اليهم ولغيرهم في غير ذلك ولكن اين المعتبرون ام

تمت سورة يوسف

ملحقة من رسالة التائيد ، المذكورة في اخر التمهيد

سورة يوسف

قوله تعالىٰ اذ قال يوسف لابيه يا ابت انى رايت احد عشر كوكبا الى اخر الايات الثلثة فيها علوم كثيرة من علوم التصوف ۔ الاول قوله تعالى انى رايت دال على بطلان من يقول ان رويا الصوفية فى واردا تهم وواقعاتهم و احوالهم خيالات لا وجود لها ۔ الثانى ان المريد المبتدى لا بد له من شيخ ناصح يرشده الى مطلوبه ويعلم صلاحه وفساده فى سيره فان يوسف عليه السلام رجع الى ابيه ثم ارشده وامره باخفاء ه عن حساده ۔ الثالث دلت الاية على انه يجب على المريد اخفاء واقعاته عن جميع الناس غير شيخه ۔ الرابع دلت الاية على ان الشيطان اذا رأى اثار النبوة والولاية وامثالها عند انسان فانه يقوم بافساد ذلك عليه قال

امر معاش کی اصلاح ہوتی ہے وغیرہ مضامین سورت میں خاص خاص عبرتیں بھی ہیں ۔ سلاطین کیلئے تو بسط عدل میں ۔ اور اہل تقوی کیلئے شہوات نفسانیہ کے ترک میں ۔ اور غلاموں اور نوکروں کیلئے اپنے آقاؤں کی آبرو کی حفاظت میں ۔ اور اہل قدرت کیلئے خطاوار سے معاف کر دینے میں اسیطرح دوسروں کی اور عبرتیں بھی ہیں

سورہ یوسف تمام ہوئی

اضافہ از رسالہ تائید

سورہ یوسف

قولہ تعالیٰ اذ قال یوسف لابیہ یا ابت انی رایت احد عشر کوکبا الی اخر ایات الثلثۃ **ترجمہ** (جبکہ کہا یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہ اے میرے باپ میں نے دیکھے گیارہ ستارے آخر ایات ثلثہ تک) ان آیتوں میں علوم تصوف میں سے بہت سے علوم ہیں اول قول اللہ تعالی کا رایت اُن لوگوں کے قول کے بطلان پر دلالت کرتا ہے جو کہتے ہیں کہ صوفیہ کے خواب اُن کی واردات اور واقعات اور احوال کے بارہ میں خیالات ہیں جنکا واقعی وجود نہیں ۔ دوسرے یہ کہ مبتدی مرید کیلئے ایک ایسا شیخ خیرخواہ ہونا ضرور ہے کہ اسکو اسکے مقصود کی ہدایت کر سکے اور اُسکے صلاح وفساد کو جان سکے کیونکہ یوسف علیہ السلام نے اپنے والد کیطرف رجوع کیا پھر اُنہوں نے انکو مصلحت کی بات بتلائی اور اُن کو وہ خواب حاسدوں سے چھپانے کا

ان الشیطان للانسان عدو مبین الخامس
قوله تعالیٰ قد جعلها ربی حقا دل فحواه ان منها مالا
یجعله الله تعالیٰ حقا وصدقا فدلت علی انه
قد یکون من الرؤیا ما یکون خیالا واضغاث احلام

حکم فرمایا۔ تیسرے آیت دلالت کرتی ہے اسپر کہ مرید پر
واجب ہے کہ اپنے واقعات بجز شیخ کے اور سب لوگوں
سے چھپا وے۔ چوتھے آیت دلالت کرتی ہے اسپر
کہ شیطان جب کسی میں نبوت اور ولایت یا اور اسطرح
آثار دیکھتا ہے تو وہ اس حالت کے بگاڑنے کیلئے مستعد ہو جاتا ہے چنانچہ فرمایا کہ شیطان انسان کا کھلا ہوا دشمن ہے
پانچویں قول اللہ تعالیٰ کا قد جعلها ربی حقا یعنی میرے پروردگار نے اُس خواب کو سچ کر دیا۔ اسکا مضمون اس
بات پر دلالت کرتا ہے کہ بعضے خواب ایسے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اُنکو سچ اور مطابق واقع نہیں کرتا تو آیت اسپر دلالت کرتی
ہے کہ بعضے خواب خیال اور پریشان خواب ہوتے ہیں۔

قوله تعالیٰ ادعوا الی الله علی بصیرة انا هذا
دلیل علی ان الشیخ یجب ان یکون بصیرا داعیا
لما یدعوا الیه مریده۔

قوله تعالیٰ ادعوا الی الله علی بصیرة انا ترجمہ (بلاتا ہوں
اللہ کیطرف اسطور پر کہ میں بصیرت پر ہوں، یہ آیت اس
بات کی دلیل ہے کہ شیخ کو صاحب بصیرۃ صاحب دعوت
ہونا ضرور ہے اُس امر میں جسکی طرف مرید کو بلاتا ہے۔

تمت الملحقة

اضافہ تمام ہوا

سورة الرعد

قوله تعالیٰ وفی الارض قطع متجاورات
الی قوله تعالیٰ یسقی بماء واحد ونفضل
بعضها علی بعض فی الاکل علم به ان اختلاف
القوابل فی الاستعداد مع اتحاد الفاعل یورث
ثمرات مختلفة متفاضلة کذلک القلوب المختلفة استعدادا
مع اتحاد المربی یورث حالات مختلفة ولیس هذا
بید المربی ولا دلیل نقص منه۔ وفی الروح عن الحسن
ما یقرب من هذا قال هذا مثل ضربه الله تعالیٰ
لقلوب بنی آدم خلقوا من آدم علیه السلام فینزل
علیهم من السماء تذکرة فترق قلوب فتخشع وتخضع و
تقسو قلوب فتلهو وتسهو اه ملخصا وفیه بعد ما
نقل عنه قال ابو حیان وهو شبیه بکلام الصوفیة

قوله تعالیٰ وفی الارض قطع متجاورات الی قوله
تعالیٰ یسقی بماء واحد ونفضل بعضها علی
بعض فی الاکل ترجمہ (اور زمین میں پاس پاس
مختلف قطع ہیں الی قوله سب کو ایک ہی طرح کا پانی
دیا جاتا ہے اور ہم ایک کو دوسرے پر پھلوں میں فوقیت
دیتے ہیں) اس سے معلوم ہوا کہ اگر فاعل واحد بھی ہو
تب بھی قوابل کے اختلاف فی الاستعداد سے ثمرات
مختلف پیدا ہوتے ہیں ایسا ہی حال ہے قلوب
مختلفة الاستعداد کا کہ باوجود مربی کے واحد ہونے
کے اُن میں حالات مختلفہ پیدا ہوتے ہیں اور یہ مربی کے
نہ اختیار میں ہے نہ اُسکے نقص کی دلیل ہے۔

اختلاف القوابل مع اتحاد المربی
باوجود اتحاد مربی کے اختلاف کا اثر

قولہ تعالیٰ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم فی الروح قال النصرآبادی ان ھذا الحکم عام لکن مناقشۃ الخواص فوق مناقشۃ العوام وعن بعض السلف انہ قال ان الفارۃ مزقت خفی وما اعلم ذلک الا بذنب احدثتہ والا لما سلطہا علی وتمثل بقول الشاعر

لو کنت من مازن لم تستبح ابلی

بنو اللقیطۃ من ذھل بن شیبانا

قولہ تعالیٰ ۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم **ترجمہ**: واقعی اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت میں تغیر نہیں کرتا جب تک وہ لوگ خود اپنی حالت کو نہیں بدل دیتے) روح میں نصرآبادی سے منقول ہے کہ یہ حکم عوام وخواص سب کو عام ہے اور خواص کیلئے زیادہ کاوش ہوتی ہے۔

تغیر الاعمال یغیر الاحوال — تغیر اعمال سے تغیر احوال

قولہ تعالیٰ والذین یدعون من دونہ لا یستجیبون لہم بشیء الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وما ھو ببالغہ یعلم بہ خیبۃ المستغیثین بغیر اللہ ولو کان ولیا حیا او میتا وقد شاع ھذا البلاء وعم البلواء

قولہ تعالیٰ والذین یدعون من دونہ لا یستجیبون لہم بشیء الا کباسط کفیہ الی الماء لیبلغ فاہ وما ھو ببالغہ **ترجمہ** (اور خدا کے سوا جنکو یہ لوگ پکارتے ہیں وہ ان کی درخواست کو اس سے زیادہ منظور نہیں کرسکتے جتنا پانی اس شخص کی درخواست کو منظور کرتا ہے جو اپنے دونوں ہاتھ پانی کیطرف پھیلائے ہو تاکہ وہ اسکے مونہہ تک آجاوے اور وہ اسکے مونہہ تک آنیوالا نہیں) اس سے غیر اللہ احیاء وامواتِ سے استغاثہ کرنے والوں کا خسران معلوم ہوتا ہے اور یہ بلا کثرت سے پھیل گئی۔

شناعۃ الاستغاثۃ بالاولیاء — استغاثہ از اولیاء اللہ کی شناعت

قولہ تعالیٰ وللہ یسجد من فی السموات والارض طوعا وکرھا الاول انقیاد تشریعی والثانی تکوینی۔

قولہ تعالیٰ وللہ یسجد من فی السموات والارض طوعا وکرھا **ترجمہ** (اور اللہ ہی کے سامنے سب سرخم کئے ہیں جتنے آسمانوں میں ہیں اور جتنے زمین میں ہیں خوشی سے اور مجبوری سے) اول انقیاد تشریعی ہے دوسرا انقیاد تکوینی۔

انقسام الانقیاد الی التکوینی والتشریعی — انقیاد کی تقسیم تکوینی و تشریعی کی طرف

قولہ تعالیٰ انما یتذکر اولوا الالباب الذین یوفون بعہد اللہ الخ وصف اولی الالباب بھذہ الجمل دلیل علی ان العقل المعتبر ھو عقل المعاد وصاحبہ حری بان یسمی عاقلا وان کان عن الدنیا غمرا غافلا۔

قولہ تعالیٰ انما یتذکر اولوا الالباب الذین یوفون بعہد اللہ الخ **ترجمہ** (پس نصیحت تو سمجھدار ہی لوگ قبول کرتے ہیں یہ لوگ ایسے ہیں کہ اللہ سے جو کچھ انہوں نے عہد کیا ہے اسکو پورا کرتے ہیں الخ) اولوا الالباب کو ان جملوں سے موصوف کرنا اسپر دلیل ہے کہ عقل معتبر عقل معاد ہی ہے اور ایسا ہی شخص عاقل کہنے کے لایق ہے گو دنیا سے ناواقف ہو۔

العقل ھو عقل المعاد — عقل معتبر عقل معاد ہے

قولہ تعالیٰ والذین یصلون ما امر اللہ بہ ان یوصل ۔ فی الروح الظاھر العموم فی کل ما امر اللہ تعالیٰ بہ ومن ذھب الی العموم ادخل فی ذلک

قولہ تعالیٰ والذین یصلون ما امر اللہ بہ ان یوصل ۔ **ترجمہ** (اور یہ ایسے ہیں کہ اللہ نے جن علاقوں کے قایم رکھنے کا حکم کیا ہے اُن کو قایم رکھتے ہیں) روح

الانبیاء علیہم السلام ووصلہم ان یؤمن بہم جمیعا وادخل الناس علی اختلاف طبقاتہم ووصلہم بمراعاۃ حقوقہم بل سائر الحیوانات ووصلہا بمراعاۃ ما یطلب فی حقہا وجوبا او ندبا۔ وعن الفضیل بن عیاض ان جماعۃ دخلوا علیہ بمکۃ فقال من این انتم قالوا من اہل خراسان قال اتقوا اللہ وکونوا من حیث شئتم واعلموا ان العبد لو احسن الاحسان کلہ وکانت لہ دجاجۃ فاساء الیہا لم یکن محسنا اھ قلت فاذا کان ھذا من حق الدجاجۃ فکیف بحق الشیوخ الذین ہم مصابیح فی زجاجۃ وقد قصر المتکبرون فی حقوقہم ما قصروا وبدلوا الطریق وغیروا۔

میں ہے کہ اسمیں سب اوامر آگئے اور اس عموم میں سب اہل حقوق داخل ہیں یہانتک کہ حضرت فضیل بن عیاض کا قول ہے کہ اگر کوئی سب نیک کام کرے اور اُسکے پاس ایک مرغی ہو اُسکا حق ادا نہ کرے تو وہ نکوکار نہیں اھ میں کہتا ہوں کہ جب مرغی کے حق میں یہ کہا گیا ہے تو پیر کا کیا کچھ حق وادب ہوگا جس میں سخت کوتاہی کیجاتی ہے۔

قولہ تعالیٰ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب فی الروح ان سبب الطمانینۃ نور یفیضہ اللہ تعالیٰ علی قلب المؤمنین فیذہب ما فیہا من القلق والوحشۃ اھ وفیہ ولا تنافی بین ھذہ الایۃ وبین قولہ تعالیٰ اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم لان المراد ہناک وجلت من ہیبتہ تعالیٰ واستعظامہ جلت عظمتہ اھ قلت والہیبۃ غیر الوحشۃ الا تری ان المعشوق یہاب ولا یوحش منہ۔ وفی الروح باب الاشارۃ قال الہجوری قلوب الاولیاء مطمئنۃ لا تتحرک دائما خشیۃ ان یتجلی اللہ تعالیٰ علیہا فجاءۃ فیجدہا غیر متسمۃ بالادب اھ قلت وہذا من الحسن بمکان ای مکان وہذا حکمۃ الاطمینان لا علۃ لہ فہو فرع لمدلول الایۃ لا شرح لمدلول الایۃ

قولہ تعالیٰ الا بذکر اللہ تطمئن القلوب ترجمہ (خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر سے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے) روح میں ہے کہ اس اطمینان کا سبب ایک نور ہے جسکو اللہ تعالیٰ مؤمنین کے قلب پر فائض فرماتا ہے جس سے پریشانی اور وحشت جاتی رہتی ہے۔

قولہ تعالیٰ انما امرت ان اعبد اللہ فی الروح ما اخرج سبحانہ احدا من العبودیۃ حتی سید احرار البریۃ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وفسرہا ابو حفص بانہا ترک کل ملک وملازمۃ المامور بہ۔ وقال الجنید قدس سرہ لا یرتقی احد فی درجات العبودیۃ حتی یحکم فیما بینہ وبین اللہ تعالیٰ اوائل البدایات وہی الفروض والواجبات والسنن والاوراد ومطایا الفضل عزائم الامور فمن احکم علی نفسہ ھذا من اللہ تعالیٰ علیہ

قولہ تعالیٰ انما امرت ان اعبد اللہ مع قولہ تعالیٰ ولئن اتبعت اھواءہم الخ ترجمہ (آپ فرمائے کہ مجھکو صرف یہ حکم ہوا ہے کہ میں اللہ کی عبادت کروں مع قولہ اور اگر آپ اُنکے نفسانی خیالات کا اتباع کرنے لگیں) صریح ہے اس باب میں کہ عبادات کسی سے ساقط نہیں ہوتیں۔ اور دوسرا ارشاد نص ہے اس باب میں کہ وہ امر ندب کا نہیں وجوب کا ہے جسکے ترک پر وعید ہے

ادائے حقوق ۲۰۰

۲۰۱ اطمینان القلب بالذکر — ذکر سے قلب کا اطمینان

۲۰۲ — عبودیت کا عطا ... ان

بما بعده اھ قلت انظر الاٰیات ھی مما یتفوہ بہ الجھلۃ من سقوط وظائف العبودیۃ عن الکاملین واصرح منہ ما سیلیہ من قولہ تعالیٰ ولئن اتبعت اھواءھم الاٰیۃ لتضمنہ الوعید القاطع لاحتمال کون العبودیۃ مندوبا وترکھا غیر حرام۔

قولہ تعالیٰ ولقد ارسلنا رسلا من قبلک وجعلنا لھم ازواجا وذریۃ۔ فی الروح فیہ علی ما قیل اشارۃ الی انہ اذا شرف اللہ تعالیٰ شخصا بولایتہ لم یضر بہ مباشرۃ احکام البشریۃ من الاھل والولد ولم یکن بسط الدنیا لہ قدحا فی ولایتہ اھ

قولہ تعالیٰ وما کان لرسول ان یاتی باٰیۃ الا باذن اللہ۔ فی الروح فیہ منع طلب الکرامات واقتراحھا من المشایخ اھ قلت المذکورون فی الاٰیۃ ھم الرسل الذین یلزمھم کونھم اصحاب الخوارق فکیف بالاولیاء الذین لیس من لوازمھم الخوارق۔

قولہ تعالیٰ یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب حملہ بعضھم علی محو السعادۃ او الشقاوۃ الازلیتین المقدرتین ویوافقہ ظاھر ما عن بعض الصحابۃ والتابعین کانوا یتضرعون الی اللہ تعالیٰ ان یجعلھم سعداء فقد اخرج ابن ابی شیبۃ عن ابن مسعود وعبد بن حمید وغیرہ عن عمر رض وابن جریر عن شقیق ابی وائل بنحوہ اورد الروایات فی الروح۔ ونقل عن بعض الاولیاء مثل ھذا الدعاء لبعض احبابہ وحقیقۃ الامر انہ یمکن محوہ من دیوان الملائکۃ لا من علمہ تعالیٰ

قولہ تعالیٰ ولقد ارسلنا رسلا من قبلک وجعلنا لھم ازواجا وذریۃ۔ ترجمہ (اور ہم نے یقیناً آپ سے پہلے بہت سے رسول بھیجے اور ہم نے انکو بیبیاں اور بچے بھی دئے) روح میں ہے کہ اسمیں اشارہ ہے کہ کامل کو تعلقات اہل وولد ودنیا کے مضر نہیں ہوتے اور یہ منافی ولایت نہیں۔

قولہ تعالیٰ وما کان لرسول ان یاتی باٰیۃ الا باذن اللہ۔ ترجمہ (اور کسی پیغمبر کے اختیار میں یہ امر نہیں کہ ایک آیت بھی بدوں خدا کے حکم کے لا سکے) اسمیں خوارق کے مطالبہ کی ممانعت ہے۔ اور جب انبیاء سے اسکی ممانعت ہے جنکا صاحب خوارق ہونا ضرور ہے تو اولیا سے تو کب اجازت ہوگی جنکا صاحب خوارق ہونا بھی ضرور نہیں۔

قولہ تعالیٰ یمحو اللہ ما یشاء ویثبت وعندہ ام الکتاب ترجمہ (خدا تعالیٰ جس حکم کو چاہیں موقوف کر دیتے ہیں اور جس حکم کو چاہیں قائم رکھتے ہیں اور اصل کتاب انہیں کے پاس ہے) بعض نے اسکو سعادت وشقاوت پر محمول کیا ہے اور بعض سلف سے ایسی دعا منقول بھی ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ دفتر ملائکہ سے تو یہ محو ممکن ہے مگر علم الٰہی سے ممکن نہیں اور لوح محفوظ اگر علم الٰہی سے حاکی ہے تو اسمیں تغیر جائز نہیں اور اگر وہ ملائکہ کا دفتر ہے تو اسمیں تغیر ممکن ہے اور محفوظ کے معنی یہ ہوں گے کہ تغیر خلق سے محفوظ ہے۔

سورہ رعد تمام ہوئی۔

واما اللوح المحفوظ فان کان حاکیا عن علم الله تعالیٰ فلا یتغیر وان کان جامعا لما فی ایدی الملٰئکة یمکن تغیرہ وتسمیته محفوظا لانه محفوظ عن تغییر الخلق۔ تمت سورة الرعد

ملحقہ من رسالۃ التائید المذکورۃ فی اخر التمھید

سورۃ الرعد

قوله تعالیٰ ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسهم (دخل فی عمومه لا یحجب اولیاءہ عن المشاهدۃ مالم یغیروا اورادهم ومعاملاتهم۔

قوله تعالیٰ الذین امنوا وتطمئن قلوبهم بذکر الله۔ ای یذکرونه باللسان والقلب ویطمئنون الی ذلك ویفرحون به۔

انتهت الملحقة

سورۃ ابراهیم

قوله تعالیٰ وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه۔ فی الروح لما کان اشرف الاقوام واولادهم بدعوته علیه السلام قومه الذین بعث بین ظهرانیهم ولغتهم افضل اللغات نزل الکتب المبین بلسان عربی مبین وانتشرت احکامه بین الامم اجمعین ثم انه لا یلزم خصاص بعثته صلی الله علیه وسلم بهم اھ۔ قلت لانه

اضافہ از رسالہ تائید

سورۃ الرعد

قوله تعالیٰ ان الله لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسهم ترجمہ (بلاشبہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ اپنی حالت نہ بدلدیں) (اسکے عموم میں) یہ بھی داخل ہے) کہ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو مشاہدہ سے محجوب نہیں کرتا جب تک وہ اپنے اوراد اور معاملات کو نہ بدلدیں۔

قوله تعالیٰ الذین امنوا وتطمئن قلوبهم بذکر الله (جو لوگ ایمان لائے ہیں اور انکے دل مطمئن ہوتے ہیں اللہ کی یاد سے) یعنی زبان اور دل سے اُسکا ذکر کرتے ہیں اور تسبیح وتہلیل کرتے ہیں اور اُس سے مطمئن ہوتے ہیں اور اُس سے خوش ہوتے ہیں

اضافہ تمام ہوا

سورہ ابراہیم

قوله تعالیٰ وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه۔ ترجمہ (اور ہم نے تمام پیغمبروں کو اُن ہی کی قوم کی زبان میں پیغمبر بنا کر بھیجا ہے) اس سے مستنبط ہوتا ہے کہ شیخ کے خلفاء وہی ہوتے ہیں جنکو اُن کے ساتھ بہ نسبت تمام مستفیدین کے مناسبت زیادہ ہو اور شیخ کے اول مخاطب وہی ہوتے ہیں جیسے قرآن کا اول خطاب عرب کو ہوا پھر باقی اقوام کو۔

لم يقل بلسان امته فامته عليه السلام جميع الثقلين وقومه هم العرب خاصة۔ ويستنبط منه ان خلفاء الشيخ هم الذين يكون مناسبتهم به اقوى من سائر المستفيدين وهم المخاطبون الاولون لتكلمات الشيخ كما ان العرب خوطبوا اولا بالقرآن ثم بقية الاقوام۔

قوله تعالىٰ ان اخرج قومك من الظلمات الى النور۔ اسناد الاخراج الى النبي مع كون المخرج الحقيقي هو الله تعالىٰ اقوى دليل على ان للشيخ مدخلا عظيما في تكميل المريد۔

قوله تعالىٰ وفي ذلكم بلاء من ربكم عظيم اذا قيل ان الاشارة الى سوء العذاب والبلاء بمعنى الانعام فوجه الاية ان بلاء المؤمن تربية له ونفع في الحقيقة

قوله تعالىٰ جاءتهم رسلهم بالبينت فردوا ايديهم في افواههم۔ في الروح عن الحسن انهم وضعوا ايديهم على افواه الرسل منعا لهم من الكلام وفيه لما حاولوا انكار على الرسل عليهم السلام كل الانكار جمعوا في الانكار بين الفعل والقول اھ قلت ايراده مع اغناء قوله قالوا انا كفرنا عنه في اصل المقصود دليل على كون سوء الادب جريمة مستقلة زائدة على الكفر ومن ثم ترى اهل الطريق ينهون عن سوء الادب بالشيخ اشد النهي۔

قوله تعالىٰ وما كان لي عليكم من سلطان الا ان دعوتكم۔ في الروح ما كان لي تسلط عليكم الا بالوسوسة لا بالضرب ونحوه اھ فيه هدم لعذر من يقول كيف اصنع و

قوله تعالىٰ ان اخرج قومك من الظلمت الى النور۔ ترجمہ (کہ اپنی قوم کو تاریکیوں سے روشنی کیطرف لاؤ) باوجود اسکے کہ مخرج حقیقی حق تعالیٰ ہے پھر اخراج کی نسبت نبی کی طرف کرنا قوی دلیل ہے اسکی کہ تکمیل مریدین شیخ کو عظیم دخل ہے۔

قوله تعالىٰ وفي ذلكم بلاء من ربكم عظيم ترجمہ (اور اسمیں تمہارے رب کی طرف سے ایک بڑا امتحان تھا) اگر ذلک کا مشار الیہ سوء عذاب ہو اور بلاء کی تفسیر انعام سے کیجاوے تو آیت سے یہ معلوم ہوگا کہ مومن کیلئے مصیبت بھی نفع اور تربیت ہے۔

قوله تعالىٰ جاءتهم رسلهم بالبينت فردوا ايديهم في افواههم ترجمہ (ان کے پیغمبر ان کے پاس دلائل لیکر آئے سو ان قوموں نے اپنے ہاتھ ان پیغمبروں کے منہ میں دیدئے) روح میں حسن سے ہے کہ انھوں نے اپنے ہاتھوں کو پیغمبر کے مونہہ پر رکھدیا تاکہ ان کو بولنے نہ دیں اھ میں کہتا ہوں کہ اسکا قصداً ذکر کرنا حالانکہ اصل مقصود کیلئے قالوا انا کفرنا کافی تھا اسکی دلیل ہے کہ سوء ادب کفر کے علاوہ ایک مستقل جرم ہے اسیواسطے اہل طریق سوء ادب سے سخت ممانعت کرتے ہیں۔

قوله تعالىٰ وما كان لي عليكم من سلطان الا ان دعوتكم ترجمہ (اور میرا تم پر اور تو کچھ زور چلتا نہ تھا بجز اسکے کہ میں نے تمکو بلایا تھا) اسمیں اس شخص کے عذر کا ابطال ہے جو کہتا ہے میں کیا کروں کمبخت شیطان

والشيطان لا يدعه حتى يوقعه فى المعصية

شیطان نے گناہ کرا ہی دیا اس سے واضح ہو گیا کہ شیطان کا بجز وسوسہ کے اور کچھ زور نہیں۔

قوله تعالى وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها

قلت حتى على اهل النار كما فى الروح المعانى بروایۃ ابن ابی الدنیا والبیہقی عن ابن مسعود قال ان لله تعالى على اهل النار منة فلو شاء ان يعذبهم باشد من النار لعذبهم اھ

قوله تعالى وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها
ترجمہ (اور اللہ تعالیٰ کی نعمتیں اگر شمار کرنے لگو تو شمار میں نہیں لا سکتے) یہ نعمت اہل نار تک پر ہے چنانچہ روح میں ابن مسعودؓ کی روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اہل نار پر بھی احسان ہے کیونکہ نار سے بھی زیادہ عذاب سے سزا دینے پر قادر ہے اھ

قوله تعالى واجنبنى وبنى ان نعبد الاصنام

دل على ان الانبياء عليهم السلام لم يأمنوا فكيف بمن هو فى تقلب بين الشيطان والنفس كل ان فلا ينبغى لاحد ان يغتر بكمال او حاله

قوله تعالى واجنبنى وبنى ان نعبد الاصنام
ترجمہ (اور مجھکو اور میرے خاص فرزندوں کو بتوں کی عبادت سے بچائے رکھئے) اس میں دلالت ہے کہ انبیاء علیہم السلام تک بے خوف نہیں ہوتے سو اُنکا تو کیا ذکر ہے جو ہر وقت نفس و شیطان کے پھندوں میں پھنسے ہیں تو کسیکو اپنے حال و کمال پر نازاں نہ کرنا چاہئے۔

قوله تعالى ربنا انى اسكنت من ذريتى

بواد غير ذى زرع استدل بعض علماء المتصوفة بها على انه يجوز للانسان ان يضع ولده وعياله فى ارض مضيعة اتكالا على الله تعالى والجواب ان الوضع بلا وحى ليس كالوضع بوحى وهذا كان بوحى كما فى الحديث فقالت هاجرة له عليه السلام الله امرك بهذا قال نعم قالت اذن لا يضيعنا۔

قوله تعالى ربنا انى اسكنت من ذريتى بواد غير ذى زرع۔ ترجمہ (اے ہمارے رب میں اپنی اولاد کو آپ کے معظم گھر کے قریب ایک میدان میں جو زراعت کے قابل نہیں آباد کرتا ہوں) بعض علماء صوفیہ نے اس سے استدلال کیا ہے کہ اپنے اہل وعیال کو توکل پر ایسی جگہ رکھنا جائز ہے جہاں کچھ سر و سامان نہو مگر یہ استدلال اسلئے غلط ہے کہ یہ رکھنا وحی سے تھا تو اسپر دوسرے فعل کو جو بلا وحی ہو کیسے قیاس کیا جا سکتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ حضرت ہاجرہ نے پوچھا کہ کیا آپ کو خدا تعالیٰ نے حکم کیا ہے ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ہاں انہوں نے کہا تو وہ ہمکو ضائع نہ کریگا۔

قوله تعالى فاجعل افئدة من الناس تهوى

اليهم وارزقهم من الثمرات دل على ان القدر الضرورى من الحاجة والمال لا بد من طلبه لنفسه

قوله تعالى فاجعل افئدة من الناس تهوى اليهم وارزقهم من الثمرات ترجمہ (تو آپ کچھ لوگوں کے قلوب اُن کی طرف مائل کر دیجئے اور اُن کو پھل کھانیکو دیجئے

لاهلهم ولعیاله لاسیما اذا کان للاعانة علی الدین کما فی هذه الایة من قوله لیقیموا الصلوة ومن قوله لعلهم یشکرون۔

اسمیں دلالت ہے کہ بقدر ضرورت مال وجاہ کا اپنے اور اپنے اہل وعیال کیلئے طلب کرنا مذموم نہیں خصوص جبکہ اعانت علی الدین کیلئے ہو جیسا اس آیت میں لیقیموا الصلوۃ اور لعلہم یشکرون سے معلوم ہوتا ہے۔

قوله تعالی وان کان مکرهم لتزول منه الجبال

ای ان کان مکرهم فی غایة الشدة والمتانة کذا فی الروح دل علی ان المبالغة التی حقیقتها قصد ضرب المثل لا ینافی الصدق وقد وقع فی کلام کثیر من الصادقین لاسیما فی وقت غلبة الحال التی تخرج عباداتهم عن الظاهر مع کونه مدلولا تها واضحة لمن له مناسبة ما بکلامهم۔

قولہ تعالی وان کان مکرہم لتزول منہ الجبال ترجمہ (اور واقعی اُن کی تدبیریں ایسی تھیں کہ اُن سے پہاڑ بھی ٹل جاویں) روح میں ہے کہ انکا مکر غایت شدت و قوت میں تھا اھ اور اسمیں دلالت ہے کہ مبالغہ جسکی حقیقت ضرب المثل ہے صدق کے منافی نہیں خصوص غلبۂ حال کے وقت جس سے عبارت اپنے ظاہر سے خارج ہو جاتی ہے مگر اہل مناسبت کے نزدیک مدلول اسکا ظاہر ہوتا ہے۔

الضميمة من روح المعاني

قوله تعالی وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه لیبین لهم

ای بکلام یناسب حالهم واستعدادهم وقدر عقولهم والا لم یفهموا وعن علی کلموا الناس بما یفهمون اتریدون ان یکذب الله تعالی ورسوله صلی الله علیه وسلم وعلی هذا لا ینبغی ان یخاطب العامة باصطلاح الصوفیة لانهم لا یعرفونه ومنشأ ضلال کثیر من الناس الناظرین فی کتب القوم جهلهم باصطلاحاتهم فلا ینبغی للجاهل بذلك النظر فیها۔

ضمیمہ از روح المعانی

قولہ تعالی وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومہ لیبین لہم ترجمہ (اور ہم نے تمام پیغمبروں کو اُن ہی کی قوم کی زبان میں پیغمبر بنا کر بھیجا) یعنی ایسے کلام سے بیان کرے جو اُن کے حال و استعداد اور عقل کے مناسب ہو ورنہ اُن کی سمجھ میں نہ آتا۔ تو اس بنا پر عوام الناس کے سامنے صوفیہ کی اصطلاح میں کلام کرنا مناسب نہیں اور بہت لوگوں کے ضلال کا منشا یہی ہوا کہ انھوں نے صوفیہ کی کتابیں دیکھیں اور اُن کی اصطلاحوں کو نہ جانا سو ایسوں کو ایسی کتابیں دیکھنا مناسب نہیں۔

قوله تعالی لئن شکرتم لازیدنکم

قال الجوزجانی ای لئن شکرتم الاحسان لازیدنکم المعرفة ولئن شکرتم المعرفة لازیدنکم

قولہ تعالی لئن شکرتم لازیدنکم ترجمہ (اگر تم شکر کرو گے تو تم کو زیادہ نعمت دونگا) بعضے لوگ اپنے کمالات کو اپنے مجاہدات کی طرف منسوب کیا کرتے ہیں

الوصلة ولئن شکرتم الوصلة لازیدنکم القرب ولئن شکرتم القرب لازیدنکم

اور عطا کو عطائے حق نہیں سمجھتے اور یہ تکبر شکر کے خلاف ہے لہٰذا مذموم اور مانع ترقی ہے

الانس قلت وبعض المغترین المعجبین ینسبون کمالاتہم الی مجاہداتہم وھو عین الکفران۔

قولہ تعالیٰ قالوا ان انتم الا بشر مثلنا الی قولہ تعالیٰ قالت لہم رسلہم ان نحن الا بشر مثلکم ولکن اللہ یمن علی من یشاء من عبادہ وکثیرا ما یقول المنکرون فی حق اجلۃ المشایخ مثل ما قال ھولاء الکفرۃ فی حق رسلہم والجواب نحو ھذا الجواب۔

قولہ تعالیٰ قالوا ان انتم الا بشر مثلنا مع قولہ ولکن اللہ یمن علی من یشاء من عبادہ ترجمہ (انہوں نے کہا کہ تم محض ایک آدمی ہو جیسے ہم ہیں مع قولہ تعالیٰ لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے احسان فرماوے) اسیطرح منکرین مشائخ انکے حق میں کہتے ہیں یہی انکا جواب ہے آگے ارشاد ہے۔

قولہ تعالیٰ وما کان لنا ان ناتیکم بسلطان الا باذن اللہ جواب عن قول اولئک فأتونا بسلطان مبین ویقال نحو ذلک للمنکرین الطالبین من الولی الکرامۃ تعنتا ولجاجا

قولہ تعالیٰ وما کان لنا ان ناتیکم بسلطان الا باذن اللہ ترجمہ (اور یہ بات ہمارے قبضہ کی نہیں کہ ہم تم کو کوئی معجزہ دکھلا سکیں بغیر خدا کے حکم کے) یہی جواب اس شخص کو دیا جاویگا جو اولیاء سے کرامت کا طالب ہو۔

قولہ تعالیٰ ولوموا انفسکم۔ قال محمد بن حامد النفس محل کل لائمۃ فمن لم یلم نفسہ علی الدوام ورضی عنہا فی حال من الاحوال فقد اھلکھا۔

قولہ تعالیٰ ولوموا انفسکم۔ ترجمہ (اور ملامت اپنے آپکو کرو) محمد ابن حامد نے کہا ہے کہ ہر ملامت کا محل نفس ہے جو اسپر ملامت نہ کرے اور اس سے ہمیشہ راضی رہے اُسنے اسکو ہلاک کیا۔

قولہ تعالیٰ ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع۔ قیل ای من اراد اللہ تعالیٰ ان یبتلی خلیلہ بالعطائم لیزھد عن نفسہ وعن جمیع الخلیقۃ لئلا یبقی بینہ وبینہ حجاب من الحدثان فلذا امر جل شانہ ھذا الخلیل ان یسکن من ذریتہ فی واد الحرم بلا ماء ولا زاد لینقطع الیہ ولا یعتمد الا علیہ۔

قولہ تعالیٰ ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی زرع۔ ترجمہ (اے ہمارے رب میں اپنی اولاد کو آپ کے معظم گھر کے قریب ایک میدان میں جو زراعت کے قابل نہیں ہے آباد کرتا ہوں) حق تعالیٰ کی عادت ہے کہ وہ اپنے خاص مقبولین کے بڑے بڑے امتحان لیتا ہے تاکہ اُسکو سب مخلوق سے یکسو کردے اسی لئے حق تعالیٰ نے اپنے خلیل علیہ السلام کو یہ حکم کیا کہ اپنی ذریۃ کو ایسے وادی میں رکھے جہاں پانی تک نہ ہو تاکہ خالص اسی پر اعتماد ہو کیونکہ وہاں اسباب ہی نہ تھے جسپر نظر ہوتی

قولہ تعالیٰ فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیہم۔ قال ابن عطاء من انقطع عن الخلق بالکلیۃ

قولہ تعالیٰ فاجعل افئدۃ من الناس تھوی الیہم ترجمہ (تو آپ کچھ لوگوں کے قلوب انکی طرف مائل کر دیجئے

صرف اللہ تعالیٰ الیہ وجوہ الخلق وجعل مودتہ فی صدورہم ومحبتہ فی قلوبہم وذلک من دعاء الخلیل علیہ السلام لما قطع اہلہ عن الخلق والاسباب۔ انتہت الضمیمۃ

ابن عطاء نے فرمایا ہے کہ جو شخص مخلوق سے بالکلیہ[۲۲۱] منقطع ہو جاتا ہے حق تعالیٰ لوگوں کے قلوب کو اُسکی طرف متوجہ کر دیتا ہے اور اُسکی محبت اُنکے قلوب میں ڈال دیتا ہے۔

وتمت ایضا سورۃ ابراھیم

ضمیمہ کے ساتھ سورۃ ابراہیم تمام ہوئی

ملحقۃ من رسالۃ التائید المذکورۃ فی اٰخر التمھید

اضافہ از رسالہ تائید

.....سورۃ ابراھیم لیست فی الرسالۃ وکذا لیس فیہا سورۃ الاحقاف و سورۃ محمد والحجرات الی سورۃ الطور۔ بادخال العنایۃ والرحمٰن والصف الی سورۃ القیامۃ والمرسلات الی سورۃ البلد و واللیل اذا یغشیٰ الی الفلق۔

سورۃ ابراہیم - اس رسالہ میں سورۃ ابراہیم کے متعلق کوئی مضمون نہیں اسیطرح سورۃ احقاف اور سورۃ محمد اور حجرات سے لیکر سورۃ طور تک۔ اور الرحمٰن اور سورۃ صف سے سورۃ قیامت تک اور سورۃ مرسلات سے سورۃ بلد تک اور واللیل اذا یغشیٰ سے سورۃ فلق تک نہیں۔

انتہت الملحقۃ

اضافہ تمام ہوا

سورۃ الحجر

سورۃ حجر

قولہ تعالیٰ ذرہم یاکلوا ویتمتعوا ویلہہم الامل[۲۲۲]۔ فی الروح فیہ اشارۃ الی ذم من کان ہمہ بطنہ وتنفیذ شہواتہ قال ابو عثمان اسوء الناس حالا من کان ہمہ ذلک، فانہ محروم من الوصول الی حرم القرب اھ

قولہ تعالیٰ ذرہم یاکلوا ویتمتعوا ویلہہم الامل **ترجمہ** (آپ اُن کو اُنکے حال پر رہنے دیجئے کہ وہ کھالیں اور چین اُڑالیں اور خیالی منصوبے اُنکو غفلت میں ڈالے رکھیں) اسمیں ایسے شخص کی مذمت[۲۲۳] کی طرف اشارہ ہے جسکو بڑی فکر شکم پری وشہوت رانی کی ہی ہو ایسا شخص حرم قرب میں پہونچنے سے محروم رہتا ہے کذا فی الروح۔

قولہ تعالیٰ وقالوا یایہا الذی نزل علیہ الذکر انک لمجنون فی الروح والاشارۃ فی ذلک انہ لا ینبغی لمن لم یتسع عقلہ لما من اللہ سبحانہ علی اولیاءہ من الاسرار ان یبادرہم

قولہ تعالیٰ وقالوا یایہا الذی نزل علیہ الذکر انک لمجنون۔ **ترجمہ** (اور اُن کفار نے یوں کہا کہ اے وہ شخص جسپر قرآن نازل کیا گیا ہے تم مجنون ہو) روح میں ہے کہ اسمیں استطرافاً[۲۲۴] بھی اشارہ ہے کہ جو شخص

[۲۲۱] انقطاع از خلق [illegible]
[۲۲۲] درازی امید [illegible]
[۲۲۳] [illegible]
[۲۲۴] [illegible]

بالانکار ویرمونهم بما لا ینبغی کما هو عادة کثیر من المنکرین الیوم علی الاولیاء الکاملین حیث نسبوهم فیما تکلموا به من الاسرار الالهیة والمعارف الربانیة الی الجنون وزعموا ان ما تکلموا به من خیالات ترهات واباطیل خیلت لهم من الریاضات ولا اعنی بالاولیاء الکاملین سوی من تحقق لدی المنصفین موافقتهم للشرع فیما یاتون ویذرون دون الذین یزعمون انتظامهم فی سلکم وهم اولیاء الشیطن وحزبهم حزبه کبعض متصوفة هذا الزمان فان الزنادقة بالنسبة الیهم اتقیاء موحدون کما لا یخفی علی من سبر احوالهم اه

اسرار وحقائق کو نہ سمجھا ہو اُسکو چاہیے کہ اولیاء اللہ پر اُن کے علوم ومعارف یا احوال پر انکار نہ کرے جیسے بعضے منکرین اُن کو جنون کی طرف منسوب کرتے ہیں کہ ریاضات کے سبب تخیلات فاسدہ کا اثر غلبہ ہوگیا ہے اور مراد اُن اولیاء سے محققین راسخین فی الشرع ہیں نہ کہ جہلا بددین جیسے اس زمانہ میں بکثرت ایسے ہیں اھ ملخصًا

قولہ تعالی لو ما تاتینا بالملٰئکة ان کنت من الصادقین فیه رد علی من یطلب الخوارق ممن له بینة علی الصدق۔

قولہ تعالی لو ما تاتینا بالملائکة ان کنت من الصادقین ترجمہ (اگر تم سچے ہو تو ہمارے پاس فرشتوں کو کیوں نہیں لاتے) اسمیں ایسے شخص پر رد ہے جو ایسے شخص سے خوارق کا طالب ہو جسکے صدق پر دلائل صحیحہ قائم ہیں۔

قولہ تعالی ولو فتحنا علیهم بابا من السماء فظلوا فیه یعرجون لقالوا انما سکرت ابصارنا وهکذا حال المنکرین للاولیاء ولو رأوا منهم الخوارق کما کانوا یقترحون لقالوا هی سحر او شعبذة۔

قولہ تعالی ولو فتحنا علیهم بابا من السماء فظلوا فیه یعرجون لقالوا انما سکرت ابصارنا ترجمہ (اور اگر ہم اُن کے لئے آسمان میں کوئی دروازہ کھولدیں پھر یہ دن کے وقت اُس میں چڑھ جاویں تب بھی یوں کہدیں کہ ہماری نظر بندی کردی گئی تھی) یہی حال ہے منکرین اولیاء کا کہ اگر خوارق کا بھی مشاہدہ کرلیں تو اُسکو سحر یا شعبدہ بتلاتے ہیں۔

قولہ تعالی وان من شیء الا عندنا خزائنه وما ننزله الا بقدر معلوم۔ فی الروح قیل ان الاشارة فی ذلک الی دعوة العباد الی حقائق التوکل وقطع الاسباب والاعراض عن الاغیار ومن هنا قال حمدون انه سبحانه قطع اطماع عبیده جل وعلا بهذه الایة فمن رفع بعد هذا حاجته الی غیره تعالی شانه فهو جاهل ملوم وکان الجنید قدس سره اذا قرأ هذه

قولہ تعالی وان من شیء الا عندنا خزائنه وما ننزله الا بقدر معلوم ترجمہ (اور جتنی چیزیں ہیں ہمارے پاس سب کے خزانے کے خزانے ہیں اور ہم اُنکو ایک معین مقدار سے اتارتے ہیں) اسمیں اشارہ ہے حقائق توکل وقطع اسباب واعراض عن الالتفات الی الاغیار کی طرف۔ کذا فی الروح ملخصًا

تجہیل طالب الخوارق من الصادقین ۲۲۴
طالب خوارق من الصادقین

تشبیه حال المنکرین فی الخوارق ۲۲۵
خوارق میں منکرین کے حال

تعلیم الدعوة الی التوکل ۲۲۶
دعوت توکل کی طرف

قولہ تعالیٰ ولا یلتفت منکم احد۔ علم بہ قبح النظر الی آثار المغضوب والمغضوب علیہم فیما للفکاہۃ ویدخل فی حکمہا کل محل اللھو والمنکر کمجلس فسق وبدعۃ۔

قولہ تعالیٰ ولا یلتفت منکم احد۔ ترجمہ (اور تم میں سے کوئی پیچھا پھر کر بھی نہ دیکھے) اس سے معلوم ہوا کہ آثار غضب اور مغضوبین کو بطور تفریح کے طور پر بھی نہ دیکھے اور اسی میں لہو و منکر کی جگہیں بھی داخل ہو گئے۔

قولہ تعالیٰ ان فی ذلک لآیت للمتوسمین فی الروح عن جعفر بن محمد للمتفرسین وھذہ الآیۃ علی ما قال الجلال السیوطی اصل فی الفراسۃ فقد اخرج الترمذی من حدیث ابی سعید مرفوعًا اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ تعالیٰ ثم قرأ الآیۃ اھ وفیہ وذکروا ان للفراسۃ مراتب فبعضہا یحصل بعین الظاہر وبعضہا ما یدرکہ آذان العارفین وبعضہا ما یبدو فی صورۃ المتفرس وبعضہا ما یحصل بحواس الباطن وبعضہا ما یحصل للقلب اما بالالہام واما بالکشف وبعضہا ما یحصل للعقل وبعضہا ما یحصل للروح وبعضہا ما یحصل بعین السر وسمعہ وبعضہا ما یحصل فی سر السر وھناک منتہی الکشف والفراسۃ اھ ملخصًا ولا یلزم من الآیۃ کون الفراسۃ قطعیۃ کما لا یلزم کون الفکر والعقل دلیلا قطعیا من قولہ تعالیٰ ان فی ذلک لآیت لقوم یتفکرون ویعقلون انما المقصود بھذہ الآیۃ کون ھذہ الطرق نافعۃ والحمل علی استعمالہا بجد واجتہاد فقط

قولہ تعالیٰ ان فی ذلک لآیت للمتوسمین ترجمہ (اس واقعہ میں کئی نشانیاں ہیں اہل بصیرت کیلئے) حدیث ترمذی میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اتقوا فراسۃ المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ اور پھر یہ آیت تلاوت فرمائی تو اس بنا پر یہ آیت اصل ہے فراست کی اور اسی میں ادراک عقلی و کشفی وغیرہ سب آگیا اور اس سے ان سب طرق کی قطعیت لازم نہیں آتی جیسا ان فی ذلک لآیات لقوم یتفکرون یا یعقلون سے مطلقا عقل و فکر کی قطعیت لازم نہیں آتی۔ مقصود صرف یہ بتلانا ہے کہ یہ طرق نافع ہیں حدود شرعیہ کی رعایت سے ان سے کام لیا جاوے۔

قولہ تعالیٰ فاصفح الصفح الجمیل فی الروح روی عن عمرو بن دینار عن محمد ابن الحنفیۃ عن ابیہ علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ انہ قال الصفح الجمیل صفح لا توبیخ فیہ ولا حقد بعدہ مع الرجوع الی ما کان قبل ملابسۃ المخالفۃ وقیل الصفح الجمیل مواساۃ المذنب برفع الخجل عنہ ومداراۃ موضع الالم من قلبہ اھ

قولہ تعالیٰ فاصفح الصفح الجمیل ترجمہ (سو آپ خوبی کے ساتھ درگذر کیجئے) اس میں بعض اخلاق کی تعلیم ہے۔

قولہ تعالیٰ لا تمدن عینیک الخ فی الروح

قولہ تعالیٰ لا تمدن عینیک الخ ترجمہ (آپ

قال بعضہم غار الحق سبحانہ علیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ان یستحسن من الکون شیئا ویسبرہ طرفہ واراد منہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تکون اوقاتہ مصروفۃ الیہ وحالاتہ موقوفۃ علیہ وانفاسہ حبیسۃ عندہ وکان صلی اللہ علیہ وسلم کما اراد منہ سبحانہ اھ

اپنی آنکھ اٹھا کر بھی اس چیز کو نہ دیکھئے الخ) اس میں حق تعالیٰ کی غیرت معلوم ہوتی ہے اغیار کی طرف نظر کرنے سے۔

قولہ تعالیٰ فاصدع بما تؤمر فیہ ان الحق ینبغی ان یقال بحیث لا یکون فیہ شیء من الخفاء۔

قولہ تعالیٰ فاصدع بما تؤمر ترجمہ (سو آپ کو جس بات کا حکم کیا گیا ہے اسکو صاف صاف سنا دیجئے) اسمیں دلالت ہے کہ حق بات کو بہت صفائی سے کہنا چاہئے۔

قولہ تعالیٰ ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون فسبح بحمد ربک وکن من الساجدین فالروح وفی امرہ صلی اللہ علیہ وسلم بما ذکر ارشاد لہ الی ما یکشف بہ الغم الذی یجدہ کانہ قیل افعل ذلک یکشف عنک ربک

قولہ تعالیٰ ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون فسبح بحمد ربک وکن من الساجدین ترجمہ (اور واقعی ہم کو معلوم ہے کہ یہ لوگ جو باتیں کرتے ہیں اس سے آپ تنگدل ہوتے ہیں تو آپ اپنے پروردگار کی تسبیح وتحمید کرتے رہئے اور نمازیں پڑھنے والوں میں رہئے) اسمیں غم وضیق کا علاج بتلایا گیا ہے کہ ذکر و توجہ الی الحق ہے۔

قولہ تعالیٰ واعبد ربک حتی یاتیک الیقین فالروح ای الموت کما روی عن ابن عمر والحسن وقتادۃ وابن زید والمعنی دم علی العبادۃ ما دمت حیا من غیر اخلال بہا لحظۃ۔ فلیس المراد ما زعمہ بعض الملحدین مما یسمونہ بالکشف والشہود وقالوا ان العبد متی حصل لہ ذلک سقط عنہ التکلیف بالعبادۃ وہی لیست الا للمحجوبین ولقد مرقوا بذلک من الدین وخرجوا من ربقۃ الاسلام وجماعۃ المسلمین ولم یزل صلی اللہ علیہ وسلم ما دام حیا اتیا بہ اسم العبادۃ افیقال انہ لم یاتہ علیہ السلام ذلک الیقین حتی توفی لا اری احدا یخطر لہ ذلک بجنان اھ **تمت سورۃ الحجر**

قولہ تعالیٰ واعبد ربک حتی یاتیک الیقین ترجمہ (اور اپنے رب کی عبادت کرتے رہئے یہاں تک کہ آپ کو موت آجاوے) یقین کی تفسیر موت ہے۔ تو اسمیں ان لوگوں پر رد ہے جو کہتے ہیں کہ کوئی مرتبہ سلوک میں ایسا ہے جسمیں تکالیف شرعیہ ساقط ہو جاتی ہیں اور یہ اعتقاد الحاد محض ہے۔ سورۂ حجر تمام ہوئی

ملحق من رسالۃ التائید المذکورۃ فی اخر التمہید

اضافہ از رسالہ تائید

سورة الحجر

قولہ تعالیٰ ان فی ذلک لآیات للمتوسمین

روی ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال اتقوا فراسة المؤمن فانہ ینظر بنور اللہ ثم قرأ ان فی ذلک لآیٰت للمتوسمین فدلت الآیة علی صحة ما للعرفاء من الفراسة وھی الامور التی لا یراھا عامة الناس۔

سورۃ الحجر

قولہ تعالیٰ ان فی ذلک لآیٰت للمتوسمین

ترجمہ (بیشک اس قصہ میں نشانیاں ہیں اُن لوگوں کے لئے جو فراست رکھتے ہیں) روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ فراست مومن سے ڈرو کیونکہ وہ نور الٰہی سے دیکھتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی ان فی ذلک لآیٰت للمتوسمین۔ پس آیت فراست عارفین کے صحیح ہونے پر دال ہے اور فراست ایسے امور کا نام ہے جنکو عام لوگ نہیں دیکھتے

قولہ تعالیٰ فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین

ای اداء الرسالة ثم ارجع الی الخلوة وراقب مشاھدة الحق تعالی ومن ھنا اخذ المشایخ المحافظة علی الخلوة عن الناس (بعد اداء ما علیھم للخلق من النصح والارشاد) **انتھت الملحقة**

قولہ تعالیٰ فاصدع بما تؤمر واعرض عن المشرکین

ترجمہ (سو آپ کو جو حکم ہے اسکو ظاہر کر دیجئے اور مشرکوں سے الگ ہو جائیے) یعنی پیغام حق ادا کر دیجئے پھر خلوت کیطرف رجوع کیجئے اور مشاہدہ حق تعالیٰ کا مراقبہ کیجئے اور اسی مقام سے مشایخ نے خلوت پر محافظت رکھنے کو اخذ کیا ہے (یعنی خلائق کا جو انپر حق ہے نصیحت اور ہدایت کرنا اسکے ادا کرنے کے بعد یہ ہونا چاہئے) اضافہ تمام ہوا

سورة النحل

قولہ تعالیٰ ولکم فیھا جمال الی قولہ تعالی وزینة

ایرادہ بعد سرد الضروریات من الدفء وسائر المنافع والاکل دلیل علی عدم اضرار قصد المصالح الزائدة کالزینة والجمال اذا کان فیھا مصلحة من دفع المذلة او مسرة القلب ولم یکن فیہ محذور من التفاخر والاستکبار واذ قلما یخلو عنہ المبتدی صلح لہ ان یکون منہ علی جانب بعیدا ما لم تتھذب نفسہ ویشھد بتھذیبھا الشیخ الفطن

سورۂ نحل

قولہ تعالیٰ ولکم فیھا جمال الی قولہ تعالی وزینة

ترجمہ (اور اُن کی وجہ سے تمہاری رونق بھی ہے الی قولہ تعالیٰ اور تیز زینت کے لئے بھی ہیں) دفا اور رکوب و اکل وغیرہ منافع ضروریہ کے بعد اسکا لانا دلیل ہے اسپر کہ زینت وجمال وغیرہ مصالح زائد کا قصد بھی مضر نہیں جب اسمیں کوئی شرعی مصلحت ہو جیسے دفع ذلت یا مسرت اور فخر وتکبر نہ ہو مگر چونکہ مبتدی اس سے کم خالی ہوتا ہے اسلئے اسکو کنارہ کشی ہی مناسب ہے جب تک کہ تہذیب نفس حاصل نہ ہو جاوے اور اس تہذیب کی شیخ کامل شہادت نہ دیدے۔

قوله تعالیٰ وتستخرجوا منه حلية تلبسونها الی قوله تعالیٰ ولتبتغوا من فضله دل على ان لبس الزينة وكذا التجارة ليسا خلاف الطريق حاله لم يكن فيه ما يحجب عن الله تعالیٰ۔

قوله تعالیٰ وتستخرجوا منه حلية تلبسونها الی قوله تعالیٰ ولتبتغوا من فضله ترجمہ (اور اس میں سے گہنا نکالو جسکو تم پہنتے ہو الی قوله تعالیٰ اور تاکہ تم خدا کی روزی تلاش کرو) اس سے بھی وہی اوپر والا مسئلہ ظاہر ہوتا ہے کہ زینت کا لباس اور تجارت وغیرہ جبکہ حاجب عن الحق نہ ہو خلاف طریق نہیں۔

قوله تعالیٰ قلوبهم منكرة وهم مستكبرون فيه من ذم الاستكبار ما لا يخفى حيث انه اصل للكفر والانكار۔ فی الروح قال بعض العلماء كل ذنب يمكن اخفاءه الا التكبر فانه فسق يلزمه الاعلان اھ

قوله تعالیٰ قلوبهم منكرة وهم مستكبرون ترجمہ (ان کے دل منکر ہو رہے ہیں اور وہ تکبر کرتے ہیں) اس سے تکبر کی مذمت جسقدر معلوم ہوتی ہے ظاہر ہے کہ کفر و انکار کی اصل وہی ہے۔

قوله تعالیٰ للذين احسنوا فی هذه الدنيا حسنة فی الروح قال الامام يحتمل ان يكون فتح باب المكاشفات والمشاهدات والالطاف قلت او يكون كقوله تعالیٰ فلنحيينه حيوة طيبة

قوله تعالیٰ للذين احسنوا فی هذه الدنيا حسنة ترجمہ (جن لوگوں نے نیک کام کئے ہیں ان کے لئے اس دنیا میں بھی بھلائی ہے) روح میں امام کا قول منقول ہے کہ اس حسنہ سے مراد فتح باب مکاشفات ومشاہدات والطاف بھی ہو سکتا ہے۔ میں کہتا ہوں یا حیوۃ طیبہ مراد ہو۔

قوله تعالیٰ الذين تتوفهم الملئكة طيبين يقولون سلام عليكم ادخلوا الجنة۔ فی الروح روى البيهقی عن محمد بن كعب القرظی اذا استدعيت نفس المؤمن جاءه ملك الموت عليه السلام فقال السلام عليك يا ولی الله ان الله تعالیٰ يقرء عليك السلام وبشره بالجنة وهو المروی عن ابن مسعود اھ من سبق ضعيف وفيه كلام الملئكة مع غير النبی وبعض ثمرات الطاعة فی الدنيا۔

قوله تعالیٰ الذين تتوفهم الملئكة طيبين يقولون سلام عليكم ادخلوا الجنة ترجمہ (جنکی روح فرشتے اس حالت میں قبض کرتے ہیں کہ وہ پاک ہوتے ہیں وہ کہتے جاتے ہیں السلام علیکم تم جنت میں چلے جانا) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ملائکہ دنیا میں غیر نبی کے ساتھ بھی کلام کرتے ہیں۔ اور نیز اس سے طاعات کے بعض ثمرات دنیا میں حاصل ہونا بھی معلوم ہوتا ہے۔

قوله تعالیٰ والذين هاجروا الی قوله اكبر وفی حكمهم من هجر ما نهى الله عنه ورسوله وسماه فی الحديث مهاجرا ففيه بشارة المتقی بحسنات

قوله تعالیٰ والذين هاجروا الی قوله ولاجر الاخرة اكبر۔ ترجمہ (اور جن لوگوں نے اللہ کے واسطے اپنا وطن چھوڑ دیا الی قوله تعالیٰ اور آخرت کا ثواب بدرجہا بڑا ہے)

الدارین۔

اور حدیث میں تارک منہیات کو مہاجر فرمایا ہے تو اس

آیت میں متقی کی بھی بشارت ہے حسنات دارین کے ساتھ۔

قولہ تعالیٰ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون ودخل فیہ اتباع المرید للشیخ فانہ لایعلم ما یعلم الشیخ وھذا ھو التقلید ای الاتباع بدون التفحص عن الدلیل ولا تغلط فی فہم قولہ تعالیٰ بالبینات انہ متعلق بقولہ فاسئلوا انما متعلق بارسلنا المقدر الدال علیہ قولہ وما ارسلنا۔

قولہ تعالیٰ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون ترجمہ (سو اگر تم کو علم نہیں تو اہل علم سے پوچھ دیکھو) اسمیں شیخ کامل کی تقلید بھی داخل ہوگئی۔

قولہ تعالیٰ ومابکم من نعمۃ فمن اللہ جعلہ کلہ من اللہ تعالیٰ مع کون بعضہ ظاھرا من الخلق یمکن ان یکون اشارۃ الی ان وسائط النعم کلھا مظاھر المنعم وھو مسئلۃ المظاھریۃ

قولہ تعالیٰ ومابکم من نعمۃ فمن اللہ ترجمہ (اور تمھارے پاس جو کچھ بھی نعمت ہے سب اللہ ہی کیطرف سے ہے) باوجود بعض نعمتوں کے ظاہرا منجانب خلق کے ہونے کے سب کو حق تعالیٰ کیطرف سے فرمانا ممکن ہے کہ اسطرف اشارہ ہو کہ نعم کے سب وسائط منعم حقیقی کے مظاہر ہیں اور یہی مسئلہ مظہریت کا۔

قولہ تعالیٰ وللہ المثل الاعلیٰ۔ انظر فیما سیاتی فی مثل ھذہ الایۃ فی سورۃ الروم۔

قولہ تعالیٰ وللہ المثل الاعلیٰ ترجمہ (اور اللہ تعالیٰ کیلئے تو بڑے اعلیٰ درجہ کے صفات ثابت ہیں) سورۂ روم میں ایسی ہی آیت ہے وہاں دیکھ لو۔

الحاشیۃ قولہ تعالیٰ یخرج من بطونھا شراب مختلف الوانہ فیہ شفاء للناس۔ فی الروح وفی الایۃ اشارۃ ایضا الی انہ تعالیٰ قد یودع الشخص الحقیر الشیٔ العزیز فانہ سبحانہ اودع النحل وھی من احقر الحیوانات واضعفھا العسل وھو من الذ المذوقات واحلاھا فلا ینبغی التقید بالصور والاحتجاب بالھیأت وفی الحدیث رب اشعث اغبر ذی طمرین لو اقسم علی اللہ لابرہ اھ۔

الحاشیۃ قولہ تعالیٰ یخرج من بطونھا شراب مختلف الوانہ فیہ شفاء للناس ترجمہ (اُس کے پیٹ میں سے پینے کی ایک چیز نکلتی ہے جسکی رنگتیں مختلف ہوتی ہیں کہ اُسمیں لوگوں کے لئے شفا ہے) روح میں ہے کہ اسمیں اشارہ ہے کہ حق تعالیٰ کبھی ظاہری حقیر شئے میں کوئی عزیز شئے رکھدیتا ہے اس لئے صورت پر نظر نہ کرنا چاہئے جیسا حدیث میں ہے کہ بہت سے میلے کچیلے ایسے مقبول ہوتے ہیں کہ اگر خدا کے بھروسہ قسم کھا بیٹھیں تو اللہ تعالیٰ اُنکی قسم پوری کردیتا ہے۔

قولہ تعالیٰ فلا تضربوا للہ الامثال ان اللہ یعلم وانتم لاتعلمون ۝ فی الروح لتقدسہ تعالیٰ عن الاوھام والاشارات وتنزھہ سبحانہ عن

قولہ تعالیٰ فلا تضربوا للہ الامثال ان اللہ یعلم وانتم لاتعلمون ترجمہ (سو تم اللہ کے لئے مثالیں مت گھڑو اللہ تعالیٰ جانتے ہیں اور تم نہیں جانتے)

عرفت الخليقة فان الخلق لا يدرك الا خلقاً مثله قال علی کرم الله وجهه انما تحد الادوات انفسها وتشير الآلات الی نظائرها فلا يعرف الله تعالی الا الله تعالی وملل النهی بقوله تعالی ان الله يعلم وانتم لا تعلمون اه وسياتی بعض ما يتعلق بهذه الآية فی قوله تعالی وله المثل الاعلی فی السموات والارض فی سورة الروم۔ وفی الروح وفيه ايماء الی ان الاسماء توقيفية وهو الظاهر اه

اس میں دلالت ہے کہ ذوات وصفات میں رائے اور ذوق سے کلام نہ کرنا چاہئے اور اس سے اسماء الٰہیہ کا توقیفی ہونا بھی ظاہراً معلوم ہوتا ہے۔

قوله تعالیٰ ان الله يامر بالعدل والاحسان وايتاء ذی القربی وينهی عن الفحشاء والمنكر والبغی۔ كون الآية جامعة لاصول الاخلاق اظهر من ان ينبه عليه۔

قوله تعالیٰ ان الله يامر بالعدل والاحسان وايتاء ذی القربی وينهی عن الفحشاء والمنكر والبغی **ترجمہ** (بیشک اللہ تعالیٰ اعتدال اور احسان اور اہل قرابت کو دینے کا حکم فرماتے ہیں اور کھلی برائی اور مطلق برائی اور ظلم کرنے سے منع فرماتے ہیں) آیت کا اصول اخلاق کیلئے جامع ہونا ظاہر ہے

قوله تعالیٰ ما عندكم ينفد وما عند الله باق صريح فی ايثار الآخرة علی العاجلة۔

قوله تعالیٰ ما عندكم ينفد وما عند الله باق۔ **ترجمہ** (اور جو کچھ تمہارے پاس ہے وہ ختم ہو جاوے گا اور جو کچھ اللہ کے پاس ہے وہ دائم رہیگا) آخرت کو دنیا پر ترجیح دینے کے باب میں صریح ہے۔

قوله تعالیٰ فلنحيينه حيوة طيبة فی الروح يقال الحيوة الطيبة ما تكون مع المحبوب ومن هنا قيل ؎ كل عيش ينقضی ما لم يكن ✦ مع مليح ما لذاك العيش ملح ✦ اه قلت ويرزقها الاولياء فی الدنيا ايضاً۔

قوله تعالیٰ فلنحيينه حيوة طيبة **ترجمہ** (تو ہم اس شخص کو بالطف زندگی دینگے) روح میں بعض کا قول نقل کیا ہے کہ حیوۃ طیبہ وہ ہے جو محبوب کے ساتھ ہو اھ اور یہ اولیاء کو دنیا میں بھی میسر ہو جاتا ہے

قوله تعالیٰ انه ليس له سلطان علی الذين امنوا فی الروح وقال البعض (وهو الصواب عندی) المراد نفی ذلك مطلقا قال ابو حيان وهو الذی يقتضيه ظاهر الاخبار وتعقب بانه اذا لم يكن له تسلط فلم امر وا بالاستعاذة منه واجيب بان المراد نفی ما عظم من التسلط اه قلت والاقرب ان يقال نفی التسلط اذا اراد المؤمن ان يغلبه فابليس اضعف من النملة وهو مشاهد لمن اراد ان يشاهد۔

قوله تعالیٰ انه ليس له سلطان علی الذين امنوا **ترجمہ** (یقیناً اُسکا قابو اُن لوگوں پر نہیں چلتا جو ایمان رکھتے ہیں) اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شیطان کا مومن پر ذرا بھی زور نہیں چلتا یعنی جب مومن اُسپر غالب آنا چاہے اور یہ امر مشاہد ہے۔

قوله تعالیٰ ولكن من شرح بالكفر صدرا

قوله تعالیٰ۔ ولكن من شرح بالكفر صدرا

واذا لا یکون فی الوسوسة شرح الصدر ولا اختیار بل عدم الاختیار فیه اشد من الاکراه فلا شیء فیه من الذم والغم۔

ترجمہ لیکن ہاں جو جی کھول کر کفر کرے، اور چونکہ وسوسہ میں یہ شرح صدر نہیں ہوتا اور نہ اختیار ہوتا ہے بلکہ اسکی بے اختیاری اکراہ کی بے اختیاری سے اشد ہے اسلئے اسمیں مطلق ذم نہیں۔

قولہ تعالیٰ ذٰلک بانہم استحبوا الحیوٰة الدنیا علی الاٰخرة۔ صریح فی ذم حب الدنیا وانما ای حب فدال علی انہ ما فیہ ایثارہا علی الاٰخرة فالحب الطبعی لا یلام علیہ۔

قولہ تعالیٰ ذٰلک بانہم استحبوا الحیوٰة الدنیا علی الاٰخرة ترجمہ (یہ اس سبب سے ہوگا کہ انہوں نے دنیوی زندگی کو آخرت کے مقابلہ میں عزیز رکھا) حب دنیا کے مذموم ہونے میں صریح ہے اور اسمیں بھی کہ وہ حب مذموم وہ ہے جسمیں دنیا کا ایثار ہو آخرت پر نہ کہ حب طبعی کہ اسپر ملامت نہیں۔

قولہ تعالیٰ فکفرت بانعم اللّٰہ۔ ابتلی فی مثلہ کثیر من المدعین للزھد یحتقرون نعم اللّٰہ تعالیٰ قولا او عملا زعما منہم انہم تارکون للذات ولا یدرون انہم تارکون للذات لقولہ تعالیٰ وما بکم من نعمة فمن اللّٰہ الا تری الی ما یلیہ من قولہ تعالیٰ فکلوا مما رزقکم اللّٰہ حلالا طیبا واشکروا نعمة اللّٰہ الاٰیة۔

قولہ تعالیٰ فکفرت بانعم اللّٰہ ترجمہ (سو انہوں نے خدا کی نعمتوں کی بیقدری کی) اسی کے قریب بلا میں بہت سے مدعیان زہد مبتلا ہیں کہ حق تعالیٰ کی نعمتوں کو حقیر سمجھتے ہیں اور اپنے کو لذات کا تارک سمجھتے ہیں اور تارک ذات ہو جاتے ہیں حق تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں دیکھتے وما بکم من نعمة فمن اللّٰہ اور فکلوا مما رزقکم اللّٰہ الاٰیة

قولہ تعالیٰ ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام۔ علم ان احکام الطریقة لیست مغایرة للشریعة بان یکون شیء حلالا فی احدیہما وحراما فی الاخری عینا کان او فعلا۔

قولہ تعالیٰ ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب ھذا حلال وھذا حرام ترجمہ اور جن چیزوں کے بارے میں محض تمہارا زبانی جھوٹا دعوی ہے اُن کی نسبت یوں مت کہدیا کرو کہ فلانی چیز حلال ہے اور فلانی چیز حرام ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ طریقت کے احکام شریعت کے مبائن نہیں کہ یہاں کا حلال وہاں حرام ہو یا بالعکس۔

قولہ تعالیٰ واٰتیناہ فی الدنیا حسنة وانہ فی الاٰخرة لمن الصالحین فی الروح حسنة وھی الذکر الجمیل والملک العظیم والنبوة وھذا (ای قولہ لمن الصالحین) لدفع توھم ان ما اوتیہ فی الدنیا ینقص مقامہ فی العقبیٰ کما قیل ان مقام الولی المشھور دون الولی الذی

قولہ تعالیٰ واٰتیناہ فی الدنیا حسنة وانہ فی الاٰخرة لمن الصالحین ترجمہ (اور ہم نے اُن کو دنیا میں بھی خوبیاں دیں تھیں اور وہ آخرت میں بھی اچھے لوگوں میں ہونگے) اسمیں دلالت ہے کہ دنیا میں نعمتوں کا ملنا مقام عقبیٰ کا منقص نہیں اور بعض نے جو کہا ہے کہ مشہور ولی کا مقام غیر مشہور سے کم ہے مراد اس سے وہ ہے

قوله اما المغفول والیه الاشارة بقولهم الشهرة آفة وقد نص علی ذالك الشعرانی فی بعض کتبه اه قلت المراد بالمشهور هو الذی تلحقه آفات الشهرة واما المحفوظ عن الفتنة فلا والقرینة علیه تسمیة الشهرة آفة۔

جسمیں شہرت کی آفات پیدا ہوگئی ہوں۔

قوله تعالی ادع الی سبیل ربك بالحکمة

الحجة القطعیة المزیحة للشبه وقریب من هذا ما فی البحر انها الکلام الصواب الواقع من النفس اجمل موقع۔ والموعظة الحسنة هی الخطابات المقنعة والعبر النافعة التی لا یخفی علیهم انك تناصحهم بها وجادلهم ناظر معاندیهم بالتی هی احسن بالطریقة التی هی احسن طرق المناظرة والمجادلة من الرفق واللین واختیار الوجه الایسر واستعمال المقدمات المشهورة تسکینا لشغبهم واطفاء للهبهم ان ربك هو اعلم بمن ضل عن سبیله وهو اعلم بالمهتدین قیل المعنی انما علیك البلاغ فلا تلح علیهم ان ابوا بعد الابلاغ مرة او مرتین مثلا فان ربك هو اعلم بهم فمن کان فیه خیر کفته النصیحة الیسیرة ومن لا خیر فیه عجزت عنه الحیل کذا فی الروح ملخصا قلت وهذا هو مجتار اهل الطریق اما علماء القشر فبینه وبینهما بمراحل و بینهما بحر عمیق۔

قوله تعالی ادع الی سبیل ربك بالحکمة الی قوله ان ربك هو اعلم بمن ضل عن سبیله

ترجمہ: آپ اپنے رب کی راہ کی طرف علم کی باتوں اور اچھی نصیحتوں کے ذریعہ سے بلائیے الی قولہ تعالی آپ کا رب خوب جانتا ہے اس شخص کو بھی جو اسکے رستہ سے گم ہوا) اسمیں اہل اللہ کے طریق دعوت کی تفصیل ہے اور یہ کہ تبلیغ کے بعد اصرار کی ضرورت نہیں اور یہی مذاق ہے اہل طریق کا۔

قوله تعالی ولئن صبرتم لهو خیر للصابرین

وکونه من شیمة اهل الله بالتزام شدید ظاهر معروف۔ فی الروح لما فی ذلك قهر النفس المؤدی لترقیها الی اعلی المقامات اه۔

قوله تعالی ولئن صبرتم لهو خیر للصابرین

ترجمہ (اور اگر صبر کرو تو وہ صبر کرنیوالوں کے حق میں بہت ہی اچھی بات ہے) صبر کا خصائل اہل اللہ سے ہونا ظاہر ہے۔

قوله تعالی واصبر وما صبرك الا بالله

فی الروح قیل الصبر اقسام۔ صبر لله تعالی۔ و صبر فی الله تعالی۔ وصبر مع الله تعالی۔ وصبر عن الله تعالی۔ وصبر بالله تعالی۔ فالصبر لله تعالی هو اول درجات الاسلام وهو حبس النفس عن الجزع۔ والصبر فی الله تعالی هو الثبات فی سلوك طریق الحق وتوطین النفس علی المجاهدة

قوله تعالی واصبر وما صبرك الا بالله

ترجمہ (اور آپ صبر کیجئے اور آپ کا صبر کرنا خاص خدا ہی کی توفیق سے ہے) صبر کے بہت مراتب ہیں صبر لله صبر فی الله صبر مع الله صبر عن الله صبر بالله ان سب کی حقیقت اصل رسالہ عربی میں دیکھو، اور یہ صبر بالله سب سے اکمل ہے اسی لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے ثابت کیا گیا۔ سورۂ نحل تمام ہوئی۔

والصبر مع الله تعالی هو لاهل الحضور والکشف عند التجرد عن ملابس الافعال والصفات۔ والصبر عن الله تعالی هو لاهل العیان والمشاهدة من العشاق کلما لاح لهم نور من سبحات انوار الجمال احترقوا وتفانوا وکلما ضرب لهم حجاب ورد وجودهم تشویقا وتعظیما ذاقوا من الم الشوق وحرقة الفرقة ما یبلغ صبرهم وتحقق موتهم والصبر بالله هو لاهل التمکین فی مقام الاستقامة الذین افناهم الله تعالی بالکلیة ثم وهب لهم وجودا من ذاته حتی قاموا به وفعلوا بصفاته وهو من اخلاق اهل الله لیس لاحد فیه نصیب ولهذا ابعد ان امر سبحانه بنبیه صلی الله تعالی علیه وسلم بین له علیه الصلوة والسلام ان ذلک لا تباشره الا بی ولا تطیقه الا بقوتی اھ۔ **تمت سورة النحل۔**

ملحقة من رسالة التائید المذکورة فی اخر التمهید

سورة النحل

اضافہ از رسالۂ تائید

سورۂ نحل

قوله تعالی واذا قرأت القرأن فاستعذ بالله من الشیطان الرجیم انه لیس له سلطن علی الذین امنوا وعلی ربهم یتوکلون۔ دل الایة علی ان الاستعاذة بالله من الشیطان مقعدة للشیطان وما نقدمن وسواسه ودلت ایضا علی ان لیس للشیطان قوة وقدرة علی المؤمنین المتوکلین علی الله تعالی۔

قوله تعالی واذا قرأت القرأن فاستعذ بالله من الشیطان الرجیم انه لیس له سلطان علی الذین امنوا وعلی ربهم یتوکلون۔ **ترجمہ** (اور جب آپ قرآن پڑھنے لگئے تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کیجئے شیطان مردود سے کیونکہ اسکو غلبہ اُن لوگوں پر نہیں جو ایمان رکھتے ہیں اور اپنے پروردگار پر بھروسہ رکھتے ہیں آیت دلالت کرتی ہے اس امر پر کہ اللہ کے ساتھ پناہ مانگنا شیطان سے شیطان کو عاجز کردینے والا ہے اور اُسکے وسوسوں سے مانع ہے اور اسپر بھی دلالت ہے کہ شیطان کو قوت اور قدرت اُن مسلمانوں پر نہیں جو اللہ تعالی پر بھروسہ کریں۔

قوله تعالی من عمل صالحا من ذکر او انثی وهو مومن فلنحیینه حیوة طیبة هو العیش مع الله تعالی والفهم عن الله والاستغناء بالله لا یرید بدلا ولا منه حولا۔

قوله تعالی من عمل صالحا من ذکر او انثی وهو مومن فلنحیینه حیوة طیبة **ترجمہ** (جو شخص نیک عمل کرے خواہ مرد ہو یا عورت اور وہ مومن بھی ہو تو ہم اُسکو پاکیزہ زندگی عطا کریں گے) اور وہ اللہ تعالی کے ساتھ آرام پانا اور اللہ تعالی کے معاملہ کو سمجھنے لگنا اور اللہ تعالی کے ساتھ مستغنی ہوجانا ہے پس یہ حالت نہ تبدیل کو مقتضی ہے اور نہ تحویل کو۔

قوله تعالى أدع الى سبيل ربك وذلك هي الطريقة المعروفة عند الصوفية بالحكمة هي فطنة الشيخ المربي وفهمه لكل ما يصلح لكل احد من المريدين فان طاعتهم مختلفة فمنهم من يصلح له كثرة الصوم ومنهم من يصلح له كثرة الصلوة ومنهم من يصلح له الامران الصيام معًا ومنهم من لا يصلح له كثرة ذلك وانما يصلح الزهد عن الدنيا ومنهم من يصلح له الكسب ومنهم من يصلح له الخدمة ومنهم من يصلح له العنف والشدة في المجاهدة على النفس ومنهم من يصلح له الرفق والتسهيل فادراك ذلك هي الحكمة المذكورة هذا والموعظة الحسنة هو استعمالهم في اعمال الطريقة بالمداراة والرفق والشفقة الكاملة عليهم مع اعلامهم بانه لا يريد بذلك الا علو مقاماتهم وارتفاع درجاتهم

قولہ تعالیٰ ادع الی سبیل ربک ترجمہ (آپ اپنے رب کے رستہ کیطرف بلائیے) اور یہ رستہ وہی ہے جو طریقت کے نام سے صوفیہ کے نزدیک مشہور ہے بالحکمۃ (حکمت کے ساتھ) مراد اس سے دانا ہونا ہے شیخ تربیت کنندہ کا اور اسکا ان تمام امور کو سمجھنا جو ہر ایک مرید کے لئے مناسب ہو کیونکہ مریدوں کی طاعتیں مختلف ہوتی ہیں سو ان میں سے بعضے تو ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے لیے کثرت صوم مناسب ہوتا ہے۔ اور بعضے ان میں ایسے ہوتے ہیں کہ تکثیر نماز ان کے لیے مناسب ہوتی ہے اور بعضے ان میں ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے لیے نماز اور روزہ دونوں بہتر ہوتے ہیں۔ اور بعضے ان میں ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے لیے ان امور کی کثرت مناسب نہیں ہوتی صرف زہد عن الدنیا انسب ہوتا ہے اور بعضے ان میں ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے لئے کسب مناسب ہوتا ہے اور بعضے ان میں ایسے ہوتے ہیں کہ ان کیلئے خدمت کرنا مناسب ہوتا ہے اور بعضے ان میں ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے لیے نفس پر مجاہدہ کرنے میں سختی اور تشدد اولیٰ ہوتا ہے اور بعضے ان میں ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے لئے نرمی اور آسانی کرنا لائق ہوتا ہے تو ان امور کا سمجھنا حکمت مذکورہ ہے اسکو یاد رکھو والموعظة الحسنة (اور اچھی نصیحت کے ساتھ) مراد ان سے کام لینا ہے تمام طریقہ میں مداراۃ اور نرمی اور پوری شفقت کے ساتھ اور ساتھ ہی اس کے یہ بھی بتلادے کہ اس سے اسکا بجز اس کے اور کچھ مطلب نہیں کہ ان کے مقامات بلند ہوں اور ان کے درجے رفیع ہوں ؛

قوله تعالى وجادلهم بالتي هي احسن اي كالمهم بعبارات لطيفة وكلمات طيبة ولن لهم وملّ اليهم ولا تثقل عليهم حيث تأمر وتنهى وتدعو وتصرف فانه اوقع في قلوبهم انفع لهم وكان تلك تعليم المشائخ الصوفية وكذا قول الله تعالى فبما رحمة من الله لنت لهم

قولہ تعالیٰ وجادلهم بالتي هي احسن ترجمہ (اور ان سے گفتگو ایسے طریق سے کیجئے کہ وہ بہتر ہو) یعنی ان سے گفتگو کیجئے لطیف عبارت سے اور اچھے لفظوں سے اور ان کے ساتھ نرم رہئے اور ان کی طرف متوجہ رہئے اور جب ان کو امر و نہی کیجئے اور ان کو بلائیے اور کسی امر سے ہٹائیے تو ان پر بوجھ نہ ڈالیئے کیونکہ

الآیة وکذا اکل ما فی القرآن من کیفیة المصاحبة
مع الاصحاب والشفقة علی الامة والشفاعة
لهم ودعائهم الی الله تعالیٰ خطاب لمشایخ
الصوفیة انما یجب علیهم استعمالها مع المریدین

انتهت الملحقة

یہ طریق اُن کے دلوں میں زیادہ اثر کرنیوالا ہے اور اُن
کے لیے زیادہ نافع ہے اور اسمیں تعلیم ہے مشایخ
صوفیہ کی اور اسیطرح اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد فبما رحمة من
الله لنت لهم الآیة (کہ اللہ ہی کی رحمت سے آپ
اُن کے لیے نرم ہوگئے آخر آیت تک) اور اسیطرح قرآن
میں جو کیفیت اپنے ساتھیوں کے ساتھ رہنے کی اور امت پر شفقت کرنے اور اُن کے لیے سفارش کرنے کی۔ اور
اُنکو اللہ کیطرف بلانے کی مذکور ہے وہ سب مشایخ صوفیہ کو بھی اسبات کا خطاب ہے کہ ان امور کو مریدوں
کے ساتھ عمل میں لانا اُنپر واجب ہے ✤ اضافہ تمام ہوا۔

سُورةُ بنی اسرائیل

قوله تعالیٰ سبحان الذی اسریٰ بعبده فی
التعبیر والعبودیة تنبیه علی ما نص علیه العارفون
اشرف الاوصاف واعلی المراتب وقیل
(حکمة اخری) ان فی التعبیر به هٰهنا دون
حبیبه مثلاً سد الباب الغلو فیه صلی الله
تعالیٰ علیه وسلم کما وقع للنصاریٰ فی نبیهم
علیه السلام وقید فی موضع آخر واصلها
الذل والخضوع وحیث ان الذل شیٔ

سورہ بنی اسرائیل

قولہ تعالیٰ سبحان الذی اسریٰ بعبدہ ترجمہ وہ پاک
ذات ہے جو اپنے بندہ کو (یہاں آپ کی صفت میں
عبد فرمانا اسلئے ہے کہ عبودیت اشرف اوصاف
ہے نیز اسمیں سد باب ہے کہ آپ کے حق میں کوئی
غلو نہ کرنے پاوے جیسا نصاریٰ نے اپنے نبی کی شان
میں کیا اور چونکہ اصل معنی اسکے ذل اور خضوع ہے
اور یہ بعد معرفت کاملہ کے ہوتا ہے تو اس سے آپ
کے کمال معرفت پر بھی دلالت ہوئی ✤

لا یکون الا بعد معرفته دلت العبودیة لله تعالیٰ علی معرفته سبحانه وکمالها علی کمالها و
من هٰهنا فسر ابن عباس قوله تعالیٰ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون بقوله الا لیعرفون ۲

قوله تعالیٰ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد
الاقصیٰ ومنه الی ما شاء الله وهو مذکور
فی سورة النجم ولقد راٰه نزلة اخریٰ عند سدرة
المنتهیٰ عندها جنة المأویٰ اذ یغشی السدرة
ما یغشیٰ ووقع تفسیر الآیات فی الاحادیث
مفصلاً وقوله تعالیٰ لیلاً مع ضم الاحادیث
الیها الناطقة بان الاسراء الی المسجد الاقصیٰ

قولہ تعالیٰ لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد
الاقصیٰ ترجمہ (شب کے وقت مسجد حرام سے مسجد
اقصا تک) اتنی طویل مسافت کا اتنے قصیر زمانہ
میں قطع کرنا کئی وجہ کو محتمل ہے ایک یہ کہ مکان و زمان
دونوں اپنے حال پر رہیں اور سیر میں اسقدر سرعت
ہوا ور ظاہر یہی ہے۔ دوسرے یہ کہ زمانہ اپنے حال
پر رہے اور سطے مکان ہوگیا ہو۔ اور صوفیہ نے

اور بعض فقہانے اسکو اولیا رکے لئے بھی جائز کہا ہے
تیسرے یہ کہ مکان اپنے حال پر رہے اور زمانہ میں
بسط اور نشر ہو گیا ہو اور صوفیہ نے اولیا کیلئے اسکو
بھی جائز کہا ہے اور اس باب میں عجیب غریب حکایات
ہیں اور اسیطرح نشر مکان وطی زمان بھی خوارق ممکنہ سے
ہیں اور صوفیہ ان کے بھی قائل ہیں۔ واللہ اعلم

والعروج الى عالم الملكوت كانا مقترنين يدل
على وقوعهما فى بعض ليلة واحدة وفى
الرجوع وكان رجوعه صلى الله عليه وسلم على
ماكان ذهابه عليه اه كما يدل عليه ظاهر
الاحاديث ايضا وفيه ولم يعيين مقدار
ذلك البعض وكيف ما كان فوقوع ما وقع
فيه من اعجب الايات واغرب الكائنات وفى بعض الاثار انه صلى الله عليه وسلم لما رجع وجد
فراشه لم يبرد من اثر النوم وقيل ان غصن شجرة اصابه بعمامته فى ذهابه فلما رجع وجده
بعد يتحرك اه قلت الله اعلم بصحة هذه الاثار لكن ليس فيه بعد - وايضا لا يبعد فى ان يحمل
رواية عائشة رض الثابت فى الاحاديث من قولها ما فقد جسد محمد صلى الله عليه وسلم ليلة
المعراج على مثل ما فى هذه الاثار فتتايد بالرواية معنى تقريرها ان الفقد معناه طلب
الشئ الذى غاب بعد ماكان موجودا حاضرا والعادة ان هذا الطلب يكون بعد غيبة
غير معتادة كما فى قوله تعالى ماذا تفقدون قالوا نفقد صواع الملك فمعنى قولها ان غيبته
صلى الله عليه وسلم لم تكن بحيث يعده اهله غريبا يشتغلون بطلبه لها وحاصله غاية السرعة فى
الرجوع ووجه هذه السرعة بعضهم بسرعة السير مع كون المكان والزمان باقيين على حالهما
كما فى الروح والظاهر ان المسافة التى قطعها عليه الصلوة والسلام فى مسيره كانت باقية
على امتدادها وكانت المسافة فى غاية الطول ففى حقائق الحقائق كانت المسافة من مكة
الى المقام الذى اوحى الله تعالى فيه الى نبيه صلى الله عليه وسلم ما اوحى قدر ثلث مائة
الف سنة وقيل خمسين الفا وقيل غير ذلك اه وبعضهم بطى المسافة مع كون الزمان على
حاله وبقيته كما فى الروح الصوفية وبعض الفقهاء للاولياء كرامة والكتب ملاى من حكايات
الثقات هذه الكرامة لكثير من الصالحين ثم قال بعد اسطر وجهل بعض الحنفية مثبتيه لهم
وكفرهم اخرون وليس له وجه ظاهر اه قلت وبجوازه قال بعض الحكماء وسماه طفرة وهو
الوصول من مكان الى مكان اخر بحيث لا يمس المسافة التى بينهما ولا يحاذيها وبعضهم بنشر
الزمان مع بقاء المكان على حاله - وفى الروح وقد اثبت الصوفية للاولياء نشر الزمان ولهم
فى ذلك حكايات عجيبة والله تعالى اعلم بصحتها ولم ار من تعرض لذلك من المتشرعين وهو
امر وراء عقولنا المشوبة بالاوهام - ومثله فى ذلك من قال الازل والابد نقطة واحدة
الفرق بينهما بالاعتبار وليس يفهم ذلك عندى الا المتجردون من جلابيب ابدانهم

تحقیق طی المکان والزمان ونشرهما ۲۲۲

وقليل ما هم اه - وفيه فى موضع اخر على ان الكرامات كالمعجزات مجهولة الكيفية فنؤمن بما صح منهما ونفوض كيفيته الى من لا يعجزه شئ سبحانه وتعالى ومثل طى المسافة ما يحكونه من نشر الزمان وانا مؤمن والله تعالى الحمد بما يصح نقله من الامرين والمكم مجهول والجهل ليس بمسؤل والله تعالى الموفق للصواب اه قلت واطلت فيما نقلت تنبيها على مسئلة طى المكان ونشر الزمان ومثلها نشر المكان وطى الزمان وبجميعها قالت الصوفية - ولما كان مقام خبر المعراج مناسبا لهذا التحقيق لاحتمال تنزيلهما على المسئلتين منهما كما مر اوردته فى هذا المقام والله العلام بحقيقة كل مرام

قوله تعالى وليدخلوا المسجد كما دخلوه اول مرة اى بالتخريب كما فى تفسير الجلالين وهو نص فى كون الشرور والقبائح مرادة مقصودة تكوينا لما فيها من المصالح كما كانت فى هاتين المرتين من الانتقام من بنى اسرائيل واغاظتهم بخراب بيت المقدس ومن اجل كون هؤلاء الكفار الة للمصالح قال فيهم عبادا لنا -

قوله تعالى وليدخلوا المسجد كما دخلوه اول مرة ترجمہ (اور جس طرح وہ لوگ مسجد میں گھسے تھے یہ لوگ بھی اوسمیں گس پڑیں) یہ آیت نص ہے اس کہ شرور وقبائح بھی مصالح کے سبب تکوینا مراد ہوتے ہیں اور چونکہ یہاں کفار ان مصالح کے واسطہ بنائے گئے اسلئے اونکو عبادا لنا فرمایا ❖

قوله تعالى ويدع الانسان بالشر دعاءه بالخير وكان الانسان عجولا - فى الروح فيه اشارة الى اداب الدعاء وهو عدم الاستعجال فينبغى للسالك ان يصبر حتى يعرف ما يليق بحاله فيدعو به اه قلت لا سيما الدعاء بالشر خصوصا فى حق غيره ثم خصوصا للانتقام لنفسه كما ترى كثيرا من المدعين للمشيخة المجترئين على الله المغترين بتوهم القبول عنده يدعون على المسلمين غيظا لانفسهم ويرون ان ما يجرى على السنتهم لا بد ان يقع فكان الملك والملكوت فى ايديهم وذلك له القران على ذمه ظاهر ❖

قوله تعالى ويدع الانسان بالشر دعاءه بالخير ترجمہ (اور انسان برائی کی ایسی درخواست کرتا ہے جس طرح بھلائی کی درخواست) اسمیں اشارہ ہے بعض آداب دعا کی طرف کہ استعجال نہ کرے خصوص بددعا میں - خصوص دوسرے کے لیے خصوص اپنے انتقام کے لیے جیسے بہت مدعی مخبط نفس میں مسلمانوں کے لیے بددعا کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ضرور قبول ہو گی گویا خدائی ان کے قبضہ میں ہے ❖

قوله تعالى واذا اردنا ان نهلك قرية امرنا مترفيها ففسقوا فيها فحق عليها القول

قوله تعالى واذا اردنا ان نهلك قرية امرنا مترفيها ففسقوا فيها فحق عليها القول

فدمرناها تدمیرا۔ فی الروح فیہا اشارة الی انہ سبحانہ اذا ارادان یخرب قلب المرید سلط علیہ عساکر ھوی نفسہ وجنود شیاطینہ فیخرب بسنابک خیول الشہوات وآفات الطبعیات نعوذ باللہ تعالیٰ من ذلک۔

فدمرناها تدمیرا ترجمہ اور جب ہم کسی بستی کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اوس کے خوش عیش لوگوں کو حکم دیتے ہیں پھر وہ لوگ وہاں شرارت مچاتے ہیں تب اون پر حجت تمام ہوجاتی ہے پھر اوس بستی کو غارت و تباہ کرڈالتے ہیں) روح میں ہے کہ اسمیں اشارہ ہے کہ اسی طرح جب مرید کے قلب کو خراب کرنا منظور ہوتا ہے تو اوسپر نفس و شیطان کے عساکر کو مسلط کردیا جاتا ہے۔ پس شہوات و طبعیات کے اتباع سے خراب ہوجاتا ہے۔

قولہ تعالیٰ ومن ارادالاخرة وسعی لہا سعیہا فی الروح السعی اللائق بہا وھوالسعی علی سبیل الاستقامة وماترضیہ الشریعة

قولہ تعالیٰ ومن ارادالاخرة وسعی لہا سعیہا ترجمہ (اور جوشخص آخرت کی نیت رکھیگا اور اوس کے لئے جیسی سعی کرنا چاہئے ویسی ہی سعی بھی کریگا) روح میں ہے کہ سعی جو آخرت کے لایق ہو وہ ہے جسمیں موافقت شریعت اور استقامت ہو۔

قولہ تعالیٰ کلا نمد ھؤلاء وھؤلاء من عطاء ربک وماکان عطاء ربک محظورا صریح فی ان التوسع من الدنیا لیس علامة للقبول کما اغتربہ بعض من ینسب نفسہ الی الطریق یفتخر بان من دخل فی طریقتنا یفوز بالمال والمناصب ولاحول ولا قوة الا باللہ العلی العظیم۔ وفیہ اصل ایضا لما علیہ بعض الاکابر من عدم تخصیصہم المؤمنین بایصال النفع الدنیوی علیہم فان فی ھذا التعمیم تخلقا بخلق اللہ ولم یرد فیہ نھی بل رغب فیہ القرآن بقولہ تعالیٰ لیس علیک ھداہم الی قولہ وما تنفقوا من خیر یوف الیکم نعم طعام الدعوت ینبغی ان یخصص باھل التقوی وھو محمل حدیث لایاکل طعامک الاتقی لاطعام الحاجة

قولہ تعالیٰ۔ کلا نمد ھؤلاء وھؤلاء من عطاء ربک وماکان عطاء ربک محظورا ترجمہ (آپکے رب کی عطا میں سے تو ہم ان کی بھی امداد کرتے ہیں اور اُن کی بھی اور آپ کے رب کی عطا ربند نہیں) یہ صریح ہے اسمیں کہ توسع فی الدنیا قبول کی علامت نہیں جیسے بعض مدعیان طریق فخر کیا کرتے ہیں کہ جوشخص ہمارے سلسلہ میں آجاتا ہے اوسکو مال و عہدہ کی ترقی ہوجاتی ہے اور اسمیں اسکی بھی اصل ہے جو بعض اکابر کی عادت ہوتی ہے کہ ایصال نفع میں مؤمنین کی تخصیص نہیں کرتے سو یہ تعمیم اخلاق الٰہیہ میں سے ہے اور لیس علیک ھداہم الآیہ میں اسکی ترغیب بھی ہے ہاں ہدیہ وغیرہ میں تقوی کی رعایت مناسب ہے۔

قولہ تعالیٰ وقل رب ارحمہما کما ربیانی صغیرا یوخذ منہ استحسان الدعاء للشیخ

قولہ تعالیٰ وقل رب ارحمہما کما ربیانی صغیرا ترجمہ (اور یوں دعا کرتے رہنا کہ اے میرے

المربی لروحہ ÷

پروردگاران دونوں پر رحمت فرمائیے جیسا انہوں نے مجکو بچپن میں پالا) اس سے شیخ مربی کے لیئے دعا کرنے کا استحسان مستنبط ہوتا ہے ÷

قوله تعالیٰ ان تکونوا صلحین فانه کان للاوابین غفورا فی الروح ای قاصدین الصلاح والبردون العقوق والفساد وکان المستمر ذلک ثم اتفق بادرة من غیر قصد الی المساءة فلطف الله تعالیٰ تجاوز عن ابه قائها بالکلیة ام قلت وعلی هذا ینبغی ان یکون معاملة الشیخ مع مریدیه الذین یشدد علیهم فی حقوق نفسه الا فیما یعود علی اصلاحهم

قوله تعالیٰ ان تکونوا صلحین فانه کان للاوابین غفورا ترجمہ (اگر تم سعادتمند ہو تو وہ توبہ کرنیوالوں کی خطا معاف کردیتا ہے) اسیطرح شیخ کو اپنے مریدوں کے ساتھ معاملہ کرنا چاہیئے کہ اپنے حقوق میں اونپر تشدد نہ کرے ہاں جسمیں اون کی اصلاح ہو وہ مستثنیٰ ہے

قوله تعالیٰ واما تعرضن عنهم ابتغاء رحمة من ربك ترجوها فقل لهم قولا میسورا یوخذ منه الیسر فی الجواب للطالب اذا کان له عذر من افادته فی الوقت ومصلحة اصلاحه مستثنیٰ من ذلك ولعل عد ما ذکرت فی الآیات الثلثة الاخیرة من الحاشیة اولیٰ واحریٰ

قوله تعالیٰ واما تعرضن عنهم ابتغاء رحمة من ربك ترجوها فقل لهم قولا میسورا ترجمہ (اور اگر اپنے رب کی طرف سے جس رزق کے آنے کی اُمید ہو اوس کے انتظار میں تجکو اون سے پہلوتہی کرنا پڑے تو اون سے نرمی کی بات کہدینا) اس سے یہ بھی مستنبط ہوتا ہے کہ جب کسی وقت افادہ طالب سے عذر ہو تو اوسکو نرم جواب دے اور مصلحتِ اصلاح یہاں بھی مستثنیٰ ہے

الحاشیة

قوله تعالیٰ ولا تجعل یدك مغلولة الی عنقك ولا تبسطها کل البسط فی الروح فیه اشارة للمشایخ کیف یکونون مع المریدین ای لا تبخل علی المرید بنشر فضائل المعرفة وحقائق القربة ولا تذکر شیئا لا یحمله فیهلك وکن بین بین ام قلت ویکون فی قوله ملوما محسورا اشارة الی ان من بخل بحق غیره فهو ملوم ومن اهلك واضر غیره فهو محسور ای مغموم اذا شاهد الضرر

قوله تعالیٰ ولا تجعل یدك مغلولة الی عنقك ولا تبسطها کل البسط ترجمہ (اور نہ تو اپنا ہاتھہ گردن ہی سے باندھ لینا چاہیئے اور نہ بالکل ہی کھول دینا چاہیئے) اسمیں اشارہ ہے مشائخ کو مریدوں کے ساتھہ کس طرح رہنا چاہیئے یعنی نہ حقائق و معارف کے ظاہر کرنے میں بخل کرے اور نہ ایسے اسرار بیان کرے جسکا وہ متحمل نہو اور برباد ہوجائے

۴۶۰ شیخ کے لیے دعا
۴۶۱ السهولة بالمريدين اذا اصلحت بينهم — مریدوں کے ساتھ سہولت جب اون کی نیت درست ہو
۴۶۲ اليسر في جواب الطالب — طالب کو نرمی سے جواب دینا
۴۶۳ التعديل في افادة المريد — افادہ مرید میں تعدیل

قوله تعالیٰ فقد جعلنا لولیه سلطانا فلا یسرف فی القتل دل علی ضبط النفس وقت القدرة علی الانتقام ✣

قولہ تعالیٰ فقد جعلنا لولیہ سلطانا فلا یسرف فی القتل ترجمہ (تو ہم نے اوس کے وارث کو اختیار دیا ہے سو اوسکو قتل کے بارے میں حد سے تجاوز نہ کرنا چاہیئے) اسمیں قدرت کے وقت ضبط نفس کی تعلیم ہے ✣

قوله تعالیٰ ولا تقف ما لیس لك به علم فیه نهی عن القول فی الالٰهیات والنبوات بالتخمین والرای۔ وفی الروح فیه اشارة الی بعض ما یلزم السالك من التثبت والاحتیاط والکف عن الدعاوی العاطلة اھ

قولہ تعالیٰ۔ ولا تقف ما لیس لك به علم ترجمہ (اور جس بات کی تجھکو تحقیق نہ ہو اوسپر عمل درآمد مت کیا کر) اسمیں نہی ہے تخمین ورائی سے الٰہیات اور نبوات میں کلام کرنے سے اور سالک کو دعاوی عاطلہ سے ✣

قوله تعالیٰ وان من شیء الا یسبح بحمده فی الروح بعد سرد الآثار الدالة علی وقوع التسبیح القالی من الجمادات ما نصه وهی بمجموعها متعاضدة فی الدلالة علی ان التسبیح قالی وهو مذهب الصوفیة ذکروا ان السالك عند وصوله الی بعض المقامات یسمع تسبیح الاشیاء بلغات شتی وقد روی عن بعض السلف سماعه بتسبیح بعض الجمادات اھ وفیه عن الشیخ الاکبر قدس سره ان المسمی بالجماد والنبات له عندنا ارواح بطنت عن ادراك غیر الکشف ایاها فی العادة فالکل عندنا حی ناطق ثم بعد اسطر وکم وکم فی الاخبار نحو ذلك قلیل ولا داعی لتاویلها اذ لا احد یقول ان شعور الجمادات کشعور الحیوانات الظاهرة بحیث یدرکه کل احد حتی یکون الحمل علی ظاهر اللفظ خلاف حکم العقلاء فیجب ارتکاب التاویل التجوز اھ

قولہ تعالیٰ۔ وان من شیء الا یسبح بحمده ترجمہ (اور کوئی چیز ایسی نہیں جو تعریف کے ساتھ اوسکی پاکی بیان نہ کرتی ہو) اسمیں بعد آثار مؤیدہ اسپر دلالت ہے کہ جمادات تسبیح قالی کرتے ہیں اور اس کے لئے شعور لازم ہے گو ضعیف ہی

قوله تعالیٰ وقل لعبادی یقولوا التی هی احسن فیه ارشاد بالرفق مع المخالفین وکونه من اخلاق الله ظاهر معلوم ✣

قولہ تعالیٰ۔ وقل لعبادی یقولوا التی هی احسن ترجمہ (اور آپ میرے بندوں سے کہدیجئے کہ ایسی بات کہا کریں جو بہتر ہو) اسمیں مخالفین کیساتھ نرمی کرنے کی تعلیم ہے

قوله تعالیٰ ربکم اعلم بکم الی قوله وما ارسلناك علیهم وکیلا۔ ارشاد بعدم التصدی لاحد فی اصلاح

قولہ تعالیٰ ربکم اعلم بکم الی قولہ وما ارسلناك علیهم وکیلا۔ ترجمہ (تم سب کا حال تمہارا پروردگار خوب جانتا ہے۔ اسے قولہ تعالیٰ۔ اور ہم نے آپ کو اُن کا ذمہ دار بناکر نہیں بھیجا) اسمیں دلالت ہے کہ اصلاح میں کسی کے درپے نہ ہو ✣

قولہ تعالیٰ وکفیٰ بربک وکیلا۔ فی الروح واستدل بالآیۃ علی ان المعصوم من عصمہ اللہ تعالیٰ وان الانسان لا یمکنہ ان یحترز بنفسہ عن مواقع الضلال والا لقیل وکفیٰ بالانسان وکیلا لنفسہ ھ‍ ۱۱ م

قولہ تعالیٰ وکفیٰ بربک وکیلا۔ ترجمہ (اور آپکا رب کافی کارساز ہے) روح میں ہے کہ اس میں دلالت ہے کہ انسان مواقع ضلال سے بدون حفاظت حق تعالیٰ کے خود نہیں بچ سکتا۔

قولہ تعالیٰ ام امنتم ان یعیدکم فیہ تارۃ اخریٰ ذکرھم ما ذھاھم فی الزمن الماضی ازالۃ لتمادیہم ویھذا اخرج الجواب عما عسی ان یختلج فی نفسک ان ائمۃ السلوک ینھون عن ذکر الماضی ویعدونہ حجابا کذکر المستقبل فینافی ما فی القرآن وجہ الجواب ظاھر ان نھیہم لیس عاما بل ھو مخصوص بمن زال غفلتہ واشتغل بالحق سبحانہ والامر فی القرآن لمن ھو فی غفلتہ ومعرض عن الحق سبحانہ فلا تنافی بینہما۔

قولہ تعالیٰ ام امنتم ان یعیدکم فیہ تارۃ اخریٰ ترجمہ (یا تم اس سے بیفکر ہوگئے کہ خدا تعالیٰ پھر تم کو دریا ہی میں دوبارہ لیجاوے) یہاں شبہ ہوسکتا ہے کہ حق تعالیٰ نے اونکو حالت ماضیہ یاد دلائی اور اہل طریق ماضی کے یاد کو حجاب کہتے ہیں۔ جواب یہ ہے کہ اہل طریق کا خطاب اون لوگوں کے لیے ہے جنکی غفلت زائل ہوکر مشغول بحق ہوگئے ہوں اور یہاں خطاب اہل غفلت کو ہے تاکہ اونکی تمادی وغفلت دور ہو تو دونوں خطاب میں امر مشترک مشغول بحق کرنا ہے۔

قولہ تعالیٰ۔ ولولا ان ثبتناک لقد کدت ترکن الیہم شیئا قلیلا۔ وھذا کما انہ نص فی انہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یمیل الیہم باجابتہم ولم یکد کذلک ھو نص فی ان عصمۃ اللہ تعالیٰ ھی الحافظ لا القوۃ النفسیۃ فاذا کان ھذا فی شان سید الراسخین فکیف بک یا مسکین فکیف تغتر بتقدسک ونسبتک الباطنۃ التی عسی ان تکون موھومۃ مزعومۃ

قولہ تعالیٰ۔ ولولا ان ثبتناک لقد کدت ترکن الیہم شیئا قلیلا۔ ترجمہ (اور اگر ہم نے آپ کو ثابت قدم نہ بنایا ہوتا تو آپ اون کی طرف کچھ کچھ جھکنے کے قریب جا پہونچتے) یہ نص ہے اسمیں کہ انبیاء کا حافظ بھی حق تعالیٰ ہی ہے بدون اوس کے قوۃ قدسیہ کافی نہیں تو دوسرے کو تو اپنے تقدس ونسبت باطنہ پر ناز کرنیکا کوئی حق ہی نہیں اور ممکن ہے کہ خود وہ نسبت بھی موہومہ ہی ہو۔

قولہ تعالیٰ وقل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق فی الروح یکون عاما فی جمیع الموارد والمصادر فما احوج السالک الی الالتجاء بھذا الدعاء فی تقلبہ

قولہ تعالیٰ۔ وقل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق ترجمہ (اور آپ یوں دعا کیجئے کہ اے رب مجھکو خوبی کے ساتھ پہونچائیو اور مجھکو خوبی کے ساتھ لیجائیو) اسی طرح سالک کو تقلب

من حال الی حال فی کل وقت ولا یدری ای احواله نافع له وایها اضرله

حالات میں ہر وقت اسکی دعا کی حاجت ہے کیونکہ اسکو کچھ خبر نہیں کہ کون سی حالت اسکی لئے نافع ہے اور کونسی حالت مضر

قوله تعالیٰ وقل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا۔

قلت الجملة الثانية الواقعة موقع التعليل على عموم الاية فی کل حق وباطل۔ فدخل فيه النور والظلمة الباطنيان ودخل فيه حب الله وحب الخلق الى غير ذلك مما يرومه اهل الطريق ومن ثم قال فارس فی الاية كما فی الروح كل ما يحملك على سلوك سبيل الحقيقة فهو حق وكل ما يحجبك ويفرق عليك وقتك فهو باطل ام

قوله تعالیٰ۔ وقل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل کان زهوقا۔ ترجمہ (اور کہدیجئے کہ حق آیا اور باطل گیا گذرا ہوا۔ واقعی باطل چیز تو یونہی آتی جاتی رہتی ہے) اخیر جملہ کا موقع تعلیل میں وارد ہونا اسپر دال ہے کہ آیت ہر حق اور باطل کو عام ہے اسمیں باطنی نور وظلمت بھی داخل ہو گئے اور حب اللہ وحب الخلق بھی آ گئی۔

قوله تعالیٰ وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين

فی الروح الاول اشارة الى التخلية والثانی الى التحلية ام

قوله تعالیٰ۔ وننزل من القرآن ما هو شفاء ورحمة للمؤمنين ترجمہ (اور ہم قرآن میں ایسی چیزیں نازل کرتے ہیں کہ وہ ایمان والوں کے حق میں تو شفا اور رحمت ہے) روح میں ہے کہ شفاء اشارہ ہے تخلیہ کیطرف اور رحمت اشارہ ہے تحلیہ کیطرف۔

قوله تعالیٰ ويسئلونك عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتيتم من العلم الا قليلا

فی الروح ای هی من جنس ما استأثر الله تعالیٰ بعلمه من الاسرار الخفية التی لا تكاد تدركها عيون عقول البشر وما اوتيتم من العلم الا قليلا لا يمكن تعلقه بامثال ذلك وهذا على ما قيل ترك للبيان ونهو لهم عن السوال ام وفيه ان البحث عن الاسرار التی ليس لنا كثير فائدة فيها عبث وابتلى به كثير من المتشيخة الذين يعدون عارا عليهم ان يقولوا فی شئ من العلوم انا لا ندری والى الله المشتكى

قوله تعالیٰ ويسئلونك عن الروح قل الروح من امر ربی وما اوتيتم من العلم الا قليلا ترجمہ (اور یہ لوگ آپ سے روح کو پوچھتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ روح میرے رب کے حکم سے بنی ہے اور تمکو بہت تھوڑا علم دیا گیا ہے) اسمیں دلالت ہے کہ اسرار غیر ضروریہ کا تفحص مذموم ہے جبکہ اس آیت کا مدلول نہی عن السوال کہا جاوے جیسا کہ ظاہر ہے۔

قوله تعالیٰ ولئن شئنا لنذهبن بالذی اوحينا اليك

فيه اشد الخوف على سلب ما رزق احد من النسبة والكمال كيف

قوله تعالیٰ۔ ولئن شئنا لنذهبن بالذی اوحينا اليك۔ ترجمہ (اور اگر ہم چاہیں تو جسقدر آپ پر وحی بھیجی ہے سب سلب کر لیں) اسی طرح اہل نسبت کو

زوال التعلق من الممکن بالتعلق من الواجب ۲۰۳ — تعلق غیر حق کا تعلق حق سے زائل ہو جانا

التخلیۃ والتحلیۃ ۲۰۴ — تخلیہ و تحلیہ

ذم التفحص عن الاسرار الغیر الضروریۃ ۲۰۵ — اسرار غیر ضروریہ کی تفتیش کی مذمت

الخوف من سلب النسبۃ ۲۰۶ — سلب نسبت سے خوف

ولا احد اعز علی اللہ تعالیٰ من حبیبہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما خوطب بھذا فاین غیرہ منہ صلی اللہ علیہ وسلم

سبب نسبت سے ڈرتے رہنا چاہیے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کون ہے جب آپ سے یہ خطاب ہے تو دوسرا کس حساب میں ہے ✤

۴۸۶ ذم طلب الخوارق — طلب خوارق کا مذموم ہونا

قولہ تعالیٰ وقالوا لن نؤمن لک حتی تفجر الخ فیہ ذم طلب الخوارق فاذا کان مذموما عن الانبیاء فکیف عن الاولیاء

قولہ تعالیٰ- وقالوا لن نؤمن لک حتی تفجر الخ ترجمہ

اس میں مذمت ہے طلب خوارق کی

۴۸۸ نفی القدرۃ المستقلۃ عن المقبولین — مقبولین کی قدرت مستقلہ کا نہ ہونا

قولہ تعالیٰ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا۔ نص فی نفی قدرۃ المقبول عن ما یطلب منہ

قولہ تعالیٰ قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا- ترجمہ (آپ فرمادیجئے کہ سبحان اللہ میں بجز اس کے کہ آدمی ہوں پیغمبر ہوں اور کیا ہوں) اس میں تصریح ہے کہ مقبولین کو قدرت نہیں کہ جو ان سے درخواست کیجاوے وہ اوسکو پورا کردیں ✤

۴۸۹ اشتراط المناسبۃ بین المعلم والمتعلم — شیخ و مرید میں مناسبت کا شرط نفع ہونا

قولہ تعالیٰ قل لو کان فی الارض ملئکۃ یمشون مطمئنین لنزلنا علیھم من السماء ملکا رسولا- لاشتراط المناسبۃ بین المعلم والمتعلم للنفع ورعایۃ القوم ھذا الشرط معروف معلوم

قولہ تعالیٰ قل لو کان فی الارض ملئکۃ یمشون مطمئنین لنزلنا علیھم من السماء ملکا رسولا ترجمہ آپ فرمادیجئے کہ اگر زمین پر فرشتے ہوتے کہ اوسمیں چلتے بستے تو البتہ ہم اون پر آسمان سے فرشتے کو رسول بنا کر بھیجتے) وجہ اس حکم کی معلم و متعلم میں مناسبت کا شرط ہونا ہے اور اس شرط کی رعایت قوم میں معروف ہے ✤

۴۹۰ رد انقطاع العذاب — انقطاع عذاب کا رد

قولہ تعالیٰ کلما خبت زدناھم سعیرا فیہ رد لما نسب الی بعضھم من انقطاع عذاب النار عن اھلھا بعد مدۃ طویلۃ

قولہ تعالیٰ- کلما خبت زدناھم سعیرا ترجمہ (وہ جب ذرا دھیمی ہونے لگے گی تب ہی ہم اون کے لیے اور زیادہ بھڑکا دیں گے) اسمیں اوس قول کا رد ہے جو بعض کی طرف منسوب ہے کہ مدت طویلہ کے بعد عذاب نار منقطع ہوجاوے گا ✤

۴۹۱ ذم کتم العلوم عن اھلھا — علوم کو اہل سے کتمان کا مذموم ہونا

قولہ تعالیٰ- قل لو انتم تملکون خزائن رحمۃ ربی اذا لامسکتم خشیۃ الانفاق فیہ اشارۃ الی ذم من یکتم الطریق عن الطالبین کما ھو عادۃ الناقصین الذین یحسبون ما سمعوا من مشائخھم دقائق ویفتخرون باختصاصھم بھا ولا تسمح انفسھم بمشارکۃ غیرھم فیھا وھذا اول دلیل علی

قولہ تعالیٰ- قل لو انتم تملکون خزائن رحمۃ ربی اذا لامسکتم خشیۃ الانفاق ترجمہ (آپ فرمادیجئے کہ اگر تم لوگ میرے رب کی رحمت کے خزانوں کے مختار ہوتے تو اس صورت میں تم خرچ کرنے کے اندیشہ سے ضرور ہاتھ روک لیتے) اس میں اشارہ ہے اوس شخص کی مذمت کی طرف جو طریق کو طالبین سے چھپاتے ہیں اور وہ طریق کی حقیقت اون چند

انهم فی ضلال لما لم یأتمروا بالمعروف ولم ینتهوا عن المنکر فان ابلاغ الحق مامور به وکتمانه منهی عنه نعم العلوم الکشفیة لا ینبغی ان تذاع

ملفوظات کو سمجھتے ہیں جو اپنے مشائخ سے سن لئے ہیں اونکو خدا جانے کیا خزائن و دقائق سمجھتے ہیں البتہ علوم کشفیہ جزو طریق نہیں اونکو ظاہر نہ کرنا چاہیئے ✤

قوله تعالیٰ وانی لاظنك یا فرعون مثبورا
فیه ان رد[۶۹۲] الجواب بمثل ما یقال له لا ینافی الکرم وکمال الاخلاق ومع هذا لم یتعد علیه السلام الحد حتی انه قابل ظنه بظنه مع کونه علی یقین من کونه مثبورا ولیس هذا الجواب خلاف اللین الذی امر به لانه امر به ابتداء لعله یتذکر او یخشی لا بعد اساءته الادب وقنوط موسی علیه السلام عن ایمانه فافهم

قوله تعالیٰ ۔ وانی لاظنك یا فرعون مثبورا
ترجمہ (اور میرے خیال میں ضرور تیری کمبختی کے دن آگئے ہیں) اسمیں [۶۹۲] دلالت ہے کہ جواب ترکی بترکی دینا جبکہ تسامح ورعایت میں کوئی مصلحت نہ ہو کرم اور کمال اخلاق کے منافی نہیں ✤

قوله تعالیٰ ۔ ویخرون للاذقان یبکون
فیه فضل[۶۹۳] البکاء من خشیة الله ولما تعلق فضل الاعمال بالاختیاری منها ولم یکن البکاء بالعین اختیاریا یراد بالبکاء ما هو اعم من بکاء العین ومن بکاء القلب ۔ وما عن القاسم کما فی الروح ان البکاء علی وجوه بکاء الجهال علی ما جهلوا ۔ وبکاء العلماء علی ما قصروا ۔ وبکاء الصالحین مخافة الفوت ۔ وبکاء الائمة مخافة السبق ۔ وبکاء الفرسان من ارباب القلوب للهیبة والخشیة ولا بکاء الموحدین ام حیث نفی فیه البکاء عن الموحدین محمول علی حالة غلبة التوحید علیهم اذ یغیب عنهم ما یجلب البکاء ۔ تمت سورة بنی اسرائیل

قوله تعالیٰ ۔ ویخرون للاذقان یبکون
ترجمہ (اور ٹھوڑیوں کے بل گرتے ہیں روتے ہوئے) اسمیں [۶۹۳] خشیتہ حق سے رونے کی فضیلت ہے

(سورہ بنی اسرائیل تمام ہوئی)

حاشیہ: ۶۹۲ الجواب الشدید لا ینافی کمال الاخلاق ۔ جواب ترکی بترکی دینا کمال اخلاق کے منافی نہیں
حاشیہ: ۶۹۳ فضل البکاء من خشیة اللہ ۔ خوف خدا سے رونے کی فضیلت

مُلحقة من رسالة التائید المذکورة فی اٰخر التمهید
سُورة بنی اسرائیل

قوله تعالیٰ ۔ اولئك الذین یدعون یبتغون الی ربهم الوسیلة ایهم اقرب

اضافہ
از رسالہ تائید
سورۂ بنی اسرائیل

قوله تعالیٰ ۔ اولئك الذین یدعون یبتغون الی ربهم الوسیلة ایهم اقرب یرجون

یرجون رحمتہ ویخافون عذابہ والوسیلۃ الی اللہ تعالیٰ ھی التی یتوسل بھا الوصال اللہ جل وعلا وذلک ھو المجاھدات والاذکار باللسان والقلب والمراقبات فی الخلوات وکل من کان اقرب الی اللہ تعالیٰ یعنی من کان اوصل الیہ فھو اشد طلبا للوسیلہ لانہ ما من وصال وقرب الا فوقہ درجات الوصال بلا نہایۃ ومن کان اقرب کان اعرف بہ وکان اشد طلبا للزیادۃ - انتھت الملحقۃ تم الجلد الاول ویلیہ الجلد الثانی انشاء اللہ تعالیٰ

رحمتہ ویخافون عذابہ ترجمہ (یہ لوگ جن کو پکارتے ہیں وہ خود ہی اپنے پروردگار کی طرف ذریعہ تلاش کرتے ہیں جو اون میں زیادہ صاحب قرب ہے اور وہ اللہ کی رحمت کے امیدوار اور اوس کے عذاب سے خائف رہتے ہیں) اور اللہ کی طرف ذریعہ سے مراد وہ چیز ہے جو حضرت اسکے بزرگ برتر کے وصال کا ذریعہ بنائی جاوے اور وہ مجاہدات اور اذکار لسانی وقلبی اور خلوت کے مراقبات ہیں اور جس شخص کو اللہ کا قرب زیادہ ہوگا یعنی جو شخص واصل زیادہ ہوگا وہ ذریعہ کا زیادہ طالب ہوگا کیونکہ کوئی وصال اور قرب ایسا نہیں جس سے اوپر وصال کے اور بے انتہا مراتب نہ ہوں اور جسکو قرب زیادہ ہوگا وہ اللہ کا پہچاننے والا بھی زاید ہوگا اور زیادتی کا طلب کرنے والا بھی بہت ہوگا۔

جلد اول تمام ہوئی

الہادی

رسالہ جس میں شریعت وطریقت کے متعلق جامع شریعت وطریقت واقف اسرار حقیقت حضرت حکیم الامت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم العالی کے علوم عقلیہ ونقلیہ کا بیش بہا ذخیرہ ہوتا ہے جو ہر طبقہ کو نہایت مفید ہے جمادی الاول ۱۳۴۳ھ سے جاری ہوا ہے جسکی سالانہ قیمت دو روپے آٹھ آنہ ہے اور بصورت وی پی عہ۸ر کا پڑتا ہے

ملنے کا پتہ

محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلاں دہلی

تربیۃ السالک و تنجیۃ الہالک

احکام باطنی کا مجموعہ ذکر و شغل کرنیوالے حضرات حضرت والا مدظلہم کی خدمت میں اپنے باطنی حالات عرض کرتے ہیں اور انکے جوابات حضرت والا مدظلہم عطا فرماتے ہیں وہ یکجا جمع کرلئے جاتے ہیں اور وہ شائع ہوتے رہتے ہیں، سالکین و مشائخ کیلئے اس سے بہتر کوئی کتاب نہیں اسکو روحانی مطب کہا جاوے تو بجا ہے اسکے مطالعہ سے سالک نفس و شیطان کے دہوکے سے بچ سکتا ہے اور مشائخ کی بھی بہت سی مشکلات اس سے حل ہوتی ہیں یہ کتاب سالکین کیلئے خصوصاً اور عام مسلمانوں کیلئے عموماً نہایت ضروری ہے قیمت حصہ اول ۱۲؍
ایضاً حصہ دوم چھ آنے۔ (۶؍)

المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ

یعنی

احکام اسلامی کی عقلی حکمتیں

پہلی بات ہے کہ جب غلام اپنے آقا کو خادم اپنے مخدوم کو محکوم اپنے حاکم کو تسلیم کر لیتا ہے اور اسکی طاعت کرنے اور احکام کے بجا لانے میں اپنی رائے کو دخل نہیں دیتا اور نہ کسی حکم کی علت دریافت کرنیکی کوشش کرتا ہے اور درحقیقت خادمانہ اور غلامانہ حیثیت کا اقتضاء بھی یہی ہے کہ آقا کا حکم بلا چون و چرا تسلیم کر لیا جائے بلکہ کمال اطاعت تو یہ ہے کہ اگر آقا واقع کے خلاف دن کو رات کہے تو وفادار و فرمانبردار غلام کو اسکی تصدیق کرنیمیں تامل نہ ہو شیخ علیہ الرحمۃ نے خوب فرمایا ہے ؎

اگر شہ روز را گوید شب است این ÷ بباید گفت اینک ماہ و پروین

لیکن افسوس ہے کہ حق جل وعلیٰ شانہ جو احکم الحاکمین اور سلطان السلاطین ہے اُسکے احکام بجا لانے میں (باوجود اسکی خدائی تسلیم کرنیکے) ہزاروں حیلے تراشے جاتے اور علتیں دریافت کیجاتی ہیں خصوصاً آجکل نئی تعلیم کے اثر سے علت طلبی کی علت اور بھی زیادہ ہوگئی ہے اسلام کا صرف نام ہی نام ہے احکام سے ذرا بھی محبت و دلچسپی باقی نہیں رہی دہریوں اور ملحدوں کی صحبت سے عقائد حقہ کا مضحکہ اڑاتے ہیں اور تحقیق اسباب و علل کو آڑ بنا کر عمل سے بے پرواہ ہوگئے ہیں مگر خدائے تعالے جزائے خیر عطا فرمائے علماء ربانی کو کہ وہ بھی ہدایت خلق کیلئے ہمیشہ اولوالعزمی سے کام لیتے ہیں اور احکام اسلامی کی حکمتیں و مصلحتیں بیان کرکے حیلہ جو طبیعتوں پر حجت پوری کرتے ہیں چنانچہ حضرت امام غزالی علیہ الرحمۃ و حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہما تعالیٰ انہیں اولوالعزم حکماء امت میں سے ہیں جنھوں نے خداداد ملکہ سے احکام شرعیہ کی باریکیاں بیان فرما کر بہت سے آزاد خیال و مطلق العنان لوگوں کو اسلام کا سچا مطیع و فرمانبردار بنادیا ہے اور اس زمانہ میں حضرت مجدد الملۃ حکیم الامۃ مولانا شاہ محمد اشرفعلی صاحب تھانوی مدظلہم العالی نے **المصالح العقلیہ** اردو زبان میں تالیف فرما کر آزادان ہند کیلئے رموز و اسرار شرعیہ کا ایسا بیش بہا خزانہ جمع فرما دیا ہے جو ایک حق طلب و حق پسند کیلئے ہدایت کا معقول ذریعہ ہو سکتا ہے ورنہ خود پسند و نفس پرست کیلئے تو دفتر بھی کافی نہیں ہے ؎

نگوئی از سر بازیچہ حرفے
کز و پندے نگیرد صاحب ہوش
وگر صد باب حکمت پیش نادان
بخوانی آیدش بازیچہ در گوش

قیمت حصہ اول نو آنے (۹؍) حصہ دوم بارہ آنے (۱۲؍)
ایضاً حصہ سوم بارہ آنے۔ (۱۲؍)

التکشف عن مہمات التصوف

یعنی حضرت والا مدظلہم کی مفید عوام وخواص افراط و تفریط سے پاک سچے تصوف کی حقیقت میں نہایت ضروری اور عجیب کتاب

بعد الحمد والصلوٰۃ کہ اس زمانہ پرفتن میں منجملہ دیگر اغلاط عوام کے بڑی غلطی علم تصوف کے فہم میں ہوئی کسی نے تو قوالی وعملی بے قیدی کا نام تصوف رکھ لیا اور کسی نے محض رسوم کو تصوف کہا اور کسی نے صرف کثرت اوراد و وظائف کو تصوف کہدیا اسیطرح اسکے مسائل وحدۃ الوجود وحدۃ الشہود وغیرہ کے سمجھنے میں صدہا غلطیاں کیں اس فرقہ کو تو یہ ضرر پہنچا کہ اپنے عقائد خراب کئے بعضے شرک تک میں مبتلا ہوگئے اور بعض حضرات ایسے بڑھے کہ وہ تصوف کا اصل سے ہی انکار کر بیٹھے اور حضرات اولیاء اللہ رحمہم اللہ کی شان میں بے ادبی وگستاخی سے پیش آئے اور مسائل تصوف کو غیر ثابت بالکتاب والسنۃ اعتقاد کر لیا اور تصوف کو خلاف شریعت کے سمجھکر اسکے نام سے کوسوں بھاگنے لگے انکو یہ ضرر ہوا کہ اسکے برکات سے محروم رہے اور قلب میں فساد پیدا ہوگیا اور بعض حضرات وہ ہیں جو منکر نہیں اور حضرات اولیاء اللہ کے بھی معتقد ہیں لیکن شریعت کو تصوف کا غیر سمجھتے ہیں اور جس نظر سے اس علم شریعت کو دیکھنا چاہیئے اس نظر سے نہیں دیکھتے اور اسکے مسائل کو غیر ثابت بالسنۃ یا سمجھتے ہیں لہٰذا حکیم الامۃ جامع شریعت وطریقت مولانا موصوف العصر نے یہ کتاب ایسی تالیف فرمائی جس سے تصوف کی حقیقت اور اسکے ضروری مسائل کی تحقیق جسمیں لوگ [illegible] کرتے ہیں واضح ہوگئیں جو لوگ اس راہ کو قطع کر رہے ہیں یا ادھر متوجہ ہونیکا ارادہ رکھتے ہیں انکو تو خصوصاً اور عامہ مومنین کو عموماً اس کتاب کا مطالعہ کرنا بلکہ سبقاً سبقاً پڑھنا بہت ضروری ہے انشاء اللہ تعالےٰ تمام اشکال حل ہونیکے علاوہ بہت سے ایسے جدید فوائد ضروری دیکھنے میں آوینگے جو نہایت کارآمد ہیں

قیمت پانچ روپے۔ (حصہ)

تکمیل الیقین یعنی خلاصہ سائنس اور اسلام

اردو زبان میں یہ پہلی کتاب ہے جو دینیات کی جامعیت کیساتھ سائنس اور طبعیات کا پہلو لئے ہوتی ہے یہ کتاب زیادہ تر ان تعلیمیافتوں کیواسطے تالیف کیگئی ہے جو علوم مروجہ کے اثر سے متاثر ہوکر شبہات میں مبتلا ہوجاتے ہیں یہ کتاب دیندار مسلمانوں کیلئے بھی ازبس ضروری اور نافع ہے مضامین کی مختصر فہرست یہ ہے اول عقائد و اعمال کو [illegible] شرک و بدعات خلاف شرع رسوم کو نہایت وضاحت سے بیان کیا ہے [illegible] طاعات کے بعض ضروری [illegible] احکام کی تشریح [illegible] نماز کیلئے [illegible] اعضاء وضو دھونے اور ترتیب کی حکمت [illegible] منکرین کی حکمت [illegible] معقول جواب اعمال حج کی فلاسفی اور بے پردگی کی خرابیاں۔ تعدد ازواج کے متعلق نہایت عمدہ بحث [illegible] شریعت محمدیہ کے قوانین نئی روشنی [illegible] صوفیوں کے حالات۔ مادے کی قدامت کا ابطال [illegible] اصول سے وحدانیت خدا کی [illegible] عقل کی [illegible] معلوم کرنے میں اہل سائنس کی بدحواسی۔ حیات بعد الممات کا عقلی ثبوت اور فلاسفہ کے شبہات کا جواب [illegible] باہمی تعلق کی حقیقت الغرض [illegible] شبہات کے جوابات جو کسی حیثیت سے اسلام پر وارد ہو سکتے ہیں اس کتاب میں موجود ہیں جنکو پڑھکر اسلام و دین حق ہونیکا یقین جاتا ہے [illegible]

ملنے کا پتہ۔ محمد عثمان مالک کتب خانہ اشرفیہ دہلی